فہرستِ مضامین

عنوانات	صفحہ
بنی اُمیہ	۳
خلافتِ راشدہ . .	″
طریقِ انتخاب . .	″
بعد کے خلفا کا طریق انتخاب . .	۴
سلطان اور خلیفہ میں فرق . .	″
خلفائے بنو امیہ سے کیا مراد ہے؟	″
خلافت کے تین دور	۵
عربوں میں دشمنی کی اصل وجہ . .	۶
امیر معاویہ . .	۷
امیر معاویہ کے دستِ بازو عمرو اور زیاد	۸
زیاد بن ابی سفیان .	۹
خارجیوں کی شورش .	۱۰
خارجیوں کی بہادری	۱۱
ترکستان کی بغاوت	″
افغانستان اور ملتان پر تاخت . .	″
قسطنطنیہ پر چڑھائی	۱۲
افریقہ کی فتوحات .	″
ابن نافع . . .	۱۳
پیش آئی ابتدائیوں میں	

عنوانات	صفحہ
عربوں کی بہادری	۱۴
امیر معاویہ نے کیا کیا؟	۱۵
یزید کے لئے بیعت	″
امیر معاویہ کی موت	۱۶
امیر معاویہ کے خصائل	۱۷
یزید . . .	″
بیعت کیلئے دوڑ دھوپ	۱۸
کوفیوں کی طلب . .	۱۹
حضرت مسلم کی روانگی	۲۰
کوفیوں کا جوش و خروش	۲۱
کوفے پر ابن زیاد کا تقرر	″
ابنِ زیاد کی چال .	۲۲
بزدل کوفی . . .	۲۳
ہانی بن عروہ رض . .	″
حضرت مسلم رض میدانِ عمل میں . .	۲۴
کوفیوں کی بے وفائی	″
حضرت مسلم رض کی شجاعت اور شہادت .	۲۵
امام حسین ؑ کی روانگی .	″
حادثۂ کربلا . .	۲۸
حضرت امام ؑ کی حیرت انگیز بہادری	۲۹
حضرت امام ؑ کی شہادت	۳۰
اس حادثے کا نتیجہ .	۳۱
عبداللہ بن زبیر رض	۳۲

عنوانات	صفحہ
مدینے پر چڑھائی . .	۳۳
مکے پر چڑھائی . .	″
یزید کی موت . .	۳۴
معاویہ بن یزید .	″
مروان بن حکم . .	۳۵
مروان کی موت .	۳۶
عبدالملک بن مروان .	۳۷
ایک عبرتناک واقعہ .	۳۹
مکہ پر چڑھائی . .	۴۰
عبدالملک کا عروج .	۴۲
افریقہ کی فتوحات .	۴۳
عبدالملک کی وفات .	۴۷
ولید بن عبدالملک .	۴۸
سندھ کی فتح . . .	″
ترکستان	۴۹
افریقہ کی فتوحات .	۵۰
فتح اندلس . . .	″
حجاج کی وفات .	۵۳
ولید کی وفات . .	″
سلیمان بن عبدالملک	۵۴
قسطنطنیہ پر چڑھائی .	۵۵
عمر بن عبدالعزیز رح	۵۶
یزید بن عبدالملک	۶۳
ہشام بن عبدالملک	۶۶
بحیرۂ خزر کے کنارے	۶۷
عراق	″

عنوانات	صفحہ
خاقان سے لڑائی . .	۶۷
افریقہ کی ہلچل . . .	۶۸
زید بن علی . . .	۷۲
ولید بن یزید . .	۷۳
یزید بن ولید . .	۷۴
ابراہیم بن ولید .	۷۵
مروان بن محمد .	〃
بنی اُمیہ پر ایک نظر	۸۲
اسباب زوال . . .	۸۶
بنو عباس رض	۹۰
ابو العباس محمد سفاح .	۹۱
ابو جعفر عبداللہ منصور	۹۳
عبداللہ بن علی کی بغاوت . .	〃
ابو مسلم خراسانی کا انجام	〃
سنباذ	۹۵
راوندیہ	〃
بغداد	۹۶
محمد اور ابراہیم . .	〃
مہدی	۱۰۰
اصلاحات	۱۰۱
مقنع	〃
ہندوستان	۱۰۲
رومی	〃
موسیٰ ہادی . . .	۱۰۳
ہارون رشید . . .	۱۰۵
بغداد کا عروج . .	〃

عنوانات	صفحہ
انتظام	۱۰۷
برامکہ کا عروج . .	〃
یحییٰ بن عبداللہ .	۱۰۸
محضریوں کا حملہ .	۱۰۹
رومی	〃
افریقہ	۱۱۱
برامکہ کی تباہی	۱۱۲
محمد الامین . . .	۱۱۴
بھائیوں میں فساد .	۱۱۵
مامون	۱۱۷
عراق کی بغاوتیں .	۱۱۸
امام علی رضا رح .	۱۲۰
فتنہ خلق قرآن .	۱۲۳
بوران سے شادی .	〃
فتوحات	۱۲۴
اخلاق و عادات . .	۱۲۵
معتصم باللہ . . .	۱۲۶
بابک خرمی . . .	۱۲۷
محمد بن قاسم . . .	۱۲۸
روم کی فتوحات	〃
واثق باللہ	۱۳۰
عرب قبائل کی بغاوت	۱۳۱
احمد بن نصر . . .	۱۳۳
متوکل علی اللہ . .	۱۳۴
مستنصر باللہ . .	۱۳۵
مستعین باللہ . .	〃
معتز باللہ . . .	۱۳۷
مہتدی باللہ . .	〃
معتمد باللہ . .	۱۳۸

عنوانات	صفحہ
معتضد باللہ . .	۱۳۸
مکتفی باللہ . .	۱۳۹
مقتدر باللہ . .	〃
قاہر باللہ . . .	۱۴۰
راضی باللہ . . .	۱۴۱
متقی للہ . . .	〃
مستکفی باللہ . . .	〃
مطیع للہ . . .	۱۴۲
طائع باللہ . . .	۱۴۳
قادر باللہ . . .	〃
قائم بامر اللہ . .	۱۴۴
مقتدی بامر اللہ .	۱۴۵
مستظہر باللہ . .	〃
مسترشد باللہ .	〃
راشد باللہ . . .	۱۴۶
مقتفی لامر اللہ	〃
مستنجد باللہ . .	〃
مستضئ بنور اللہ .	〃
ناصر الدین اللہ . .	〃
تاتاریوں کا ظہور	〃
ظاہر بامر اللہ . .	〃
مستنصر باللہ . .	۱۴۸
معتصم باللہ . . .	〃
زوال کے اسباب .	۱۵۳
پرانی عظمت کی یاد	۱۵۵
خلفائے عباسیہ مصر	۱۶۱
مستنصر سے متمسک تک ۱۵ بادشاہ	۱۶۱

سِلسلۂ اِسلامیّہ

چھٹا حِصّہ

بنی اُمیّہ اَور بنی عبّاس

بنی اُمیّہ

خلافتِ راشدہ اسلام کی ساڑھے تیرہ سَو سالہ تاریخ میں خلفائے اربعہ رضؓ کا زمانۂ حکومت بہترین زمانہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ گو خلفائے اربعہ رضؓ کے بعد سیکڑوں سال تک مسلمانوں میں حکُومت رہی۔ اَور اِس عرصہ میں مسلمانوں کے بیسیوں خلیفہ ہوئے۔ مگر خلفائے اربعہؓ اَور بعد کے خلفا میں زمین آسمان کا فرق ہے +

طریقِ انتخاب خلفائے اربعہؓ کے زمانے میں انتخاب کی دو صُورتیں تھیں۔ پہلی صُورت حضُور صلّی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عمل میں آئی کہ مدینے کے لوگوں نے حضرت ابُوبکر رضؓ کو منتخب کیا اَور سب لوگوں نے بے چوُن وچرا اُنہیں تسلیم کر لیا۔ دُوسری صُورت حضرت ابوبکر رضؓ کی وفات کے وقت پیش آئی کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو اپنا جانشین بنا

دیا۔ اور صحابہؓ نے رضامندی سے اُس کو قبول کر لیا ۔

بعد کے خلفا کا طریق انتخاب خلفائے اربعہؓ کے بعد حضرت حسنؓ کی حکومت کے چند ماہ کو نکال کر خلافت کی باگ ڈور بنو اُمیّہ کے ہاتھ میں جا پہنچی۔ اَور سب سے پہلے خلیفہ امیر معاویہ ہوئے۔ اس وقت خلافت نے سلطنت کی صُورت اختیار کر لی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا تھا کہ "میرے تیس سال بعد تو خلافت رہے گی۔ اَور پھر جبر والی حکومت قائم ہو جائے گی"۔ چنانچہ ایسا ہی ظہُور پذیر ہوُا۔ اَور امیر مُعاویہ کے وقت سے حکمران بادشاہ اپنا جانشین اپنے بیٹے یا قریبی رشتہ دار کو بنانے لگا۔ اِن سُلطانوں کے ساتھ خلیفہ کا لفظ محض رسمی طور پر مُروّج ہے۔ ورنہ دراصل انہیں سلاطینِ اسلام کا لقب دینا زیادہ موزوں اَور صحیح ہے ۔

سلطان اَور خلیفہ میں فرق خلفائے اربعہؓ کے وقت میں خلیفہ خدا اَور رسُولؐ کا نائب، مُسلمانوں کا حاکم اَور رُوحانی پیشوا سمجھا جاتا تھا۔ بعد کے خلفا ظاہری حکمران تو تھے۔ مگر رُوحانی پیشوائی اَور رعایا کی ہر دلعزیزی حاصل نہ کر سکے ۔

خلفائے بنو اُمیّہ سے کیا مراد ہے؟ خلفائے بنو اُمیّہ سے وُہ خلفا مراد ہیں۔ جو امیر معاویہ سے لے کر مروان الحمار تک یکے بعد دیگرے تختِ سلطنت پر بیٹھتے رہے۔ اگرچہ حضرت عثمانؓ

بھی بنو اُمیہ کے خاندان سے تھے۔ مگر اُن کا شمار خلفائے بنو اُمیہ میں نہیں۔ اِسی طرح اُندلس کے تمام بادشاہ بنو اُمیہ تھے۔ مگر وہ بھی خلفائے بنو اُمیہ سے خارج ہیں۔ خاندان بنو اُمیہ کو سمجھنے کے لئے ذیل میں ایک نقشہ درج کیا جاتا ہے :-

- اُمیہ
  - حرب
    - ابوسفیان
      - معاویہ اوّل
        - یزید اوّل
          - معاویہ ثانی
  - ابوالعاص
    - حکم
      - مروان
        - عبدالعزیز
          - عمر ثانی
        - عبدالملک
          - ہشام
            - معاویہ
              - عبدالرحمٰن
                - بنو امیہ اندلس
          - یزید ثانی
            - ولید ثانی
          - سلیمان
          - ولید اوّل
            - ابراہیم
            - یزید ثالث
        - محمد
          - مروان ثانی
    - عفان
      - حضرت عثمان رضؓ
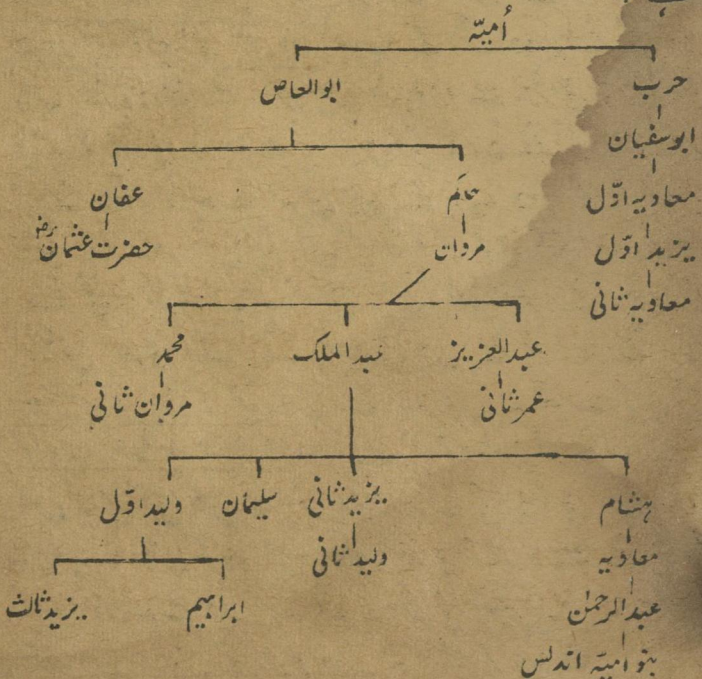
خلافت کے تین دَور مورّخین نے خلافت کو تین دَوروں میں تقسیم کیا ہے :-

(۱) خلافتِ راشدہ۔ یعنی حضرتِ ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؑ کا زمانۂ حکومت۔

(۲) خلفائے یا شاہانِ بنو اُمیہ۔ یہ کُل چودہ تھے۔ یہ شہنشاہیت کا زمانہ کہلاتا ہے۔

(۳) خلفائے بنو عباس۔ اِن کی تعداد ۳۷ تھی۔ یہ زمانہ علوم و فنون کی ترقی کے لئے مشہور ہے۔

عربوں میں دُشمنی کی اصل وجہ عرب کے لوگ دو بڑے گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ جن میں صدیوں سے دُشمنی چلی آتی تھی ایک تو مضری جو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد تھے۔ اور حجاز میں رہتے تھے۔ دُوسرے حمیری جن کے باپ دادا کا اصل وطن یمن تھا۔ اور اس جگہ اُن کی حکومت کوئی تین ہزار برس سے تھی۔ حمیری زیادہ متفق، متحد اور منظم تھے۔ اُن کے برعکس مضری الگ الگ قبیلوں میں بٹے ہُوئے تھے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ حمیریوں نے مضریوں پر حکومت کرنی شروع کر دی۔ مضری ہمیشہ آزاد رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس باہمی کش مکش کا نتیجہ اِنتہا درجے کی دُشمنی میں نِکلا۔ اور یہ دونوں گروہ آپس میں چھُری کٹار رہنے لگے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہِ وسلّم کی تعلیم نے بڑی حد تک اِن دونوں کو باہم مِلا کر شیر و شکر کر دیا تھا۔ مگر دُور دراز کے لوگوں میں پھر بھی دُشمنی باقی رہی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی فتوحات نے لوگوں کو دُنیا کے دُوسرے خطّوں میں آباد کر دیا۔ مضری بصرے میں آباد ہو گئے۔ اور

تونہ حمیری قبیلوں کا مرکز بن گیا۔ فلسطین اور دمشق کے علاقے میں بھی مضریوں کی کثرت تھی۔ اور شام کے شمالی حصے میں حمیری پھیلے ہوئے تھے۔ بہر حال یہ لوگ جہاں بھی گئے۔ پُرانے بُغض و عناد کو ساتھ لیتے گئے +

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی اہم شخصیتوں نے اِس عناد کو مضبُوطی سے دبائے رکھا۔ ویسے بھی اپنی حفاظت اور سلطنت کو وسیع کرنے کے خیال نے اِس چنگاری کو چمکنے نہ دیا۔ مگر حضرت عثمانؓ کے زمانۂ حکومت میں بنو اُمیّہ نے راکھ میں دبی ہوئی چنگاری کو ایسی ہوا دی کہ ایک جہان میں آگ لگ گئی۔ جس نے ہسپانیہ اور سسلی میں۔ افریقہ کے صحراؤں۔ خراسان کے میدانوں اور کابل کے مُرغزاروں میں شعلہ زن ہو کر اسلامی ایوانِ حکومت کو جلا راکھ کر دیا۔ جہاں جہاں مضری اور حمیری قبائل تھے۔ اُن میں رشک و حسد کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ پُرانی دُشمنیوں نے پھر سر اُٹھایا۔ ساتھ ہی خلافت کے جھگڑوں نے مسلمانوں کو کئی گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ کچھ لوگ خلافت کو بنو ہاشم کا حق سمجھتے تھے۔ کچھ بنو اُمیّہ کے طرف دار تھے۔ کچھ لوگ ایسے تھے۔ جو اِن جھگڑوں سے بیزار ہو کر عافیت کے گوشے میں جا بیٹھے +

امیر معاویہ اُمیّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دادا عبدالمطلب کا چچیرا بھائی تھا۔ اُس کا پوتا ابُوسفیان بن حرب فتح مکّہ کے

دن اپنے بیٹوں معاویہ اور یزید کے ساتھ ایمان لے آیا۔
جب مسلمانوں کی فوجیں شام پر چڑھیں تو حضرت ابوبکرؓ نے
یزید بن ابی سفیان کو ایک دستۂ فوج کا سپہ سالار بنایا اور
کچھ دن بعد معاویہ کو اس کی مدد پر بھیجا۔ دمشق فتح ہونے
پر یزید کو وہاں کا حاکم بنا دیا گیا۔ معاویہ اکثر لڑائیوں
میں یزید کے ساتھ رہے تھے۔ اس لئے جب یزید فوت
ہؤا تو اس کی جگہ امیر معاویہ نے سنبھالی۔ اور اس طرح
امیر معاویہ دمشق کے حاکم ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے
میں حمص اور فلسطین کے علاقوں کی حکومت بھی اُن کے
سپرد کی گئی۔ اس بڑے علاقے پر جس کے ایک طرف دریائے
فرات موجیں مارتا تھا۔ اور دوسری طرف مصر کا خوبصورت
ملک آباد تھا۔ انہوں نے ایک مدت تک حکومت کی۔ حضرت
عثمانؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے اُن کے خون کا
دعویٰ کیا۔ آخر زمانے نے یہ ورق بھی الٹا۔ حضرت علیؓ
شہید ہوئے۔ اور حضرت حسنؓ خلافت سے دست بردار
اور امیر معاویہ بے روک ٹوک حکومت کرنے لگے۔

امیر معاویہ کے دست و بازو عمرو اور زیاد

امیر معاویہ کو عام مسلمانوں نے خلیفہ نہیں منتخب کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنی
طاقت کے بل بوتے پر حکومت حاصل کی تھی۔ ان کی سلطنت
کو مستحکم کرنے میں عمرو بن عاص اور زیاد بن ابی سفیان کا
بڑا ہاتھ تھا۔ عمرو بن عاص نے جو کچھ کیا۔ وہ تو تم حضرت

علی رضؓ کے حالات میں پڑھ چکے ہو۔ اس کے صلے میں عمرو بن عاص کو مصر کی حکومت دے کر اس کے خزانے کا مختارِ کُل بنا دیا گیا۔

زیاد بن ابی سفیان زیاد بن ابی سفیان دراصل ابُوسفیان کا صحیح النسب بیٹا نہ تھا۔ بلکہ سمیہ نام ایک لونڈی کے بطن سے تھا۔ مگر تھا بلا کا ذہین اور مُدبّر۔ حضرت علیؓ کے زمانے میں زیاد فارس کا حاکم تھا۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد زیاد نے امیر معاویہ کا ساتھ دینے سے اِنکار کر دیا۔ امیر معاویہ کو یہ اندیشہ ہوُا کہ کہیں زیاد بنوُ ہاشم کے ساتھ مِل کر میری سلطنت کا تختہ نہ اُلٹ دے۔ اِس لئے کِسی تدبیر سے اِس کو دربار میں بُلا کر گلے سے لگا لیا۔ اور کہا تم تو میرے بھائی ہو۔ اُس دِن سے زیاد امیر معاویہ کا کلمہ پڑھنے لگا۔

امیر معاویہ کے خلاف سب سے زیادہ سازشیں بصرے میں ہوتی تھیں۔ ویسے بھی یہ شہر چوروں اور ڈاکوؤں کا مرکز بن کر رہ گیا تھا۔ امیر معاویہ نے زیاد کو یہاں کا حاکم مقرر کیا۔ زیاد نے جاتے ہی ایسی سختی سے حکوُمت کی کہ ایک ہی مہینے میں امن و امان قائم ہو گیا۔ اُس نے عام اعلان کر دیا تھا کہ رات کو شہر میں کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند نہ کرے۔ حکوُمت سب کے گھروں کی حفاظت کرے گی۔ اُس نے رات کو باہر نکلنے کی ممانعت کر دی۔

اور اعلان کر دیا کہ جو کوئی باہر نکلے گا - قتل کر دیا جائیگا۔ کہتے ہیں اِس اعلان کے دُوسرے دن اُسے ایک چرواہا ملا - اِس نے کہا۔ "تجھے میرے حکم کی خبر نہیں"؟ چرواہے نے جواب دیا۔ "مَیں تو ابھی باہر سے آیا ہُوں اور حیران ہُوں کہ سارا شہر سُنسان ہے - کوئی شخص اتنا بھی نہیں کہ اُس سے اِس کا سبب ہی دریافت کر سکُوں"۔ زیاد نے کہا۔ "مجھے تیری سچّائی پر یقین ہے - لیکن اگر مَیں تجھے چھوڑ دُوں گا تو لوگوں کو میری بات کا اعتبار جاتا رہیگا"۔ اُس نے کہا۔ "سر حاضر ہے"۔ اور زیاد نے بڑھ کر اُس کا سر قلم کر دیا +

غرض جہاں گیا اِسی سختی سے فساد کو دبایا - امیر معاویہ نے اِس کے بعد زیاد کو خراسان کی حکومت بھی عطا کر دی - اب زیاد نے لِکھا کہ "مَیں یہ سب کام بائیں ہاتھ سے کرتا ہوں - ابھی میرا داہنا ہاتھ بیکار ہے اگر مجھے مکّے اور مدینے کی حکومت دے دی جائے تو میرا داہنا ہاتھ بھی کام کرنے لگے گا"۔ چنانچہ امیر معاویہ نے عربستان کی حکومت بھی اُس کے حوالہ کی - لیکن اس نئی حکومت پر جانے سے پہلے موت نے زیاد کا خاتمہ کر دیا۔ ۴۵ھ میں ۴۵ سال کی عمر میں فوت ہوُا +

خارجیوں کی شورش خارجیوں نے ہر طرف شورش برپا کر رکھی تھی - یہ لوگ بے حد دلیر اور بہادُر تھے - سر ہتھیلی پر

رکھ کر لڑتے تھے امیر معاویہ نے بعض سرداروں کو روپیہ پیسہ دے کر اور بعض لوگوں کو لڑ بھڑ کر دبایا*

خارجیوں کی بہادری | خارجیوں نے جس بہادری سے امیر معاویہؓ کا مقابلہ کیا۔ اس کے حالات سُنو تو حیران رہ جاؤ۔ ایک بہادر خارجی سپہ سالار اپنی تین سو کی مٹھی بھر جماعت کو لے کر تین ہزار کے لشکر سے جا بھڑا۔ ایک سپہ سالار نے صرف چالیس آدمیوں سے دو ہزار کے لشکر کو مار بھگایا۔ لیکن آخر کار اُنہیں صحرائے عرب میں تتر بتر کر دیا گیا۔ اُن کی قوت ٹوٹ گئی*

ترکستان کی بغاوت | ترکستان کے سردار جن سے حضرت عمرؓ کے زمانے میں کئی معرکے ہو چکے تھے۔ پھر اسلامی سرحدوں میں گھس آئے۔ لیکن منہ کی کھا کر بھاگے*

افغانستان اور ملتان پر تاخت | مہلب ابن ابی صفرہ مشہور سپہ سالار ترکوں کا زور توڑ کر ہندوستان کی طرف بڑھے۔ اور سندھ سے اتر کر مشرقی افغانستان اور ملتان کے علاقے کو زیر و زبر کر کے واپس لوٹے۔ یہ بڑے بہادر جرنیل تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر کسی لق و دق صحرا میں تنہا رہ گئے۔ اُدھر سے اٹھارہ ترک نوجوان آ رہے تھے۔ انہیں تنہا پا کر اُن پر ٹوٹ پڑے۔ مگر یہ بھی ایسی بہادری اور بے جگری سے لڑے کہ سب کو تہ تیغ کر دیا*

قسطنطنیہ پر چڑھائی آرمینیا کے حاکم شاپُور نے امیر معاویہ کو لکھا کہ اگر تم قسطنطنیہ پر حملہ کرو تو میں تمہاری مدد کروں گا امیر معاویہ نے ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔ یہ لشکر ابھی رومیوں کی سرحد میں داخل ہُوا ہی تھا کہ شاپُور کے مرنے کی خبر آئی۔ لیکن مسلمانوں نے ہمّت نہ ہاری۔ اَور قلعے پر قلعہ فتح کرتے اَور میدان پر میدان مارتے آخر قسطنطنیہ کے سامنے جا پہنچے۔ قسطنطنیہ بڑا محفوظ مقام ہے۔ ہر طرف سے بڑی بڑی چٹانوں اور سمندر نے سے گھیر رکھا ہے۔ امیر معاویہ نے ایک بڑی فوج کمک کے لئے بھیجی۔ مسلمان خُشکی اَور تری دونوں طرف سے بڑھے۔ مگر پیچھے ہٹنا پڑا۔ اِس معرکے میں حضرت ابُو ایوّب انصاریؓ بھی شہید ہُوئے۔ جنہیں شہر کی فصیل کے پاس دفنا دیا گیا۔ جب محمد ثانی سلطان رُوم نے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کو فتح کیا تو اُس نے یہیں اِن کا مقبرہ اَور مسجد تعمیر کرائی۔ جس میں صدیوں تک ترک بادشاہوں کی تاجپوشی کی رسم ادا کی جاتی رہی ؞

افریقہ کی فتوحات حضرت عثمان رضؓ کے زمانۂ خلافت میں افریقہ کا علاقہ برقہ تک فتح ہو چُکا تھا۔ اس زمانے میں عرب افریقہ اُس علاقے کو کہتے تھے جو مصر سے بحرِ اوقیانوس کے کناروں تک پھیلا ہُوا ہے۔ یہاں سرکش بربری قبیلے آباد تھے۔ جو آئے دِن بغاوتیں کرتے اَور مسلمانوں کو ستاتے رہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد سے افریقہ کی فتوحات

رکی بڑی تھیں۔ اب جب کہ ہر طرف اسلامی فوجیں بڑھنے لگیں تو افریقہ کی فوجوں میں بھی حرکت پیدا ہوئی ٭

عقبہ بن نافع

امیر معاویہ نے عقبہ بن نافع کو دس ہزار کا لشکر دے کر افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ عقبہ بن نافع نے دیکھا کہ اس ریگستان میں کم از کم مسلمانوں کی کوئی چھاؤنی تو ہو۔ جس میں وقت ضرورت پناہ لی جا سکے اس کام کے لئے اُنہوں نے ایک ایسا علاقہ تجویز کیا۔ جو سانپ بچھوؤں اور اور جنگلی جانوروں سے بھرا پڑا تھا۔ عقبہ نے اُسے صاف کرکے وہاں ایک عالی شان شہر آباد کیا۔ جو اب تک قیروان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ چھاؤنی قائم کرکے اُنہوں نے مغرب کی طرف پیش قدمی کا فیصلہ کیا۔ اپنے نائب کو وصیتیں کیں اور شیر کی طرح بڑھنا شروع کیا۔ بربری اِن کے دائیں بائیں ترکتازیاں کرتے اور لڑتے بھڑتے جاتے تھے۔ مگر یہ اس ہجوم میں سے اپنا راستہ نکال لیتے تھے۔ جس لشکر نے مقابلہ کیا مُنہ کی کھائی۔ شہر تاہرت پر رومیوں اور بربریوں کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا۔ مگر مسلمانوں نے اُن کے چھکے چھڑا دئے۔ اور سب شکست کھا کر بھاگ گئے۔ غرض اسی طرح یہ بہادر مرد سرکش بربریوں کو دباتا اور مُنہ زور رومیوں اور یونانیوں کو زیر کرتا فتح کے پرچم اڑاتا بحر اطلانتک کے کنارے تک جا پہنچا۔ سمندر کو دیکھ کر وہ بے تاب ہوگیا۔ گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اور آسمان

کی طرف مُنہ اُٹھا کر کہا۔ "بار الٰہا! اگر یہ سمندر میرا راستہ نہ روکتا تو میں اِسی طرح مغرب کی طرف مُنہ گئے جہاں زمین ملتی۔ ممالک فتح کرتا کافروں کو دار پر کھینچتا اور تیرے نام کی اشاعت کرتا چلا جاتا"۔

یہ پُر جلال اَلفاظ کہ کر عقبہ نے اپنا گھوڑا پانی سے نکالا۔ اپنی فوج کی مختلف ٹکڑیاں کیں۔ اور سب سے کہا۔ اطمینان سے سیر و سیاحت کرتے چلو۔ مگر اُنہوں نے بربریوں کی طاقت کا غلط اندازہ لگایا۔ ان میں ایک غلام کسیلہ نام حضرت عقبہؓ سے بے حد کینہ رکھتا تھا۔ اُس نے جب دیکھا کہ حضرت عقبہؓ چند ہمراہیوں کے ساتھ ہیں تو کسیلہ کے اِشارے پر بربریوں نے انہیں گھیر لیا۔ عقبہؓ نے تلوار کا نیام توڑ کر پھینک دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ فتح یا موت۔ اَور تلوار کھینچ کر بربریوں کے ہجوم میں گھس گیا اَور لڑتا ہؤا جامِ شہادت پی گیا۔

اِس فتح سے بربریوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور مسلمانوں کو قیروان بھی خالی کرنا پڑا۔ اَور برقہ میں آکر پناہ لینی پڑی۔

افریقہ کی لڑائیوں میں عربوں کی بہادری: افریقہ کی یہ لڑائیاں امیر معاویہ کے زمانے سے شروع ہو کر یزید کے زمانے میں ختم ہوئیں۔ افریقہ کی ان لڑائیوں میں عربوں نے جس ہمّت۔ دلیری۔ مستعدی اَور جرأت و استقلال سے کام

لیا۔ اس کی مثال دُنیا کی دُوسری قوموں میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ عربوں نے مُٹھّی بھر فوج سے اس برِّ اعظم کو فتح کر لیا۔ جس کے باشندے بلا کے لڑاکا اور سخت جان تھے۔

امیر معاویہ نے کیا کیا — امیر معاویہ نے مُلک کا اچھّا اِنتظام کیا۔ اُنہوں نے دمشق میں اپنے رہنے کے لئے ایک عالی شان محل بنوایا۔ وہاں شاہانِ رُوم کی طرح دربار سجا کر بڑے ٹھاٹھ سے رہنے لگا۔ فوج کے دو حصّے کئے۔ ایک گرمیوں میں لڑتا۔ دُوسرا سردیوں میں۔ سترہ سَو جنگی کشتیاں بنوائیں۔ سارے مُلک میں ڈاک کی چوکیاں قائم کیں۔ جہاں ہر وقت تازہ دم گھوڑے اور سوار موجُود رہتے تھے۔

یزید کے لئے بیعت — اب تک خلافت کسی ایک خاندان میں نہیں رہی تھی۔ اور بظاہر یہی معلُوم ہوتا تھا کہ امیر معاویہ بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ اور اپنے خاندان سے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنائیں گے۔ لیکن مغیرہ بن شعبہ اور بعض دُوسرے لوگوں کی تائید سے انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنانے کا اِرادہ کر لیا۔ شامیوں کے دل پہلے ہی مُٹھّی میں تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے تو فوراً یہ تجویز منظور کر لی۔ اہلِ عراق نے البتہ ابتدا میں کچھ مخالفت کی۔ مگر امیر معاویہ کے سرداروں نے اُن میں سے بعض کو روپے کا لالچ دے کر توڑ لیا۔

اَور بعض کو ڈرا دھمکا کر راضی کر لیا۔ لوگوں سے یزید کی ولیعہدی منوانے کے لئے امیر معاویہ نے خود ممالک کا دَورہ کیا۔ اَور عراق سے ہوتے ہوئے مدینہ پہنچے۔ حضرت امام حسینؑ۔ عبداللہ ابن عمرؓ۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ جو اس تجویز کے سخت مخالف تھے۔ معاویہ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے مکّہ معظّمہ چلے گئے۔ امیر معاویہ مدینہ کے لوگوں کو رام کر کے مکّہ معظّمہ پہنچے۔ اَور اِن چاروں کو طلب کر کے گفتگو کی۔ اُنھوں نے بڑی دلیری سے اس تجویز کی مخالفت کی۔ اَور کہا کہ یزید ہرگز خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ امیر معاویہ نے اِن کی باتیں سُنیں۔ اَور یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہُوئے کہ "آپ تسلیم کریں یا نہ کریں۔ جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا"۔

امیر معاویہ کی موت یہاں سے لوٹ کر امیر معاویہ دمشق پہنچے اَور اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔ اَور مفید باتیں بتائیں۔ اَور کہا۔ "بیٹا! تیرے چار مخالف ہیں۔ اوّل حسینؑ بن علیؑ۔ اِن کا رسُوخ اہلِ عراق میں بہُت ہے۔ لیکن وہ تیرے چچیرے بھائی ہیں۔ اِس لئے اگر وہ تیرے قبضے میں آ جائیں تو ان کے ساتھ سلوک کرنا۔ دُوسرے عبداللہ بن عمرؓ۔ لیکن وُہ عابد اَور عالم ہیں۔ مجھے اُمیّد ہے کہ انجام کار وہ تمہارے مطیع ہو جائیں گے۔ تیسرے مخالف عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ہیں۔ لیکن اِن میں اِتنی قابلیت نہیں کہ اُن سے تمہیں

مخالفت کا خوف ہو۔ چوتھے عبداللہ بن زبیرؓ۔ اس شخص میں لومڑی کا سا مکر اور شیر کی سی شجاعت ہے۔ اگر وہ تیرے خلاف ہوں تو اُن سے بہادری سے لڑنا۔ اگر صُلح کریں تو فبہا ورنہ قتل کر ڈالنا۔ یہ سکھا پڑھا کر امیر معاویہ یکم رجب سنہ ۶۰ھ میں اسّی سال کی عمر پا کر فوت ہو گئے ÷

امیر معاویہ کے خصائل امیر معاویہ بڑے عقل مند اور صاحب تدبیر تھے۔ اپنے مخالفوں کو رام کرنے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ جہاں مال دولت کی ضرورت ہوتی بے دریغ لٹاتے۔ قوت کی ضرورت ہوتی تو بے دھڑک خون بہاتے۔ وہ زمانے کی نبض کو خوب پہچانتے تھے۔ اُن کے زمانے میں عربوں کی سادگی پر شاہان عجم کے تکلفات کا رنگ چڑھا اور خلافت نے بادشاہت کا رنگ اختیار کر لیا۔ اب سارے ملک کی باگ ڈور ایک شخص کے ہاتھ میں تھی۔ وہ جس طرح چاہتا۔ حکومت کرتا اور جو چاہتا ظلم و ستم ڈھاتا۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی ÷

امیر معاویہ کے زمانے میں آزادی اور مساوات کے وہ اصول جن پر اسلام کی بنیاد پڑی تھی مٹا دئے گئے۔ اور خلافت میں وراثت کے دستور کا رواج پڑ گیا ÷

یزید امیر معاویہ کی وفات پر اُن کا جانشین اُن کا بیٹا یزید ہوا۔ یزید پرلے درجے کا آوارہ مزاج انسان تھا۔ اُس نے عیش و عشرت کی گود میں پرورش پائی تھی۔

ماں باپ کا لاڈلا نازوں میں پلا اور پیار و محبّت کے نغموں میں آنکھ کھولی تھی۔ ان باتوں نے اُس کے اخلاق حد درجہ خراب کر دئے تھے مصاحبوں میں بیٹھ کر شعر پڑھنا گانے سُننا یا سیر و شکار میں وقت گزارتا۔ وہ خُود شاعر تھا۔ اور شاعروں کا ایک گروہ اُس کے ہمراہ رہتا تھا۔ شاعروں کے لشکر کے ساتھ ساتھ شکاری کتّوں کی پُوری ایک فوج بھی اُس کی فیّاضی کے سائے میں پل رہی تھی۔ جب تک وہ شہزادہ تھا۔ یہ بد عادتیں اُس کی ذات تک محدُود تھیں۔ جب بادشاہ ہؤا تو اُس کی طبیعت کا یہ رنگ خُوب چمکا۔ خوشامدی مصاحب چاروں طرف سے ٹُوٹ پڑے۔ اور ایوانِ خلافت قہقہوں کی صداؤں سے گُونج اُٹھا۔ بُرے بُرے مشیروں سے اُس کی صحبت رہتی۔ نتیجہ یہ ہُؤا کہ جن لوگوں نے اب تک اُسے خلیفہ تسلیم نہیں کیا تھا۔ اُن سے بیعت لینے کی تدبیریں سوچی جانے لگیں +

بیعت کے لئے دوڑ دھوپ

سب سے پہلے اُس نے مدینے کے حاکم ولید بن عقبہ کے نام ایک حکمنامہ لکھا کہ ”ہر شخص سے بہت جلد میری بیعت لو۔ خصوصًا ان چار آدمیوں سے جو میری ولیعہدی کے وقت بھی میرے مخالف تھے۔ اور اُن میں سے بھی سب سے زیادہ ضروری امام حسینؓ کی بیعت ہے۔ جس طرح ممکن ہو اُن سے بیعت لی جائے۔ اور اگر

نہ مانیں تو اُن کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دو۔
اِس بارے میں حکمِ ثانی کے منتظر نہ رہنا"۔
ولید بن عقبہ ایک نیک دِل اور حق پرست آدمی تھے۔ اُنھوں نے حکمنامہ پڑھ کر حضرت امام حسینؓ کو بُلایا۔ آپ مسلّح ہو کر اُس کے ہاں پہنچے۔ ولید نے بیعت کا تذکرہ کیا تو آپ نے جمعہ کے روز جواب دینے کا وعدہ کیا۔ اور جمُعہ کے روز بر سرِ منبر آپ نے یزید کی بد عادتوں کا ذکر کرکے فرمایا کہ "ایسے بد اخلاق شخص کے ہاتھ پر ہم کبھی بیعت نہیں کر سکتے"۔ اِس کے ساتھ ہی آپ مدینہ کی سکونت ترک کرکے مع اہل و عیال مکّہ معظّمہ تشریف لے آئے۔ مروان نے یہ تمام واقعہ یزید کو لکھ بھیجا۔ اور لکھا کہ "ولید بن عقبہ ہرگز تیرا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس کے دل میں حضرت امامؑ کی محبّت ہے۔ بہتر ہو کہ اسے معزول کر دیا جائے"۔ یزید نے فوراً ولید کو معزول کرکے اُس کی جگہ دوسرا حاکم مقرّر کر دیا۔

کوفیوں کی طلب کوفیوں کو جس وقت معلوم ہُوا کہ حضرت امام حسینؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اور آپؑ مدینے سے ہجرت کرکے مکّہ معظّمہ چلے گئے ہیں تو اُنھوں نے آپؑ کو بلانے کے لئے متواتر عرضیاں لکھیں۔ آپؑ نے پہلے تو اُن پر کان نہ دھرا۔ آخر جب ان کی تعداد ڈیڑھ سَو تک جا پہنچی تو آپ کے دل میں کوفے جانے کا خیال پیدا

ہوا۔ اسی عرصے میں ایک آخری عرضی اور موصول ہوئی۔ جس میں لکھا تھا کہ "ہم تمام اہلِ شہر آپؓ کے تابع فرمان ہیں۔ اور آپؓ کے سوا کسی کی اطاعت پسند نہیں کرتے۔ ہمیں آپؓ کی زیارت کا بے حد اشتیاق ہے۔ خدا را ہم غریبوں اور عاجزوں کے حال پر رحم فرمائیے۔ اور بہت جلد یہاں تشریف لے آئیے" اس پر قیس بن عمر اور محمد بن عمیر اور شہر کے دوسرے بڑے بڑے رئیسوں کے دستخط تھے۔

حضرت مسلمؓ کی روانگی

اس خط کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت امام حسینؓ نے کوفے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے آپ کو باز رکھنا چاہا۔ اور کہا کہ کوفی حد درجہ بے وفا اور بہت جلد اپنے قول سے پھر جانے والے لوگ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپؓ سے دغا کریں۔ آپؓ نے فرمایا کہ "وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بے امیر کے ہیں۔ فاسق کے ہاتھ پر بیعت کرنا نہیں چاہتے۔ اس حالت میں اگر میں نہ گیا۔ اور انہوں نے یزید کی بیعت کی تو اس کی ذمہ داری ایک حد تک مجھ پر بھی عائد ہوگی"۔ آخر جب آپؓ کسی طرح رضامند نہ ہوئے تو سب نے یہ رائے دی کہ اول آپؓ خود نہ جائیں۔ بلکہ اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو بھیج دیں اگر اہلِ کوفہ ان سے اچھی طرح پیش آئیں

تو پھر اُن کے لکھنے پر آپ یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ آپ کو بھی یہ رائے پسند آئی۔ اور آپؑ نے حضرت مسلم کو کُوفے کی طرف روانہ کر دیا۔

کوفیوں کا جوش و خروش حضرت مسلمؓ جس وقت کُوفے پہنچے۔ تو آپ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے حضرت امام حسینؓ کا پیغام پڑھ کر سُنایا۔ جسے سُن کر لوگوں میں ایک جوش پھیل گیا۔ اور تکبیر کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی۔ اُسی وقت چالیس ہزار مردوں نے حضرت مُسلمؓ کے ہاتھ پر حضرت امام حسینؑ کی بیعت کی۔ دو چار روز کے بعد حضرت مسلمؓ نے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں خط لکھا "کہ کُوفی اپنے قول میں سچّے نکلے ہیں۔ لہٰذا آپ یہاں فوراً تشریف لے آئیں۔ اور اس وقت تک چالیس ہزار آدمی آپ کے نام پر مُجھ سے بیعت کر چکے ہیں۔"

کُوفے پر ابن زیاد کا تقرر اِس زمانے میں کُوفے کا حاکم نعمان بن بشیر ایک نیک دل اِنسان تھا۔ وہ بظاہر اہل کُوفہ کو حضرت مسلمؓ کی بیعت سے روکتا تھا۔ مگر دل میں خُوش تھا کہ اب حکومت حضرت امام حسینؑ کو مل جائے گی۔ یزید کے ہوا خواہوں نے یہ سب خبریں یزید کو پہنچائیں اور لکھا کہ اگر "نعمان کو معزول نہ کیا گیا تو یہاں ایک ایسی آگ بھڑک اُٹھے گی۔ جو تمہاری ساری بادشاہت کو جلا کر راکھ کر دے گی۔" جاسُوسوں کی یہ اطلاع پا کر یزید سنّاٹے

میں آ گیا۔ اُسی وقت ارکانِ دولت سے مشورہ کر کے عبید اللہ بن زیاد کو ایک تاکیدی فرمان لکھا کہ "تم اپنی جگہ بصرے کا حاکم کسی معقول آدمی کو بنا کر کوفے کا رُخ کرو۔ وہاں حضرت مسلمؓ سے چالیس ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں۔ جس طرح ممکن ہو۔ جا کر اُن میں پھوٹ ڈالو۔ حضرت مسلمؓ سے بیعت لو۔ اگر بیعت نہ کریں تو اُن کا سر میرے پاس روانہ کر دو"

ابن زیاد کی چال عبید اللہ یہ حکم پاتے ہی اپنے بھائی کو بصرے کا حاکم بنا کر کوفے کی طرف چل پڑا۔ قادسیہ پہنچ کر اُس نے بصرے کا راستہ چھوڑ دیا۔ اور مکّہ معظمہ کے رستے سے مغرب کے وقت مُنہ پر نقاب ڈال کر کوفے میں داخل ہُوا۔ داخل ہونے سے پہلے حضرت امام حسینؑ کا بھیس بدل لیا تھا۔ اور اپنے آپ کو حضرت امام حسینؑ ظاہر کیا۔ کوفے میں حضرت امام حسینؑ کی آمد کی خبر پہلے ہی گرم تھی۔ ذرا سی دیر میں ایک ہجوم جمع ہو گیا۔ ہر شخص اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا ابْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (رسول اللہؐ کے فرزند تُم پر سلام ہو) کہتا جاتا۔ یہ ہجُوم اسی شان سے دارُالامارۃ پر پہنچا۔ نعمان بن بشیر نے دروازہ بند کر لیا اور کوٹھے پر چڑھ کر کہا۔ "اے رسُول اللہؐ کے فرزند! آپؐ ناحق یہاں تشریف لائے ہیں۔ یزید آپ کو چین سے نہیں بیٹھنے دے گا۔" لوگ جوش میں نعمان کو بُرا بھلا کہ رہے تھے۔

کہ عمرو بن باہلی نے چیخ کر کہا۔ "لوگو! ہوشیار رہو۔ یہ فرزند رسُول اللہؐ نہیں۔ بلکہ عبید اللہ بن زیاد ہے۔ یہ سُن کر سارا مجمع ایک سناٹے میں آگیا۔ اور ہر شخص نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔

بزدل کوفی دارُ الامارۃ کا دروازہ کھولا گیا اور عبید اللہ بن زیاد ایک حاکم کی شان سے اُس میں داخل ہؤا۔ صبح کو اُس نے کوفے کے بڑے بڑے سرداروں کو بُلا کر پہلے اپنی حکومت کا پروانہ پڑھ کر سُنایا۔ اور پھر لوگوں کو بہت دھمکایا۔ اور کہا۔ میں زیاد کا بیٹا ہوں۔ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ایک ایک کا خُون بہا دُوں گا۔" یہ ڈانٹ سُن کر کوفیوں کے دم خُشک ہو گئے۔ اور سب حضرت مسلمؓ سے الگ ہو گئے۔ حضرت مسلمؓ یہ رنگ دیکھ کر بہت حیران ہُوئے اور اسی پریشانی کے عالم میں ہانی بن عروہؓ ایک صحابی کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اُنہوں نے آپ کو ایک پوشیدہ مقام پر ٹھہرایا۔

ہانی بن عروہ جاسُوسوں نے ابنِ زیاد کو جا اطلاع کی کہ ہانیؓ نے مسلمؓ کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ ابنِ زیاد نے ہانی کو طلب کیا۔ اور کہا۔ خیر اسی میں ہے کہ مسلمؓ کو بیٹھے بیٹھے بُلوا دو۔ اُنہوں نے کہا۔ "بخدا اگر حضرت مُسلمؓ اس وقت میری بغل میں بھی ہوں تو مَیں اُن کا ایک بال بھی تجھے نہ دکھاؤں گا۔" ابنِ زیاد غُصّے سے کانپ اُٹھا۔ جلّاد

کو حکم دیا کہ ایک ہزار کوڑے ہانی پر پٹخار دے۔ سٹراسٹر کوڑے برسنے لگے۔ ہانی نے اُف نہ کی یہاں تک کہ وُہ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت مسلمؓ میدانِ عمل میں حضرت مسلمؓ کو جس وقت اِس ظلم کی اِطّلاع پہنچی تو آپ بے تاب ہو گئے۔ اپنے دونوں بیٹوں کو قاضی شریح کے یہاں بھیجا۔ اور خود چالیس ہزار نوجوانوں کو لے کر چل نکلے اور دارُ الامارۃ کو گھیر لیا۔ ابنِ زیاد کے ہوش اُڑ گئے۔ فوراً اپنے امیروں کو بھیجا کہ تم جا کر پکار دو کہ "یزید نے ایک بڑا لشکر کُوفے کی طرف روانہ کیا ہے۔ وہ شب و روز میں یہاں پہنچا چاہتا ہے۔ بہتر ہے کہ تم لوگ اِن سے الگ ہو جاؤ۔ کیوں مُفت میں اپنی جانیں گنواتے ہو"۔

کُوفیوں کی بے وفائی اس چال کا خاطرخواہ اثر پڑا۔ کوئی کھسکنے لگے۔ اور حضرت مسلمؓ کے ساتھ صرف پانچ سَو نوجوان رہ گئے۔ آپؓ نے کِسی مسجد میں جا کر مغرب کی نماز ادا کی۔ سلام پھیر کر دیکھا تو ایک شخص بھی موجُود نہ تھا۔ اِسی حالت میں آپ نے کُوفے سے نکل جانے کا ارادہ کیا۔ مگر ہر طرف چوکی پہرہ پایا۔ آپ ایک بُڑھیا طوعہ کے مکان میں جا کر ٹھہر گئے۔ اُس کے بیٹے نے جا عبید اللہ کو خبر کی۔ اس کے بھلے میں اُس نے ایک گھوڑا اور کچھ نقد روپے اِنعام میں پائے۔

حضرت مسلمؓ کی شجاعت اور شہادت ابن زیاد نے خبر پاتے ہی کوتوال شہر عمرو بن حریث اور محمد اشعث کو تین سو مسلح نوجوانوں کی جمعیّت کے ساتھ طوعہ کے مکان کی طرف روانہ کیا۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر وظیفے میں مشغول تھے کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز کان میں آئی۔ آپ اُسی وقت تلوار سونت کر اُٹھے۔ اور تین سو کے ہجوم میں گھس گئے۔ آپ کو شجاعت اور قوّتِ بازو وراثت میں ملی تھیں۔ جدھر رُخ کرتے صفیں درہم برہم کر دیتے۔ بیسیوں کو قتل کیا۔ اور خود چرکے پر چرکے کھائے۔ آخر لوگوں نے کوٹھوں پر چڑھ کر پتھّر برسائے۔ ایک پتھّر کے لگنے سے آپ کی پیشانی پر گہرا زخم ہؤا۔ جس سے تمام چہرہ خُون سے بھر گیا۔ آپ چکرا گئے۔ قریب تھا کہ گر جائیں۔ آپ نے بمشکل اپنے کو سنبھالا۔ اور دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں آپ پر اور کئی لوگوں نے وار کیا۔ اور آپ اوندھے منہ زمین پر گر پڑے۔ اس حال میں آپ کو گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس لایا گیا اور اس کے حکم سے کوٹھے پر لے جا کر آپ کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس کے بعد ابنِ زیاد نے حضرت مسلمؓ کے بچّوں کو بھی تلاش کرا کے شہید کرا دیا۔

امام حسینؑ کی روانگی حضرت مسلمؓ کے پہلے خط کو دیکھتے ہی حضرت امام حسینؑ مکّے سے روانہ ہو چکے تھے۔ راہ میں آپؑ

کو بہت سے لوگوں نے روکا۔ مگر آپؓ آگے بڑھتے گئے۔ ابنِ زیاد نے حصین بن نمیر کو قادسیہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اُس نے پہنچتے ہی ہر طرف کی ناکہ بندی کر لی۔

جب آپ منزل ثعلبہ میں پہنچے تو بکر اسدی ایک شخص کوفے سے آتے ہوئے راہ میں ملے۔ آپؓ نے وہاں کے حالات دریافت کئے۔ اُس نے کہا جب میں کوفے سے چلا ہوں تو مسلمؓ اور ہانی بن عُروہؓ شہید کر دئے گئے تھے۔ اور اُن کے سر میں نے دارُ الامارۃ پر لٹکے دیکھے تھے۔ یہ سُن کر آپ نے انا للہ پڑھی اور مشورہ طلب کیا۔ سب نے یک زبان ہو کر واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ آپؓ نے اپنے ساتھیوں کا دل لینے کے لئے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ واپس چلیں۔ اِس پر حضرت مسلمؓ کے صاحبزادے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا "ہم اپنے باپ کا انتقام لئے بغیر واپس نہ جائیں گے"۔ اِس کے بعد آپ آگے روانہ ہوئے۔ راہ میں عرب کا مشہور شاعر فرزدق مِلا۔ آپؓ نے اُس سے کوفے کا حال پُوچھا۔ اُس نے کہا "ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر تلواریں بنی اُمیّہ کے ساتھ ہیں"۔ اور حضرت مُسلمؓ اور ہانی کی شہادت کا حال بیان کیا۔ آپؓ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ یہاں سے کوچ کر کے آپؓ نے کوفے سے دو منزل کے فاصلے پر مقام ہرات میں قیام کیا۔ اِس جگہ حُر بن یزید رباحی ایک ہزار کی جمعیّت کے

ساتھ آپ سے ملا - اور کہا۔" مجھے حکم ہے کہ جہاں بھی آپ کو پاؤں - گرفتار کر لوں - اور واپس مکہ معظمہ نہ جانے دوں آپؑ نے فرمایا کہ" میں خود بخود یہاں نہیں آیا - بلکہ کوفیوں کے ڈیڑھ سو خطوط میرے بلاوے کے لئے گئے"۔ حُر نے ان خطوط سے لاعلمی کا اظہار کیا - البتہ اُس کی فوج میں بے شمار وہ لوگ تھے - جنہوں نے خود اپنے دستخطوں سے حضرت امام حسینؑ کے پاس خطوط بھیجے تھے - ان لوگوں نے سن کر شرم سے سر جھکا لئے +

مغرب کے وقت حُر حضرت امام حسینؑ سے تنہائی میں ملا اور کہا میرا دل خود نہیں چاہتا کہ میں آپ کو ابن زیاد کے حوالے کروں - اس لئے آپ میرے پاس ایک قاصد کی زبانی یہ کہلوائیں کہ تم ذرا ہم سے دور اترو - تاکہ مستورات کو پردے کی دقت نہ ہو۔ میں کافی دور چلا جاؤں گا - اس وقت آپ رات کے اندھیرے میں واپس تشریف لے جائیں۔ صبح اُٹھ کر میں رسمی طور پر آپؑ کو دائیں بائیں تلاش کر کے واپس چلا جاؤں گا"۔ آپ نے اُسے دعا دی - اور ایسا ہی کیا - مگر خدا کی قدرت کہ آپ راستہ بھول گئے - اور میدان کربلا میں پہنچ کر صبح ہوئی - آپ نے اسی جگہ خیمے گاڑ دئے +

ابن زیاد نے عمرو بن سعد حاکم رے کو اِس مہم پر روانہ کرنا چاہا - اُس نے انکار کیا - مگر جب اُسے دھمکی

دی گئی کہ تم سے رے کی حکومت چھین لی جائے گی تو وہ آمادہ ہو گیا۔ اور ایک بڑی فوج لے کر آپؑ کے بالمقابل جا اُترا۔ اس کے بعد اُس نے آپؑ سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ "کوفیوں نے ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر مجھے بلایا تھا۔ اگر اب ان کو میری ضرورت نہیں تو میں واپس چلا جاؤں گا"

عمرو بن سعد نے ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ وہ بہت برہم ہوا۔ اور لکھا کہ "ہم نے تجھے صلح کے لئے نہیں بھیجا۔ بجز بیعت یزید کے ہم اُن سے اور کچھ نہیں چاہتے" اس کے ساتھ ہی اُس نے شمر ذی الجوشن اور شیث بن ربیعی وغیرہ کو بھی بہت سی فوجیں دے کر بھیج دیا۔

حادثۂ کربلا ابن سعد نے حضرت امام حسینؑ سے کہلا بھیجا کہ یا تو آپ بیعت کر لیجئے۔ ورنہ میں لڑائی پر مجبور ہوں۔ میں نے ہر چند چاہا کہ نہ لڑوں۔ مگر آپ میرا کہنا نہیں مانتے اب لڑائی چھڑ گئی تھی۔ ساتویں محرم کو آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا گیا۔ آپ نے ان لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ تم لوگ مجھے شہید کر کے پچھتاؤ گے۔ اب بھی باز آ جاؤ۔ اور سوچو کہ آخر مجھے کس جرم میں تم قتل کرو گے۔ جس کا کلمہ پڑھتے ہو۔ اُسی کے نواسے کو قتل کرنا چاہتے ہو" اس وعظ کا اثر صرف حُر کے دل پر ہوا۔ اور وہ اپنے بیٹوں سمیت آپ سے آملا۔ اور آپ پر قربان ہو گیا۔

آپؓ کے ساتھ کُل اٹھاسی مرد تھے۔ جنہیں سب کو جمع کرکے آپؓ نے فرمایا "یہ لوگ میری جان لینا چاہتے ہیں۔ اِس لئے اگر تم میں سے کوئی واپس جانا چاہے تو خوشی سے جا سکتا ہے"۔ مگر سب نے واپس جانے سے اِنکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں نے آپ کو صلاح دی کہ آپ چھُپ کر چلے جائیں۔ ہم سب یہیں رہتے ہیں۔ کِسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ آپؓ نے فرمایا "کیا میں اِتنا بے مروّت ہوں کہ جو لوگ مجھ پر جان نثار کرنے آئے ہیں۔ اُنہیں چھوڑ کر خود جان بچا کر چلا جاؤں÷

آخر لڑائی شروع ہوئی۔ پ کی طرف کے تمام مردوں نے نہایت بہادری سے لڑ کر جانیں دیں۔ بعض نے تو بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ دُشمن بھی حیران رہ گئے۔ آپؓ کے بیٹوں، چچیرے بھائیوں، سوتیلے بھائیوں، بھتیجوں غرض ایک ایک نے آپؓ کے سامنے تیروں۔ اور تلواروں سے چھلنی ہو کر جان دی÷

حضرت امامؓ کی حیرت انگیز بہادری

آپؓ حیران تھے کیا کریں۔ آپؓ کے بعد مستورات کا والی وارث کوئی نہ تھا۔ آخر آپ نے بدن پر ہتھیار لگائے۔ اَور باہر تشریف لائے۔ تین دِن کی پیاس سے آپؓ کے حلق میں کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ آپؓ نے آکر لوگوں کو سمجھایا۔ مگر نصیحت بے سُود ثابت ہوئی۔ آپؓ نے پانی پینے کے لئے دریائے فرات پر

جانا چاہا۔ عمرو ابن سعد نے فوج کو للکارا کہ خبردار! ان کا حلق تر نہ ہونے پائے۔ بیس ہزار کوفیوں کا لشکر آپؓ کے اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گیا۔ مگر آپؓ نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ اور گو کبھی آپ کو لڑنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ مگر آپؓ کی تلوار کی کاٹ نے لوگوں کو حضرت علیؓ کے دست و بازو یاد دلا دئے۔ آپؓ نے بیس ہزار کا پرا چیر کر دریائے فرات میں گھوڑا ڈال دیا۔ دشمنوں نے للکار کر کہا۔ "تم یہاں پانی پی رہے ہو۔ اور وہاں خیمہ لٹ رہا ہے"۔ آپؓ نے غیرت سے پانی پھینک دیا۔ آکر دیکھا تو دشمنوں نے جھوٹ خبر اڑائی تھی۔

حضرت امامؑ کی شہادت آپ پھر لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ محرّم کی دس تاریخ جمعہ کے دن اور نمازِ جمعہ کے وقت آپؓ نے زور شور کا حملہ کیا۔ سیکڑوں کو قتل کیا۔ آخر پیاس سے بے تاب اور زخموں سے چور ہو کر آپؓ گھوڑے سے نیچے اتر آئے۔ اس وقت ایک دشمن نے تیر مارا۔ کہ آپؓ کی پیشانی کا ایک کھپر اکھڑ گیا۔ اور خون کا فوّارہ جاری ہو گیا۔ آپؓ نے وہ تمام خون اور مٹی اپنے منہ پر مل لی۔ اور فرمایا۔ "قیامت کے روز اسی طرح اپنے نانا حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہونگا"۔ اس کے بعد آپؓ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ شمر آپ کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ آپؓ نے فرمایا۔ "شمر! کیا وقت ہے؟"

کہا۔" جمعہ کی نماز کا۔" آپؑ نے فرمایا۔" میرے سینے سے اُتر جا۔ تاکہ میں نماز ادا کر لوں۔" شمر اُتر گیا۔ اور آپؑ نے اِسی حال میں بیٹھ کر نماز کی نیّت باندھ لی۔ عین حالت سجدہ میں آپؑ کا سر تن سے جُدا کر لیا گیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط شہادت کے وقت آپؑ کی عمر چھپّن برس پانچ دن کی تھی +

اِس حادثے کا نتیجہ یہ واقعہ بڑا دردناک ہے۔ گو اُس وقت یزید اور اُس کے ساتھیوں نے دُنیا کے لالچ میں آکر حضرت امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ مگر آخر وُہ دُنیا اُن کے پاس نہ رہی۔ آج اُن کا نام نشان بھی نہیں۔ فرق صرف اِتنا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا نام سب ادب و احترام سے لیتے ہیں۔ اور یزید اور اُس کے ساتھیوں کے نام تک سے لوگوں کو بیزاری ہے۔ امام حسینؑ نے دنیا کو سبق دیا کہ باطل کے مقابلے میں اپنی مُٹھی بھر جماعت کے ساتھ ہی ڈٹ جاؤ۔ اگر شکست بھی ہو تو وہی فتح ہے۔ اور اگر غور سے دیکھو تو بنی اُمیہ کی سلطنت کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہی واقعہ ہوُا +

کربلا کے اس سانحہ کے بعد خاندانِ اہل بیت کو گرفتار کر کے کُوفے روانہ کر دیا گیا۔ مردوں میں سے صرف ایک علی بن حسینؑ سلامت بچے تھے۔ جو بیمار ہونے کے سبب سے شہید نہیں کئے گئے۔ کُوفے سے حضرت امامؑ

کا سر اور یہ لُٹا ہُوا قافلہ دمشق کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ راستے کی تکالیف، سامنے حضرت امامؓ کا سر، مستورات کی آنکھوں سے جگر خون ہو کر بہ رہا تھا۔ اِس قافلے کے ساتھ بجز اس کے کہ اُنہیں لونڈی غلام نہیں بنایا گیا اور کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ دمشق سے یہ قافلہ مدینہ منوّرہ پہنچا دیا گیا۔ حضرت علی بن حسینؓ پر اِن واقعات کا اِتنا اثر ہوا کہ آپ کی باقی تمام عمر رنج و غم اور تکلیف کے گہرے اِحساس میں بسر ہوئی۔ اِس کے بعد آپ کو کبھی کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

عبد اللہ بن زبیرؓ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبر آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ لوگ پہلے ہی یزید سے نالاں تھے۔ اور اب تو ہر شخص بیزار ہو گیا۔ مکّہ معظّمہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ خلیفہ بننے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے بھی یزید کے خلاف اُن کا ساتھ دیا۔ مدینہ کے لوگ بھی حضرت امامؓ کی شہادت کی خبر سُن کر عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھ مل گئے۔ اب یزید کو معلوم ہوا کہ اُس کا سب سے بڑا حریف عبد اللہ بن زبیرؓ ہے۔ اور اُس نے حضرت امام حسینؓ کو شہید کر کے ایسی سخت غلطی کی ہے۔ جس کی تلافی عمر بھر نہیں ہو سکتی۔ الغرض مدینے میں یزید کے خلاف ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور لوگوں نے بنو امیہ اور وہاں کے حاکم عثمان کا محاصرہ کر لیا۔

مدینے پر چڑھائی یزید کو اِن حالات کا پتہ لگا تو اُس نے مُسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار سپاہی دے کر بھیجا۔ اور اُسے سمجھا دیا کہ مدینے کے لوگوں کو تین دفعہ سمجھانا۔ اگر باز آ جائیں تو خیر ورنہ حملہ کر دینا۔ اور شہر کو فتح کرنے کے بعد تین دِن تک لُوٹتے رہنا؛

مسلم بن عقبہ کے آنے کی خبر سُن کر مدینے والے بھی مسلح ہو کر مقابلے کو آئے۔ تین دن تک دونوں طرف سے قاصد آتے جاتے رہے۔ آخر چوتھے دن لڑائی کا بازار گرم ہُوا۔ مدینے والے بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر شکست کھائی۔ مسلم نے شہر میں گھُس کر قتلِ عام کا حکم دے دیا۔ تین دِن تک برابر تلوار چلتی رہی۔ آنحضرتؐ کے بڑے بڑے صحابی شہید ہوئے۔ اور شہر کی اکثر عمارتیں کھنڈروں میں تبدیل کر دی گئیں۔ ہر شخص خون کے آنسو رو رہا تھا۔ تین دن کے بعد شامیوں کی تلوار کی پیاس بُجھی۔ اور وہ اُجڑا ہُوا شہر چھوڑ کر واپس ہوئے؛

مکے پر چڑھائی یہاں سے مسلم بن عقبہ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے مکہ معظمہ کا رُخ کیا۔ اور جاتے ہی محاصرہ کر لیا۔ مُسلم بن عقبہ کچھ بیمار ہو گیا تھا۔ اِس لئے اُس نے اپنے بھائی حصین بن نمیر کو سپہ سالار بنایا۔ دو مہینے تک مکہ کا محاصرہ رہا۔ شامی منجنیقوں سے شہر میں پتھر برساتے تھے۔ اور رُوئی میں گندھک بھر کر آگ لگا

کر اس طرح پھینکی کہ خانۂ کعبہ کے پردے جلنے لگے۔ اور تمام دیواریں سیاہ ہو گئیں +

یزید کی موت

اِدھر خانۂ کعبہ میں آگ لگی۔ اور اُدھر اُسی دن یزید کی موت واقع ہوئی۔ یہ واقعہ ۱۴۔ ربیع الاوّل ۶۴ھ کا ہے۔ جب یزید کے مرنے کی اطلاع ملی تو شامی بددل ہو گئے۔ اور محاصرہ اُٹھا لیا۔ یزید نے اپنے ظلم و ستم کی وجہ سے ابدی ذلّت و رُسوائی پائی۔ اور آخر اُنتالیس سال کی عمر میں مر گیا۔ آنحضرتؐ کے نواسے اور خاندان کو بے رحمی سے اِسی نے شہید کیا۔ اور خانۂ کعبہ اور مکّہ مدینہ جیسے مقدّس شہروں کی بے حُرمتی کی +

معاویہ بن یزید

یزید کے مرنے پر لوگوں نے اُس کے بیٹے کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ مگر اُس نے اِنکار کیا۔ اور کہا۔ "مجھ سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسی حکومت نہیں ہو سکے گی۔ میں اِس کا اہل نہیں ہوں۔ اور نہ کسی ایسے شخص کو پاتا ہوں۔ جو حضرت عمرؓ کی طرح بہتر ہو۔ میں ایسی سلطنت کی مسند پر نہیں بیٹھنا چاہتا۔ جو اِس ظلم و ستم سے حاصِل کی گئی ہو۔ اِس لئے تم لوگ خُود ہی جسے چاہو چُن لو۔" یہ کہہ کر وُہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جہاں سے چالیس دن کے بعد اُس کی لاش نکلی +

معاویہ بن یزید کے انتقال کے بعد خلافت کا مسئلہ پھر موجُود رہا۔ شامیوں نے عثمان بن عتبہ بن ابی سفیان

کو خلیفہ بنانا چاہا۔ مگر اُس نے کہا "مَیں اِس شرط پر منظور
کرتا ہوں کہ کسی سے نہیں لڑوں گا"۔ پھر خالد بن یزید
کی طرف رجُوع ہوئے۔ مگر وہ ابھی بچّہ تھا۔ غرض شامی
اسی ادھیڑ بُن میں تھے کہ عبد اللہ بن زبیرؓ کو موقع مِلا۔
اَور اُنھوں نے سارے حجاز اَور عراق کے اکثر شہروں پر
قبضہ کر لیا۔ اب شام کے سوا سب لوگ اِنھی کو امیرالمؤمنین
کہنے لگے۔

مروان بن حکم اہلِ شام میں سے ضحاک بن قیس حاکمِ دمشق۔
نعمان بن بشیر حاکمِ حمص اَور زفر بن حارث حاکمِ قنسرین
عبد اللہ بن زبیرؓ کے طرف دار تھے۔ مگر فلسطین کا حاکم
حسّان بن مالک بنو امیّہ کا طرف دار تھا۔ سب کی نظریں
رہ رہ کر مروان کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ لیکن وہ عبداللہ
بن زبیرؓ کے اقتدار کی خبریں سُن سُن کر خُود اُن سے
بیعت کرنے کی فکر میں تھا۔ اِس عرصے میں عبید اللہ
بن زیاد بھی دمشق پہنچا۔ اُس نے ہمّت دلائی۔ اَور آخر
مروان کو بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ مگر شرط یہ کی گئی کہ وہ
یزید کی بیوہ سے شادی کرے۔ اَور خالد بن یزید کو اپنا
جانشین قرار دے۔ بظاہر اُس نے اِس شرط کو قبول
تو کر لیا۔ مگر آئندہ چل کر ایسا نہیں کیا۔

ضحاک بن قیس۔ نعمان بن بشیر اَور زفر بن حارث
نے مروان کے خلاف فوج کشی کی۔ مروان نے تینوں

کو شکستیں دیں*

اسی زمانے میں عراقیوں کی ایک بڑی تعداد حضرت امام حسینؑ کا ساتھ چھوڑنے پر سخت نادم اور پشیمان تھی۔ اور اب اِس کا تدارک اُنہوں نے اس طرح کرنا چاہا کہ اُن کے قاتلوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک رات اُنہوں نے حضرت امام حسینؑ کے مزار پر نماز پڑھی اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے بہُت روئے۔ اور دوسرے دن اعلانِ جنگ کر دیا۔ پہلے پہلے اُنہوں نے اتنا زور پکڑا کہ جو سامنے آیا۔ مار کر ہٹا دیا۔ آخر میں اُن کا مقابلہ مروان کی فوج سے ہؤا۔ اور بُری طرح شکست کھا کر بچے کھچے آدمیوں نے کُوفے میں آ کر پناہ لی۔ یہاں پہنچ کر ایک شخص مختار بن ابُو عبیدہ ثقفی نے اُن کو ڈھارس دلائی۔ اور ازسرِنَو فوج کو منظم کر کے خونِ حسینؑ کا بدلہ لینے کے لئے اُٹھ کھڑا ہؤا*

مروان کی موت مروان نے سلطنت اِس وعدے پر لی تھی کہ وہ اپنا جانشین خالد بن یزید کو کرے گا۔ اور اِسی سبب سے خالد کی ماں یعنی یزید کی بیوہ سے شادی کرنے پر مجبُور کیا گیا تھا۔ مگر مروان نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بیٹے عبدالملک کو اپنا جانشین بنا دیا۔ خالد نے اپنی ماں سے آ کر شکایت کی۔ وُہ ایک بہُت موٹی عورت تھی رات کو مروان کے گلے پر تکیہ رکھ کر خوُد اُس پر چڑھ

بیٹھی۔ مروان نے نکلنے کے ہزار جتن کیئے۔ مگر سب بیسود۔ آخر تڑپ تڑپ کر جان دے دی ٭

عبدالملک بن مروان مروان کی وفات پر ۶۵ھ میں اُس کا بیٹا عبدالملک تخت پر بیٹھا۔ اُس وقت ہر چہار طرف فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا۔ حجاز میں عبداللہ بن زبیرؓ کو لوگوں نے اپنا خلیفہ مان رکھا تھا۔ عراق میں تین جماعتیں تھیں۔ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے موافق تھے۔ کچھ اِنتقامِ حسینؑ کی صدا لگا رہے تھے۔ اَور خارجیوں نے الگ سر اُٹھا رکھا تھا ٭ عبدالملک نے بڑی تدبیروں اَور جوڑ توڑ سے اِن سب کا زور توڑا۔ اَور ہر جگہ اپنی حکومت قائم کر لی ٭

مختار نے سارے عراق میں ہل چل مچا رکھی تھی۔ اُس نے قاتلانِ حسینؑ کو یا جو قتلِ حسینؑ میں کسی درجے میں بھی شریک تھے۔ سب کو چُن چُن کر قتل کرنا شروع کیا۔ اُس نے سب سے پہلے مالک اُشترؓ کے بیٹے ابراہیم کو جسے شجاعت ورثہ میں ملی تھی۔ اپنے ساتھ ملا کر کوفے پر قبضہ کر لیا۔ عمرو بن سعد جو کربلا کے معرکے میں یزیدی فوجوں کا سپہ سالار تھا۔ کوفے میں رہتا تھا۔ مختار نے اُسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد شمر اَور عمرو بن سعد کے بیٹے کے سر کٹوا کر حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس بھجوا دیئے۔ یہ حضرت علیؓ کے صاحبزادے تھے۔ اَور مختار اپنے کو اُنہی کا

خلیفہ ظاہر کرتا تھا۔

اب مختار نے عام اعلان کر دیا کہ قاتلانِ حسینؑ میں سے جو نظر آئے۔ بغیر پُوچھے اُس کی گردن اُڑا دو۔ یہ خونریزی دیکھ کر کُوفے والے بصرے کو بھاگے۔ مختار کے لشکر نے پیچھا کیا۔ اور ہزاروں کے سر کاٹ ڈالے۔ قاتلِ حسینؓ خولی کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر دار پر لٹکا دیا گیا۔ اِس کے بعد مختار نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کرنا چاہا۔ عبد الملک نے پہلے ہی عبید اللہؓ کو تیس ہزار کا لشکر دے کر مختار کے مقابلے کے لئے روانہ کر رکھا تھا۔ اِدھر سے مختار نے ابراہیم بن مالک اُشترؓ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ عبید اللہ کے قتل کے لئے روانہ کیا۔ عبید اللہ ابھی موصل میں تھا کہ ابراہیم نے اُسے جا لیا۔ عبید اللہ نے پندرہ میل باہر نکل کر ابراہیم کا سخت مقابلہ کیا۔ شام کے قریب ابنِ زیاد کے لشکر کو بُری طرح شکست ہوئی۔ بے شمار شامیوں کے ساتھ ابنِ زیاد بھی مارا گیا۔ ابراہیم نے اُس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس کُوفے میں روانہ کیا۔ مختار نے اِس سر کو طشت میں رکھ کر تمام اہلِ کوفہ کو جمع کیا اور ایک درد انگیز تقریر کی۔ اور کہا "اے اہلِ کُوفہ! ذرا غور کرو کہ حضرت اِمام حسینؓ کے خُونِ ناحق نے ابنِ زیاد کو نہ چھوڑا۔ اور اُس کے سر کو اِسی جگہ منگا لیا"۔

مختار کی جماعت جب تقریباً ایک لاکھ اِنسانوں کا خون بہا چکی تو اُس کی غرض حاصل ہو گئی۔ اب یہ لوگ اِدھر اُدھر بکھرنا شروع ہو گئے۔ مگر مختار کا زور ابھی تک بندھا ہؤا تھا۔ اُس نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی آتی ہے عبد اللہ بن زبیرؓ کو اِطلاع ملی تو اُنھوں نے اپنے بھائی مصعب بن زبیرؓ کو ایک بڑی فوج دے کر مختار کے مقابلے پر بھیجا۔ مختار نے سخت مقابلہ کرنے کے بعد شکست کھائی اَور خود بھی مارا گیا۔ اب سارا عراق عبد اللہ بن زبیرؓ کے ماتحت تھا۔ عبد الملک نے جو عراقیوں کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اُن کے بڑے بڑے سرداروں کو اِنعام و اکرام کا لالچ دے کر توڑ لیا۔ اَور جب یقین ہو گیا کہ یہ لوگ عبد اللہ بن زبیرؓ کا ساتھ نہیں دیں گے تو خود ایک بڑی فوج لے کر کُوفے کی طرف چل دیا۔ اِدھر سے مصعب بن زبیرؓ بڑھے گھمسان کا رن پڑا۔ مگر مصعبؓ کے ساتھی وقت پر دغا دے گئے۔ آخر یہ خود تلوار سونت کر دشمنوں پر پل پڑے۔ اَور بڑی بے جگری سے لڑ کر شہید ہوئے ؛

ایک عبرت ناک واقعہ فتح پانے کے بعد عبد الملک نے ایک بڑا جشن منایا۔ دار الامارۃ کُوفہ کو سجا کر دُلھن بنا دیا گیا خُود بڑے ٹھاٹھ سے تخت پر بیٹھا اِنعام اکرام تقسیم کر رہا تھا کہ اِتنے میں مصعب بن زبیرؓ کا سر طشت میں رکھ کر سامنے لایا گیا۔ یہ سماں دیکھ کر ایک بُوڑھے شخص

عبد الملک بن عمر لیثی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔" امیرالمومنین! ہم نے اس محل میں عجیب عجیب تماشے دیکھے۔ ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ابن زیاد کے سامنے حضرت امام حسینؑ کا سر کٹ کر آیا تھا۔ اور وہ رنگ رلیاں منا رہا تھا۔ پھر یہیں ہم نے یہ تماشا بھی دیکھا کہ مختار آن بان سے حکومت کر رہا ہے۔ اور ابن زیاد کا سر اُس کے سامنے رکھا ہے۔ زمانے نے یہ ورق بھی اُلٹا۔ مصعب بن زبیرؓ نے کوفے پر قبضہ کیا۔ اور مختار کا سر اُن کے سامنے رکھا دیکھا۔ اور آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مصعبؓ کی جگہ تخت پر آپ ہیں۔ اور مصعبؓ کا سر طشت میں آپ کے سامنے رکھا ہے"۔ یہ عبرت ناک داستان سُن کر عبد الملک تھرّا اُٹھا۔ اور اس منحوس محل کو کھدوا کر زمین کے برابر کر دیا۔

مکّہ پر چڑھائی مصعب بن زبیرؓ کی شکست سے سارے شام اور عراق پر عبد الملک کا قبضہ ہو گیا۔ اُس کی راہ میں سب سے بڑا کانٹا عبداللہ بن زبیرؓ کا کھٹک رہا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے اِنھی کی طرف توجہ کی۔ اور اپنے مشہور سردار حجّاج بن یوسف کو ایک بڑی فوج دے کر مکّہ کی طرف روانہ کیا۔ اُس نے جاتے ہی مکّہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور شہر پر تیروں اور پتھروں کی بارش برسا دی۔ ابن زبیرؓ بڑی مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مگر حجّاج نے شہر کی بے طرح ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ کوئی چیز

باہر سے اندر نہیں جانے پاتی تھی - لوگ بھوک سے بے تاب ہو گئے - اور لاچار حجّاج سے آملے - ابنِ زبیرؓ کی جمعیّت میں بجُز چند جاں نثاروں کے اب تھا ہی کون؟ بے چارے اسی حالت میں اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس جو حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں، رائے لینے گئے - اُنہوں نے کہا "بیٹا! اگر تجھے یقین ہے کہ تُو حق پر ہے تو اپنے ساتھیوں کی طرح بہادری سے لڑ کر جان دے دے - اور اگر تجھے یہ خیال ہے کہ تُو کسی غلطی میں مُبتلا تھا تو پھر اطاعت قبول کر لے" ابنِ زبیرؓ نے کہا "مجھے ڈر ہے کہ شامی لشکر لاش کی سخت توہین کرے گا" اُنہوں نے فرمایا "موت کے بعد جسم بیکار ہے - اِسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی - بکری جب ذبح ہو گئی تو اُسے کھال کھینچنے سے کیا تکلیف پہنچ سکتی ہے" یہ سُن کر وہ اپنی والدہ سے رُخصت ہوئے - اور دل میں "تخت یا تختہ" کی ٹھان کر تلوار نیام سے کھینچ کر دُشمن کی فوج میں جا گھُسے - یہ بہادر جدھر جاتا - صفیں الٹ دیتا - آخر دُشمن کی زیادہ تعداد کے سامنے پیش نہ گئی - اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے - ایک بہادُر سپاہی کی موت پر بہادُر دُشمن بھی افسوس کرتا ہے - مگر شامی تو تہذیب سے بالکُل کورے تھے - جب اسماءؓ نے اپنے بیٹے کی لاش دفن کے لئے مانگی تو شامیوں نے صاف انکار کر دیا - اور لاش کی سخت بے حُرمتی کی - اِنّا لِلّٰہ

وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

عبداللہ بن زبیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور زبیرؓ بن عوام کے فرزند اور حضرت ابوبکرؓ کے نواسے تھے۔ آپ نو سال خلیفہ رہے۔ اِس عرصے میں بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ وہ ایک پرہیز گار۔ بہادر اور نیک نیت بزرگ تھے۔ اگر وہ اپنی خلافت کے ابتدائی زمانے میں مکّہ سے باہر نکل کر شام پر قبضہ کر لیتے تو مروان کو حکومت کرنے کا موقع نہ ملتا۔

عبدالملک کا عروج | اب عبدالملک بلا شرکت غیرے حکومت کرنے لگا۔ مہلّب بن ابی صفرہ نے جو ابنِ زبیرؓ کی طرف سے جنوبی ایران کا حاکم تھا۔ جب رُخ پلٹا ہوا دیکھا تو زیادہ مقابلہ بے سُود سمجھ کر عبدالملک کی اطاعت کر لی۔ کوفے اور بصرے میں ابھی تک بغاوتوں کا سلسلہ چل رہا تھا۔ عبدالملک نے یہاں کا حاکم حجّاج کو مقرر کیا۔ اُس نے تلوار کی نوک سے فتنے کو جڑ بُنیاد سے اُکھاڑ پھینکا۔ اور خُوب جی بھر کر لوگوں کا خون بہایا۔ کوفے کی جامع مسجد میں حجّاج نے ایک ایسی خوفناک تقریر کی۔ جس کے لفظ لفظ سے خُون کی بُو آتی تھی۔ کُوفی اور عراقی اِس تقریر کو سُن کر کانپ اُٹھے۔

عبدالملک اِن ہنگاموں سے فارغ ہی ہوا تھا کہ خارجی برستی گھٹا کی طرح بصرے سے اہواز تک چھا گئے۔

عبدالملک نے مہلّب بن ابی صفرہ کو لکھا۔ وہ اپنے ساتوں بیٹوں کو لے کر مقابلے کے لئے چلا۔ مگر خارجی ایسی بے جگری سے لڑے کہ مہلّب جیسے رُستمِ وقت کے دانت کھٹّے کر دیے۔ انہیں دنوں اتّفاق سے خارجیوں میں کچھ پھُوٹ پڑ گئی۔ مہلّب نے موقع کو غنیمت پاکر ایک دم حملہ کر دیا۔ اَور اُن کو منتشر کر دیا۔ اکثر خارجی مارے گئے۔ باقی جو بچے۔ اُنہوں نے صحرائے عرب میں جاکر پناہ لی ؛

افریقہ کی فتوحات پہلے ذکر آچکا ہَے کہ بربریوں نے عقبہ بن نافع کو شہید کر کے قیروان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اَور زہیر بن قیس برقہ کی طرف لوٹنے پر مجبُور ہو گئے تھے۔ زہیر اس جگہ بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ اِس عرصے میں کسیلہ نے سارے افریقہ میں رسُوخ پیدا کر لیا۔ اَور قیروان میں بیٹھ کر حکومت کرنے لگا ؛

زہیر نے عقبہ کی شہادت کی اِطّلاع عبدالملک کو بھیجی تو اسے سخت طیش آیا۔ ایک بڑا لشکر افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ اَور زہیر بن قیس کو وہاں کا والی مقرّر کیا۔ یہ لشکر ۶۹ھ میں افریقہ کی طرف روانہ ہوُا۔ جب کسیلہ کو اس لشکر کی روانگی کا علم ہوُا تو اُس نے قیروان سے ہٹ کر ممش میں قیام کیا۔ زہیر نے کسیلہ کو ممش میں جا لیا۔ کسیلہ کے سپاہی اِس بے جگری سے لڑے کہ مسلمان فتح سے نا اُمّید ہو چکے تھے۔ لیکن آخر شام کے وقت بربری

بھاگ کھڑے ہوئے۔ زہیر نے ممش ہیں گھُس کر کسیلہ اور بہُت سے افسروں کو قتل کر ڈالا۔

زہیر کو حکومت کی خواہش نہ تھی۔ وُہ ایک عبادت گزار بزرگ تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے قیروان میں ایک لشکر چھوڑا۔ اور خوُد ایک دستۂ فوج کے ہمراہ مصر واپس ہوئے۔

جب زہیر برقہ سے کسیلہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوُئے تھے تو رُومی برقہ کو خالی دیکھ کر جزیرہ سسلی سے بے شمار فوجیں لے کر برقہ کے ساحل پر اُتر پڑے۔ ہزاروں مُسلمانوں کو شہید کیا۔ ہر طرف لوُٹ مار کا بازار گرم کیا۔ عین اِس حالت میں زہیر مصر کو جاتے ہوُئے برقہ پہنچے۔ اُن کو دیکھ کر لُٹے پُٹے مسلمان فریادی بن کر آئے۔ اوّل زہیر نے واپس ہونا چاہا۔ مگر فریادی اِس کثرت سے آئے کہ مجبُوراً اُنہیں رُومیوں سے لڑنا پڑا۔ اور بڑی بہادری سے لڑ کر تمام ہمراہیوں کے ساتھ خوُد بھی شہید ہو گئے۔

عبدالملک کو اِن واقعات کا علم ہوُا تو اُس نے ۷۴ھ میں حسّان بن نعمان غسّانی کو سپہ سالار بنا کر ایک بہُت بڑا لشکر افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ حسّان سیدھے قیروان اور پھر قرطاجنہ (کارتھیج) پہنچے۔ اِن اطراف میں ایک زبردست بادشاہ کا پتہ چلا۔ جس کے پاس بربریوں اور رُومیوں کی زبردست فوج تھی۔ حسّان نے

سخت لڑائی لڑ کر اُسے زیر کیا۔ رُومی اَور بربری یہاں سے بھاگ کر صفطورہ اَور نیزات میں جمع ہوئے۔ حسّان نے بڑھ کر اُن کا محاصرہ کیا۔ اَور پُوری فتح پائی۔ یہاں سے بھاگ کر بربری شہر بونہ اَور رُومی شہر باجہ میں جا کر ٹھہرے۔ حسّان بھی سستانے کے لئے قیروان لوٹ آئے ؛

چند ماہ بعد حسّان نے پھر لڑائی کی طرح ڈالی۔ اِس دفعہ اُنہوں نے چاہا کہ بربریوں کی قوّت کو تباہ کر دیں۔ لوگوں سے مشورہ کرنے پر معلوم ہُوا کہ ایک عورت کاہنہ (جادُوگرنی) کا اِن اطراف میں بڑا رسُوخ ہے۔ اگر وہ زیر ہو جائے تو بربریوں کی طاقت ختم ہو سکتی ہے۔ اِس عورت کے پاس بربریوں اَور رُومیوں کی بے پناہ تعداد موجود تھی ؛

حسّان نے سیدھا اُس کی طرف کُوچ کیا۔ اِس عورت کو جب اِس کا عِلم ہُوا تو اُس نے شہر باغایہ کے قلعے کو بالکُل مُنہدم کرا کے کھنڈر بنا دیا۔ حسّان نے اِس کی کچھ پروا نہ کی۔ اَور نہر نینی کے کنارے اُسے جا لیا۔ سخت لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکستِ فاش ہوئی۔ ہزاروں مسلمان شہید اَور ہزاروں گرفتار ہُوئے۔ کاہنہ نے سب کو چھوڑ دیا۔ مگر خالد بن یزید قیسی کو اپنا بیٹا بنا کر رکھ لیا ؛

شکست کھا کر حسّان برقہ میں چلے آئے۔ اَور پانچ

سال تک یہیں مقیم رہے۔ کاہنہ نے سارے افریقہ کو زیر کر لیا۔ ہر طرف اُس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ عبدالملک کو اطلاع ہوئی۔ مگر وہ بھی بغاوتیں دُور کرنے میں مصروف تھا۔ ۷۹ھ میں عبدالملک نے بہت سا مال اور لاتعداد لشکر حسّان کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ "اس کاہنہ سے ایک بار پھر لڑو"۔ حسّان اُس کی قوّت سے ڈرتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ یہ وار پُوری قوّت سے کیا جائے۔ اُنہوں نے خفیہ خالد بن یزید قیسی کو لکھا کہ "کیا حملہ کر دیا جائے؟" اُنہوں نے جواب میں لکھا کہ کاہنہ سے سب بیزار ہیں۔ تم فوراً حملہ کر دو۔ یہ خط روٹی میں پکا کر روانہ کیا گیا۔ جب قاصد دُور نکل گیا تو کاہنہ بال بکھیرے ہُوئے دوڑی اور چلائی کہ "مُسلمانوں کا اقبال کھانے کی چیز میں لپٹا ہُوا جا رہا ہے"۔ مگر قاصد دُور نکل چکا تھا۔

یہ اشارہ پا کر حسّان نے کاہنہ پر چڑھائی کر دی حسّان کی روانگی کا حال سُن کر کاہنہ نے کام کے تمام قلعے مسمار کروا دیئے۔ شہروں میں آگ لگا دی۔ بستیوں کو اُجاڑ دیا۔ اِس ظلم و ستم سے رعایا چیخ اُٹھی۔ اور خود لوگوں نے حسّان کی خدمت میں آ کر فریاد کی کہ اُنہیں کاہنہ کے ظلم سے نجات دلائیں۔ حسّان کوچ کرتے کرتے قابس پہنچے۔ یہاں بغیر لڑائی کے قبضہ ہو گیا۔ غرض قفصہ۔ قسطیلہ اور نفزدہ تمام شہر بے لڑے بھڑے قبضے میں آ

گئے۔ کاہنہ نے خالد اور اپنے دو بیٹوں کو حسّان کے پاس بھیج دیا کہ جاکر اپنے لئے امان طلب کر لو۔ حسّان نے تینوں کو امان دی۔ اس کے بعد جبلِ اطلس کے دامن میں لڑائی ہوئی۔ جو افریقہ کی اہم ترین لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔ بربری جان توڑ کر لڑے۔ آخر بربریوں کی وحشیانہ دلیری پر مہذّب عربوں کی قوّت غالب آئی۔ کاہنہ لاکھوں لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگی۔ مگر جبلِ اطلس کے دامن میں پکڑ کر قتل کر دی گئی۔ یہ افریقہ کی فیصلہ کُن لڑائی تھی۔ اب بربری تیزی کے ساتھ اسلام لا رہے تھے۔ حسّان نے کاہنہ کے بیٹوں کو وہاں کا حاکم مقرّر کیا۔ اور خود ۷۹ھ میں قیروان چلے آئے۔

عبدالملک کی وفات عبدالملک نے ۸۶ھ میں اکیّس سال حکومت کرکے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ یہ علمِ ادب اور فقہ کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے سلطنت حاصل کرنے کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا۔ اس کے ایک ہی جرنیل حجّاج نے ڈیڑھ لاکھ انسانوں کا خون کیا تھا۔

عبدالملک کے زمانے میں ٹکسال قائم ہوئی۔ دفتروں میں عربی زبان رائج کی گئی۔ عبدالملک کی حکومت قائم کرنے میں حجاج اور مہلّب بن ابی صفرہ کا بڑا ہاتھ تھا۔ حجّاج نے عراقیوں کو کچلا اور مہلّب نے

خارجیوں کو پسپا۔ مہلّب اپنے وقت کا بڑا بہادر اور نڈر سپہ سالار تھا۔ خارجیوں کی قوّت کو توڑ دینا اسی کا کام تھا۔ اِس کے سات بیٹے تھے۔ اَور ہر ایک اپنے وقت کا رُستم و اسفندیار تھا۔ یہ عبدالملک کے زمانے میں ہی فوت ہؤا +

ولید بن عبدالملک

عبدالملک اپنی زندگی ہی میں اپنے بڑے بیٹے ولید کو اپنا ولی عہد بنا گیا تھا۔ چُنانچہ اُس کی وفات پر ولید تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ اِس کے زمانے میں بڑی فتوحات ہوئیں۔ اس کے عہد میں بڑے نامی گرامی سپہ سالار ہُوئے۔ جنہوں نے چین اور ترکستان سے لیکر ہسپانیہ تک اَور کابل سے لے کر سندھ تک تمام علاقے کو روند ڈالا۔ اِن کے مُنہ زور گھوڑے بے روک ٹوک بیابانوں شہروں اَور دُور دراز علاقوں میں اُڑے پھرتے تھے۔ اِن کی جولانیوں کے سامنے زمین تنگ معلوم ہوتی تھی۔ اِن بہادروں میں محمّد بن قاسم۔ طارق بن زیاد۔ قتیبہ بن مسلم اَور موسیٰ بن نصیر بہُت مشہور ہیں +

سندھ کی فتح

عرب اَور ہندوستان کا تعلّق بہت پُرانا ہے۔ اسلام کے ظہور سے پہلے بھی عرب تاجر یہاں آتے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی ایک فوج سیستان اَور مکران تک پہنچ گئی تھی۔ اُس وقت سے کچھ عرب یہاں کے مختلف جزیروں میں آباد ہو گئے تھے۔

یہاں کے ایک جزیرے میں کچھ مُسلمان سوداگروں کا انتقال ہُوا تو وہاں کے راجہ نے اُن کے بیوی بچّوں کو جہاز میں سوار کرا کے حجّاج کی طرف روانہ کر دیا۔ جب بندرگاہ دیبل پر پہنچے تو راجہ داہر نے انہیں گرفتار کر لیا۔ حجّاج کو خبر ہوئی تو اُس نے لِکھا کہ "مسلمانوں کو فوراً چھوڑ دو۔" داہر نے پروا نہ کی حجّاج نے اپنے بھتیجے محمّد بن قاسم کو چھ ہزار کا لشکر دے کر بھیجا۔ محمّد بن قاسم نے سب سے پہلے مکران پر قبضہ کیا۔ پھر دیبل کو فتح کیا۔ راجہ داہر ایک بڑی فوج لے کر مقابل ہُوا۔ مگر شکست کھا کر مارا گیا۔ اِسی طرح محمّد بن قاسم راجپوتوں کو ہٹاتا، دُشمنوں کو دباتا اَور سرکشوں کو نیچا دکھاتا ہُوا دریائے سندھ کو پار کر گیا۔ اَور ملتان کو جا گھیرا۔ مُلتان کو فتح کر کے محمّد بن قاسم نے یہیں قیام کیا۔ اَور مختلف شہروں کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ کچھ ہی عرصے میں سارے سندھ پر عربوں کا پرچم لہرا رہا تھا*

ترکستان جب خراسان سے یزید بن مہلّب کو معزول کر کے قتیبہ بن مسلم کو وہاں کا حاکم بنایا، تو ترکستان کے لوگوں نے پھر سر نکالا۔ مسلمانوں کے عاملوں کو نکال دیا۔ مسلمان آباد کاروں کو قتل کیا۔ قتیبہ نے دس سال کی مُسلسل خونریزی کے بعد سارے ترکستان کو کاشغر تک فتح کیا۔

چین کے حاکم نے تحفے تحائف دے کر جان بچائی۔ اور قتیبہ یہیں سے خُراسان واپس ہو گیا +

افریقہ کی فتوحات والئے افریقہ حسّان بن نعمان نے عبدالملک کی وفات کی خبر سُنتے ہی ابُو صالح نام ایک شخص کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور خُود شام کی طرف واپس ہوئے +

ولید نے موسٰی بن نصیر کو افریقہ کا والی بنایا۔ اُنہوں نے جاتے ہی ابُو صالح کو معزول کیا۔ اور خُود حکومت کرنے لگے۔ حسّان کے جانے کے بعد بربریوں نے پھر سر نکالا۔ مگر موسٰی نے مسلسل شکستیں دے کر بربریوں کو سیدھا کیا +

فتح اندلس کہتے ہیں کہ اِس سرزمین کو جو آج ہسپانیہ یا سپین کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت نوحؑ کے پوتے اُندلس بن یافث بن نوحؑ نے آباد کیا تھا۔ اُس دن سے اِس کا نام اندلس پڑ گیا۔ اُس وقت سے اِس پر مختلف قومیں حکومت کرتی رہیں۔ آخر میں اِس پر ایک قوم کا غلبہ ہُوا۔ جو قوط (گاتھ) کے نام سے مشہور ہے۔ قسطنطین اکبر کے عہد میں اس قوم کے ایک بادشاہ نے بُت پرستی چھوڑ کر دینِ نصرانی قبول کیا۔ اُس وقت سے یہاں کے عام باشندوں کا مذہب عیسائی ہو گیا۔ اِس خاندان میں بہت سے بادشاہ گزرے۔ لیکن آخری بادشاہ جس کا نام غیطشہ تھا۔ ۷۰۹ء میں مرا تو اپنے دو بیٹے چھوڑ گیا۔ اہلِ اندلس

اُن کو حاکم بنانے پر راضی نہ ہُوئے۔ اَور ایک تیسرے شخص رذریق (راڈرک) نامی کو جو شاہی خاندان سے نہیں تھا۔ اپنا بادشاہ بنا لیا۔ یہ پرلے درجے کا بدمعاش اَور عیّاش تھا۔ اِس زمانے میں اُندلس کی حالت بہُت خراب تھی۔ اُمرا عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کسانوں کی حالت خراب تھی۔ تاجروں اَور کاریگروں سے بہُت زیادہ ٹیکس وصُول کئے جاتے تھے ؞

اُس زمانے میں دستور تھا کہ نوّابوں کی لڑکیاں بادشاہ کے محل میں آدابِ شاہی سیکھنے کے لئے ایک مدّت تک رہا کرتی تھیں۔ حسبِ دستور رذریق کے محل میں بھی بہُت سے نوّابوں کی لڑکیاں تھیں۔ اُن میں سے ایک لڑکی فلورنڈا جزیرۂ سبقہ کے نوّاب کی بھی تھی۔ یہ لڑکی بے حد حسین تھی۔ رذریق اُس پر فریفتہ ہو گیا۔ فلورنڈا نے باپ سے شکایت کی۔ سبقہ کا نوّاب کونٹ جولین یہ خبر سُن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً دارُ الحکومت طلیطلہ کا رُخ کیا۔ اَور اپنی لڑکی کو لے آیا۔ چلتے وقت رذریق نے فرمائش کی کہ ہمارے لئے سبقہ سے چند شکاری عقاب بھجوا دینا۔ کونٹ جولین نے جواب دیا۔ جہاں پناہ! مَیں ایسے عقاب بھیجُوں گا۔ جو حضور نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے ہوں گے ؞ کونٹ جولین کی مراد عربوں سے تھی ؞

سبتہ پہنچتے ہی جولین موسیٰ بن نصیر سے ملا اور اندلس پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ موسیٰ نے پہلے آزمائشی طور پر اپنے غلام طریف کو چار سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ یہ لوگ مختصر چھاپہ مار کر ۹۱ھ میں واپس آگئے۔ پھر ۹۲ھ میں موسیٰ نے اپنے آزاد شدہ غلام طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج دے کر اندلس کی طرف روانہ کیا۔ طارق سمندری راستہ طے کرکے جبلِ منیف پر اُترا۔ انگریزی میں اسے جبرالٹر کہتے ہیں۔ مگر اُس دِن سے جبل الطّارق مشہور ہے۔ یہاں پہنچ کر طارق نے جہازوں کو آگ لگا دی۔ جس کا مطلب تھا فتح یا موت۔

طارق نے یہاں سے آگے بڑھ کر جزیرۃ الخضراء کو فتح کیا۔ رڈریق کو خبر ہوئی تو وہ ایک لاکھ جانبازوں کا لشکر لے کر مقابلے کے لئے چل پڑا۔ مسلمان کل بارہ ہزار تھے۔ ۲۷ رمضان کو نہر عکہ کے کنارے میدان غادلیت میں گھمسان کا رن پڑا۔ آٹھ روز تک مسلسل لڑائی ہوئی۔ مسلمان جی توڑ کر لڑے۔ اور آخر رڈریق کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ رڈریق یا تو قتل کر دیا گیا یا نہر عکہ میں ڈوب مرا۔ یہاں سے طارق فتح کے پرچم اُڑاتا دار السلطنت طلیطلہ تک جا پہنچا۔ طلیطلہ کے لوگ پہلے ہی شہر چھوڑ کر بھاگ چکے تھے۔ شہر پر بغیر لڑے قبضہ ہو گیا۔ یہاں سے وہ سرزمین جلیقیہ میں جا گھسا۔ اور ہر طرف اسلام کے

پرچم لہرا دئے - پھر یہاں سے طلیطلہ واپس ہو گیا - پے درپے فتوحات کی خبریں سُن کر موسیٰ بن نصیر بھی ۹۳ھ میں اندلس جا پہنچے - موسیٰ اور طارق نے مل کر سارے اندلس کو زیر کر لیا - موسیٰ نے جنوبی فرانس تک تمام علاقہ فتح کیا اور طارق نے گلیشیا کے سارے علاقہ پر قبضہ کر لیا - موسیٰ کوہ پرینز پر چڑھ کر سارے برِّ اعظم یورپ پر قبضہ جمانے کی تدبیریں سوچنے لگا - وہ یقیناً برِّ اعظم یورپ کو فتح کر لیتا - مگر دمشق سے ایک تاکیدی فرمان آیا - جس میں موسیٰ اور طارق دونوں کو دمشق بُلایا گیا تھا - ناچار اُسے دمشق کا رُخ کرنا پڑا - اندلس پر اپنے بیٹے عبد العزیز کو حاکم بنا گیا - اور شہر اشبیلیہ دارُ السلطنت قرار دیا - اور افریقہ پر اپنے بیٹے عبد اللہ کو حاکم بنا گیا +

حجّاج کی موت ۹۵ھ میں حجّاج نے وفات پائی - یہ بڑا ظالم اور سنگ دل حاکم تھا - تین سال تک مکّہ کا امیر اور بیس سال تک کوفہ و بصرہ اور تمام مشرقی ممالک کا حاکم رہا - حجّاج ہی نے ولید کے زمانے میں قرآن مجید پر اعراب لگائے - تاکہ غیر عرب بھی اسے صحیح پڑھ سکیں +

ولید کی وفات ولید ۹۶ھ میں فوت ہو گیا - یہ بڑا عقل مند اور با اقبال بادشاہ گزرا ہے - اس نے دمشق میں ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی - اس کے حکم سے ہر شہر اور قصبے میں جہاں پہلے مساجد نہ تھیں - نئی مسجدیں بنوائیں -

سرحدوں کی حفاظت کے لئے قلعے بنوائے۔ اور ساری سلطنت میں سڑکوں کا ایک جال بچھا دیا۔ کنوئیں کھدوائے مدرسے اور شفا خانے جاری کئے۔ شامی اس کو ایک ممتاز خلیفہ تصوّر کرتے تھے ؎

سلیمان بن عبد الملک عبد الملک نے وصیّت کی تھی کہ میرے بعد ولید اور اس کے بعد سلیمان تختِ سلطنت پر بیٹھیں۔ مگر جب ولید حکمران ہؤا تو اُس کی نیّت بدلی اور اُس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد کرنا چاہا۔ اِس بارے میں بجز قتیبہ بن مسلم اور حجّاج کے کِسی نے اُس کا ساتھ نہ دیا۔ ابھی وہ یہ منصوبے باندھ ہی رہا تھا کہ حجّاج مر گیا۔ اور اُس کے تھوڑے دن بعد خود چل بسا۔ اور ۹۶ھ میں سلیمان تخت پر بیٹھا۔ اِسے حجّاج اور قتیبہ دونوں سے پرخاش تھی۔ حجّاج تو مر چکا تھا۔ اُس نے تختِ سلطنت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حجّاج نے جن مظلوموں سے قید خانے بھر رکھے تھے۔ انہیں رِہا کر دیا۔ اِس کے بعد حجّاج کے مقرّر کئے ہوئے حاکموں کو برطرف کر کے نئے والی مقرّر کئے۔ حجّاج کے رشتہ داروں سے سخت سلوک کیا۔ محمّد بن قاسم کو مروا ڈالا۔ نصیر بن موسیٰ کو قید کر دیا۔ اُس کا مال اسباب ضبط کر لیا۔ یزید بن مہلّب کو عراق کا اور حبیب بن مہلّب کو سندھ کا حاکم مقرّر کیا۔ یزید بن مہلّب نے بھی حجّاج کے رشتہ داروں پر بڑی بڑی

سختیاں کیں *

قتیبہ بن مسلم کو اپنا انجام صاف نظر آ رہا تھا۔ اِس لئے اُس نے سلیمان کے خلاف بغاوت کی۔ مگر خانہ جنگی میں مارا گیا۔ اِس کی جگہ خراسان کا حاکم یزید بن مہلّب مقرّر ہُوا *

قسطنطنیہ پر چڑھائی ۹۸ھ میں سلیمان وابق نام ایک جگہ ٹھہرا ہُوا تھا کہ اُس سے ایک عیسائی شہزادہ مِلا۔ اور اُس نے کہا کہ "اگر تم قسطنطنیہ پر حملہ کر دو تو مَیں تمہارا قبضہ کرا دُوں گا۔" سلیمان نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ایک بڑی فوج دے کر بھیجا۔ تقریباً ایک سال تک محاصرہ رہا۔ مسلمانوں کا سامانِ رسد ختم ہو چکا تھا۔ سلیمان نے کوئی خبر نہ لی۔ پھر بھی مسلمان ہمّت کئے ڈٹے رہے۔ اِس عرصے میں قسطنطنیہ کا بادشاہ مر گیا۔ قلعے والوں نے اُسی عیسائی شہزادے لیو کو جس کے ایما سے مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تھی۔ لکھا کہ "تم مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر تخت و تاج سنبھالو۔ یہ بے ایمان فوراً راتوں رات قسطنطنیہ جا پہنچا۔ اور حکومت سنبھال لی۔ چونکہ یہ مسلمانوں کے اندرُونی حالات سے واقف تھا۔ اِس لئے اُس نے انہیں شکست پر شکست دی۔ اِدھر سامانِ رسد بالکل ختم ہو چکا تھا۔ کئی قاصد سلیمان کے پاس بھیجے گئے۔ آخر تنگ آ کر سلیمان فوج لے کر اپنے بھائی کی مدد کو چلا۔ جب

مقام پر پہنچا۔ جہاں عیسائی شہزادے کی اُس سے مُلاقات ہوئی تھی تو بیمار ہو گیا۔ اور کچھ روز کے بعد ۲۰ رصفر ۹۹ھ کو ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی ؁

عمر بن عبد العزیز سلیمان بن عبد الملک مرنے سے پہلے ایک مہر بمہر لفافے کے متعلّق وصیّت کر چکا تھا کہ اِس میں مَیں نے جس شخص کا نام لکھا ہے۔ میرے بعد وُہ خلیفہ بنایا جائے۔ چنانچہ اُس کی وفات کے بعد جب لفافہ کھولا گیا تو اُس میں عمر بن عبد العزیز کا نام لکھا ہُوا تھا۔ جنہیں حکومت حاصل کرنے کی بالکل تمنّا نہ تھی۔ اس کے برخلاف ہشّام بن عبد الملک جو حکومت حاصل کرنے کے لئے بیچین ہو رہا تھا۔ لفافے میں عمر کا نام دیکھ کر سخت مایُوس ہُوا۔ بہر حال سلیمان کے بعد عمر بن عبد العزیز خلیفہ مقرّر ہوئے۔ لوگوں نے اُنہیں تزک و احتشام کے ساتھ محل میں لے جانا چاہا۔ مگر اُنہوں نے صاف اِنکار کر دیا۔ اَور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سادگی سے محل میں داخل ہُوئے۔ خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا کام اُنہوں نے یہ کیا کہ پہلے بادشاہوں کے وقت میں جن جن لوگوں کی حق تلفی ہوئی تھی۔ اُن کے حقوق اُنہیں واپس دِلا دئے ؁

خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلا کام اُنہوں نے یہ کیا کہ مسلمہ کی فوج کو جو بے یار و مددگار قسطنطنیہ کو گھیرے پڑی تھی۔ واپس بُلا لیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کو فتوحات

کا زیادہ شوق نہیں تھا۔ بلکہ جو علاقے فتح ہو چکے تھے۔ اُن کے انتظام کی طرف زیادہ توجّہ تھی ٭

موسیٰ بن نصیر جب افریقہ سے واپس ہُوئے تھے تو وہاں اپنے بیٹے عبد اللہ کو اور اُندلس پر اپنے دُوسرے بیٹے عبد العزیز کو حاکم بنا آئے تھے۔ سلیمان نے عبداللہ کو حکومت سے برطرف کرکے اُس کی جگہ محمدؐ بن یزید قرشی کو حاکم بنا کر بھیجا۔ والیٔ اُندلس عبد العزیز نے لوگوں سے اپنے لئے سجدہ کرانا چاہا تھا۔ اِس سبب سے اُس کو اُسی کے آدمیوں نے قتل کر ڈالا۔ سلیمان نے اُس کی جگہ حارث بن عبد الرحمٰن ثقفی کو وہاں کا حاکم بنایا تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے سلیمان کے مقرّر کئے ہوئے دونوں عاملوں کو برطرف کر دیا۔ کیونکہ دونوں حد درجہ کے نالائق تھے۔ ان کی جگہ سنہ ۱۰۰ھ میں سمع بن مالک خولانی افریقہ پر اَور اسمٰعیل بن عبید اللہ کو اُندلس کا حاکم مقرّر کیا ٭

سمع بن مالک خولانی منتظم بھی تھا۔ اَور سپاہی بھی۔ خلیفہ کے حکم سے سمع نے مُلک کی مردم شماری کی۔ ساتھ ہی سارے اندلس کی پیمائش کی۔ زمین کی اَور اُس کی پیداوار کی قسموں کو تفصیل سے ایک رجسٹر میں لکھا۔ مسجدیں بنائیں۔ پُرانے پُلوں کی مرمّت کی۔ اَور نئے تعمیر کئے۔ غرض اندلس کا انتظام ایسی قابلیّت سے کیا کہ جزیرہ نما کو فردوس کا نمونہ بنا دیا۔ سمع نے نہ صرف اِنتظامات ہی دُرست

کیئے - بلکہ عیسائیوں کی بغاوت کو بھی نہایت بہادری سے دبایا - طرندہ کے مقام پر رُومی مسلمانوں پر حملے کرتے رہتے تھے - اِس لئے وہاں کی فوج کو ملبلہ میں طلب کر کے طرندہ کی چھاؤنی کو مسمار کر دیا +

ترکوں نے پھر سر نکالا - اَور ایکا کر کے آذر بائیجان کو لوٹ لیا - اُن کی سرکوبی کے لئے ابنِ حاتم باہلی کو فوج دے کر روانہ کیا - جس نے باغیوں کو سزا دے کر پھر امن قائم کر دیا - اَور فتح کے پھریرے اُڑاتا ہؤا طولوس تک جا پہنچا +

یزید بن مہلّب کا ذکر پہلے آ چکا ہَے - سلیمان کے وقت میں یہ خراسان کا حاکم تھا - اُس نے ایک دفعہ لِکھا کہ مَیں نے دو کروڑ درہم خراسان کے لوگوں سے وصُول کیئے ہَیں - عمر بن عبد لعزیز جب خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے ان دو کروڑ درہموں کا حساب مانگا - اَور کہا "بہتری اسی میں ہَے کہ یہ ساری رقم بیت المال میں داخل کر دو"۔ یزید نے جواب دیا کہ "مَیں نے تو صرف اپنی شہرت کے لئے یہ بات لِکھ دی تھی - اِس کی حقیقت کچھ نہ تھی - اَور مَیں اچھی طرح جانتا تھا کہ سلیمان مجھ سے حساب نہ مانگے گا"۔ یہ نا تسلّی بخش جواب سُن کر خلیفہ نے اُسے حلب کے قلعے میں قید کر دیا +

باغ فدک جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملکیّت

تھا۔ اور جس کا جھگڑا حضرت ابوبکرؓ کے وقت سے چلا آ رہا تھا۔ حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو واپس دلا دیا گیا۔ امیر معاویہ کے وقت سے خطبہ میں حضرت علیؓ اور اُن کی اولاد کو بُرا بھلا کہا جاتا تھا۔ اُنھوں نے اِس رسم کو مٹا کر اُس کی جگہ یہ دُعا "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ط (پروردگار! ہماری اور ہمارے بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے سب کی مغفرت فرما) پڑھنے کا حکم دیا۔ اخلاق پر زور دیا۔ خفیف سے خفیف ظلم کی سزا دی۔ عراق۔ خراسان اور سندھ کے نومسلموں پر حجّاج نے بھاری ٹیکس لگا رکھے تھے۔ اُنھیں ہلکا کیا۔ سمرقند کی ذمّی رعایا نے شکایت کی کہ "قتیبہ بن مسلم نے ہماری زمینیں ہم سے چھین کر مسلمانوں کو دے دی تھیں۔ ہم آپ سے انصاف چاہتے ہیں۔" آپ نے وہاں کے حاکم سلیمان کو سخت تاکید کی کہ "بہت جلد اِس معاملے کا تصفیہ ہونا چاہیئے۔" سلیمان نے جمیع بن حاضر قاضی شہر کو اِس کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ذمّیوں کی شکایات درست تھیں۔ چنانچہ اِس قسم کی تمام زمینیں ذمّیوں کو واپس دلائی گئیں۔ دمشق کا وہ گرجا جس کا آدھا حصّہ حضرت خالد نے رہنے دیا تھا۔ اور بنو اُمیہ کے بادشاہوں نے اُسے گروا کر اُس کی جگہ مسجد بنوائی تھی۔ عیسائیوں کو واپس دِیا گیا۔

بیت المال کو اگلے بادشاہوں نے اپنی ملکیت قرار دے رکھا تھا۔ اور اس میں سے جس طرح چاہتے خرچ کرتے۔ بنو اُمیّہ کے رشتہ داروں کو بڑی بڑی تنخواہیں بیت المال سے دی جاتی تھیں۔ عمر بن عبد العزیز نے اِن تمام تنخواہوں کو ایک دم بند کر دیا۔ اور صاف کہ دیا۔ "بیت المال مسلمانوں کا ہے۔ اس کے مال کی تقسیم اُسی طرح ہوگی۔ جیسا اللہ اور اس کے رسولؐ کا ارشاد ہے"۔ اِس اعلان سے بنو اُمیّہ کے سرداروں میں بے چینی پھیل گئی۔ اور بغاوت کا اِرادہ کرنے لگے۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایک دن کڑک کر برسرِ ممبر اعلان کیا کہ "شاید مروانیوں پر خدا کی طرف سے کوئی سخت خونریزی لکھی ہوئی ہے۔ خُدا کی قسم! اگر یہ خونریزی مجھے کرنی پڑی۔ تو مجھے اس سے اِنکار نہ ہوگا۔ یہ سن کر بغاوت کا اِرادہ کرنے والوں پر اوس پڑ گئی۔

مصر کے گورنر شریح بن حبّان نے لکھا کہ "ذمّی رعایا تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہی ہے۔ جس سے جزیے کی آمدنی کم ہو رہی ہے"۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ "اللہ تعالیٰ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خدا کی طرف بُلانے والا بنا کر بھیجا تھا۔ آپؐ کو ٹیکس وصول کرنے والا نہیں بنایا گیا تھا۔ اِس لئے اگر ذمّی رعایا تیزی سے اسلام میں داخل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور جزیے

کی رقم گھٹ رہی ہے تو تم میرے اِس خط کو دیکھتے ہی اپنے حِساب کے رجسٹروں کو لپیٹ کر میرے پاس چلے آؤ"
غرض سلطنت کے ہر شعبے میں بے شمار اصلاحیں کیں خارجی جو کِسی بادشاہ کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ اِن کی خلافت سے وہ بھی مطمئن ہو گئے۔ ہر طرف۔ انصاف کا چرچا ہوُا۔ عمر فاروق رض کا مُبارک زمانہ لوٹ آیا۔ مُلک میں کوئی محتاج نہ رہا۔ اَور ظلم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا +

عمر بن عبد العزیز نے ڈھائی سال خلیفہ رہ کر ۲۵ رجب ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ وفات کے بعد اِن کے گھر سے اکیّس دینار نکلے۔ ان میں سے دس دینار تو کفن دفن میں خرچ ہُوئے۔ اَور باقی گیارہ دینار اِن کے گیارہ بیٹوں میں تقسیم کر دئے گئے +

حضرت عمر بن عبد العزیز انتہا درجے کے اِنصاف پسند اَور پرہیزگار بزرگ تھے۔ روپے کو فضول ضائع کرنے سے بہت ڈرتے تھے۔ مسلمہ بن عبد الملک جب قسطنطنیہ کی مہم سے واپس آئے تو آپ کو معلوم ہُوا کہ اس کے مطبخ کا روزانہ خرچ ایک ہزار درہم ہے۔ آپ نے انہیں بُلا بھیجا۔ اَور باتوں باتوں میں اتنی دیر کی کہ مسلمہ بھوک سے بے تاب ہو گیا۔ اِس کے بعد مسُور کی اُبلی ہوئی دال اُس کے سامنے پیش کی گئی مُسلمہ نے خوب شوق سے کھائی۔ جب خوب پیٹ بھر لیا تو پھر عُمدہ عُمدہ

غذائیں پیش کی گئیں۔ مگر مسلمہ نے کہا:"اب تو بالکل جی نہیں چاہتا۔ پیٹ بھر چکا ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ "جب پیٹ بھرنے کے لئے مسُور کی دال سے بھی کام چل سکتا ہے تو ایک ہزار درہم خرچ کر کے کیوں فضول خرچ بنتے ہو؟" مسلمہ کے دِل پر اِس نصیحت کا بہت اثر ہوُا۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو اپنی ذمّہ داریوں کا بڑا خیال تھا۔ ایک دفعہ اُن کی بی بی فاطمہ نے اُن کو نماز کے بعد روتے دیکھ کر سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:"فاطمہ! مَیں مسلمانوں اور رُومیوں کا خلیفہ بنایا گیا ہُوں۔ میری رعایا میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جنہیں پیٹ بھر روٹی اُور تن ڈھانپنے کو کپڑا میسّر نہیں۔ کوئی بیمار ہے۔ جس کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ بہت سے مظلوم اُور ذمّی ہیں جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ کوئی بُوڑھا اِس خیال سے بے چین ہے کہ اِس بڑھاپے میں اُس کا کوئی آسرا نہیں۔ کوئی روزی کی تلاش میں دُور دراز کے ملکوں میں مارا مارا پھرتا ہے۔ قیامت کے روز جب خدا مجھ سے سوال کرے گا کہ تُو نے اِن کی خبر کیوں نہ لی تو مَیں کیا جواب دُوں گا۔ مجھے اِس وقت یہی خیال آ گیا۔ اور خدُا کے خوُف سے رو پڑا۔

انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد اپنی بیوی سے

درخواست کی کہ تم نے جو زر و جواہر اپنے باپ اور بھائیوں سے لیا ہے۔ وہ سب بیت المال میں داخل کر دو۔ اُن کی بیوی نے درخواست کو خوشی سے منظور کر لیا۔ جب یزید ثانی تخت پر بیٹھا تو اُس نے یہ زر و جواہر اپنی بہن کو واپس کرنے چاہے تو نیک دل فاطمہ نے جواب دیا "جب میں نے اُن کی زندگی میں اِن چیزوں کی پروا نہیں کی تو اُن کی موت کے بعد مجھے کیا پروا ہو سکتی ہے"۔

عمر بن عبد العزیزؒ نے ایک دفعہ حاکمِ کوفہ کو مخاطب کر کے لکھا "کسی گناہ کو ہلکا نہ سمجھو۔ کسی آباد مُلک کو نہ اُجاڑو۔ رعایا پر ظلم نہ کرو۔ مُلکوں کی آبادی بڑھانے کی کوشش کرو۔ نرمی سے حکومت کرو۔ سختی کو دخل نہ دو۔ تہواروں پر نذرانے اور ہدیے قبول نہ کرو۔ مُسافروں پر محصُول نہ لگاؤ۔ اور جو شخص مسلمان ہو جائے۔ اُس سے جزیہ نہ لو"۔

یزید بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے بعد عبد الملک کا تیسرا بیٹا یزید تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ اِس نے حجّاج کی بھتیجی سے شادی کر رکھّی تھی۔ اِس لئے اس کی تمام ہمدردی مضریوں کے ساتھ تھی۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے مضریوں اور حمیریوں میں خُوب برابری رکھّی تھی۔ مگر اِس کے وقت میں حمیریوں پر پھر مصیبت

کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ؛

سلیمان بن عبد الملک کے زمانے میں یزید بن مہلّب نے حجّاج کے خاندان پر بہت زیادتیاں کی تھیں۔ یہاں تک کہ حجّاج کی بھتیجی کو بھی جو یزید کی بیوی تھی امن نہ لینے دیا۔ یزید نے بہت مِنّت سماجت کی۔ مگر مہلّب کے بیٹے نے ذرا پروا نہیں کی۔ اُس وقت یزید بن عبدالملک اَور تو کچھ نہ کر سکا۔ صرف اِتنا کہا کہ "اگر مَیں بادشاہ ہُوا تو تلوار سے تیرے تین ٹکڑے کروں گا"۔ یزید بن مہلّب نے جواب دیا کہ "اگر تُو بادشاہ ہو گیا تو مَیں تیرا ایک لاکھ لشکر سے مقابلہ کرُوں گا"۔ حضرت عمر بن عبد العزیز بیمار ہُوئے اَور یزید کے تخت پر بیٹھنے کا یقین ہُوا تو یزید بن مہلّب کو اپنا انجام نظر آیا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اُس کا ہمنام خلیفہ اُس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ قید خانے کے محافظوں کو روپیہ پَیسہ دے کر توڑا۔ اَور عراق کی طرف بھاگ گیا۔ بصرے پہنچ کر اُس نے اپنے بکھرے ہوئے ساتھیوں کو اِکٹّھا کیا۔ یزید کا بھائی حبیب بھی ایک ایک بڑی فوج لے کر اُس کے ساتھ آ ملا۔ اُنھوں نے بصرے کے حاکم عدی بن ارطات کو نکال باہر کیا۔ اَور خُود قبضہ جما بیٹھے۔ اِس کے بعد اُنھوں نے فارس اَور اہواز پر بھی قبضہ کر لیا۔ یزید بن عبد الملک کو خبر ہوئی تو اپنے بھائی مسلمہ اَور اپنے بھتیجے عبّاس بن ولید کو ایک

بھاری لشکر دے کر مہلّب کے خاندان کو فنا کے گھاٹ اُتارنے کے لئے روانہ کیا۔ دریائے فرات کے داہنے کنارے عسکرہ کے میدان میں بلا کا رن پڑا۔ مہلّب کے بیٹوں نے فنِ سپہگری کے وُہ جوہر دکھائے کہ دیکھنے والے سر دُھننے لگے۔ مگر مسلمہ نے اپنی فوج کو اِس قابلیت سے لڑایا کہ میدان مسلمہ کے ہاتھ رہا۔ مہلّب کے دونوں بیٹے یزید اور حبیب بہادُروں کی طرح لڑتے لڑتے مارے گئے۔ مہلّب کے خاندان کے بچے کھچے آدمیوں کا صفایا کرنے کے لئے ہر طرف آدمی دوڑائے گئے۔ صرف یزید کے دو کمسِن بھتیجے ابُو عتبہ بن مہلّب اور عثمان بن مفضل بچے۔ جنہوں نے ترکوں کے بادشاہ خاقان کے پاس جا کر پناہ لی۔

مہلّب کا خاندان جس کی بغاوت سے بنو اُمیّہ کی سلطنت ڈگمگانے لگی تھی تباہ تو ہو گیا۔ مگر اُس کے نتائج بہت بُرے نکلے۔ قبیلۂ ازد کے سب سے نامور شخص کے خاندان کی تباہی نے حمیریوں میں آگ لگا دی۔ سلطنت کے ہر حصّے میں جہاں کہیں بھی حمیری آباد تھے۔ مضریوں سے چھُری کٹار ہو گئے۔ جگہ جگہ فتنے اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ خارجی جو عمر بن عبدالعزیز کے وقت میں خاموش تھے۔ پھر آمادۂ پیکار ہو گئے۔ سمرقند کے ترکوں نے بغاوت کی مگر جلدی ہی دبا دی گئی۔

اِدھر بحیرۂ خضر کے آس پاس کے قبیلے بگڑ گئے۔

اور آرمینیا سے موصل تک چھا گئے۔ اُن کی گوشمالی کے لئے خراسان کے حاکم جراح بن عبد اللہ کو روانہ کیا گیا۔ ان کی جگہ عمرو بن ہبیرہ حاکمِ خراسان مقرّر ہُوئے۔ جراح نے دریائے کر کو پار کر کے اُن سے ٹکّر لی۔ کئی لڑائیاں ہُوئیں۔ لیکن آخر جراح بن عبد اللہ شکست کھا کر مارے گئے +

یزید نے عمر بن عبد العزیز کی تمام اصلاحوں کو موقوف کر کے عام اعلان کر دیا کہ لوگوں کو پہلی حالت کی طرف لوٹ آنا چاہیئے۔ یہ بادشاہ گانے کا شوقین اور حد سے زیادہ عیّاش تھا۔ اِسی کے زمانے میں لوگوں نے بنو اُمیّہ کے ظلموں سے تنگ آکر حضرت علیؓ کی اولاد میں سے کِسی کو خلیفہ بنانا چاہا۔ مگر اُن کی اولاد میں سے کِسی کو اِس طرف متوجہ نہ پا کر حضرت عبّاسؓ کے پوتے علی بن عبد اللہ کو اُکسایا۔ مگر وہاں سے بھی کوئی جواب نہ مِلا۔ البتّہ اُن کے بیٹے محمّد پر اُن کا جادُو چل گیا۔ اور اب اُن کی خلافت کے لئے سازشوں کا ایک جال بچھ گیا +

۲۵ر شعبان ۱۰۵ھ میں یزید نے چار سال حکومت کر کے اڑتیس برس کی عمر میں انتقال کیا +

ہشام بن عبد الملک یزید کی وفات پر اُس کا بھائی ہشّام بن عبد الملک بادشاہ بنا۔ یہ زمانہ بڑی ہل چل کا تھا۔ بنو اُمیّہ کی سلطنت کا جہاز ڈگمگا رہا تھا۔ ہر طرف شورشیں

اور بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ تاہم ہشّام نے بڑی مستعدّی اور استقلال سے تمام بغاوتوں کو فرو کرکے مُلک کا انتظام درُست کیا۔

بحیرۂ خضر کے کنارے آذربائیجان کے حاکم جراح بن عبداللہ کے ترکوں سے لڑ کر مارے جانے کی اطّلاع ہشّام کو ہوئی تو اُس نے سعید بن عمرو کو جو بڑا باتدبیر سردار تھا۔ ایک جرّار لشکر دے کر اُدھر روانہ کیا۔ ترکوں کو کامل شکست ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد ہشام نے سعید کو موقوف کرکے اس کی جگہ مسلمہ بن عبدالملک کو حاکم مقرّر کیا۔ اُس نے دربند کو پار کرکے قپچاق کے جنگلوں کو روند ڈالا۔ ایک سال کے بعد ہشّام نے مسلمہ کو موقوف کرکے اُس کی جگہ اپنے چچیرے بھائی مروان بن محمد کو مقرّر کیا۔ اس نے ترکوں کو شکستوں پر شکستیں دے کر جارجیا فتح کر لیا۔

عراق خالد بن عبداللہ کو جو بڑا بہادر اور حمیری تھا۔ عراق کا حاکم مقرّر کیا گیا۔ اُس نے عمرو بن ہبیرہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے اس کی جگہ اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو حاکم بنایا۔

خاقان سے لڑائی اسد بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ اُس نے سرکشوں کو نیچا دکھا کر ہرات اور غور کے علاقے فتح کئے۔ سنہ ۱۱۷ھ میں بلخ کے شہر کی بنیاد رکھی۔ ترکمانوں کی آئے دن کی شورشوں سے تنگ آکر اُس نے سنہ ۱۱۹ھ میں

ختل پر جو فرغانہ کے مشرق میں واقع ہے چڑھائی کر دی۔ مگر سردی کی وجہ سے اُسے بلخ ہٹ آنا پڑا۔ ترکمانوں کے سردار نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھایا۔ اور تین لاکھ کا لشکر لے کر مسلمانوں کے علاقوں پر ٹوٹ پڑا۔ شہروں میں ہر طرف لوٹ مار مچا دی۔ اسد نے بڑی ہوشیاری سے اپنی فوج کو سمیٹ کر ترکمان کے سردار کی ناکہ بندی کر لی۔ اور پھر اِس طرح لڑائی کا ڈھنگ ڈالا کہ ترکمانوں کا ایک ایک سپاہی کٹ مرا۔ صرف خاقان اپنی جان بچا کر بھاگ سکا۔ مگر اُس کو اُسی کے ایک سردار نے ہلاک کر دیا۔ دمشق میں اِس فتح پر بڑا جشن منایا گیا۔ سنہ ۱۲۰ھ میں اسد کی وفات پر خراسان کا حاکم نصر بن یسار مقرر ہوا۔ اُس نے اپنی تدبیروں سے باغی قبیلوں کو ساتھ ملا کر امن و امان قائم کیا۔

افریقہ کی ہل چل سنہ ۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک نے یزید بن ابی مسلم کو افریقہ کا حاکم بنایا تھا۔ اُنہوں نے وہاں کے باشندوں سے سختی کا سلوک کیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے انہیں قتل کر کے محمدؐ بن یزید کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ یزید کے مرنے کے بعد ہشّام نے بشیر بن صفوان کو حاکم بنایا۔ اُنہوں نے سنہ ۱۰۹ھ میں سِسلی پر چھاپہ مارا اور مالِ غنیمت لے کر لوٹے۔ اور اسی سال قیروان میں وفات پائی۔ اگلے سال ہشام نے اُن کی جگہ عبیدہ بن

عبدالرحمٰن سلمی کو حاکم مقرر کیا۔ اُنہوں نے بھی جزیرۂ سسلی میں کچھ فتوحات حاصل کیں۔ اور شام جا کر استعفےٰ دے دیا۔ ان کی جگہ عبیداللہ بن حبحاب موصلی کو افریقہ کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ انہوں نے مستنیر نام ایک شخص کو تونس کا حاکم مقرر کیا۔ سودان اور سوس پر حملہ کر کے مالِ غنیمت حاصل کیا۔ اور جزیرۂ سردانیہ فتح کیا۔

عقبہ بن نافع کے کارنامے تم پڑھ چکے ہو۔ ان کے پوتے حبیب کو ایک بڑا لشکر دے کر مغرب کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہ اپنے دادا کی طرح فتوحات کے پرچم اڑاتا سوسِ اقصیٰ اور سودان تک جا پہنچا۔ اِس کے بعد اس نے سسلی پر فوج کشی کی۔ اور شہر پر شہر فتح کرتا وہاں کے سب سے بڑے شہر سرقوسہ کی دیواروں تلے جا پہنچا۔ یہ سارے جزیرے کو فتح کرنے کی تدبیریں سوچ رہا تھا۔ کہ افریقہ کے گورنر نے اِسے واپس بُلا لیا۔

افریقہ میں ایک نیا فساد اُٹھ کھڑا ہوا۔ حاکمِ افریقہ عبیداللہ نے طنجہ پر اپنے بیٹے اسمٰعیل کو حاکم بنا رکھا تھا۔ اور اُس کی مدد کے لئے عمر بن عبداللہ مرادی تھا۔ اِس عمر نے مسلمان بربریوں پر جزیہ لگا دیا۔ جس سے بربریوں کے تمام قبیلے بھڑک اُٹھے۔ اُنہوں نے ایک شخص میسرہ کو جو قوم کا سقّہ اور خارجی خیال رکھتا تھا۔ اپنا امیر بنا کر بغاوت کر دی۔ عمر لڑتا ہوا مارا گیا۔ باغیوں نے

سارے طنجہ پر قبضہ کر لیا۔ میسرہ کو امیر المومنین کا خطاب دیا۔ بربریوں کی اِس کروٹ سے افریقہ کے گورنر کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اَور اُس نے سِسلی سے حبیب کو واپس طلب کیا۔ اَور بہُت جلدی خالد بن حبیب کو ایک بڑی فوج دے کر میسرہ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اتنے میں حبیب بھی سسلی سے آ گیا۔ اُسے بھی خالد کی مدد پر روانہ کیا۔ طنجہ کے علاقے میں ایک خونریز معرکہ ہُوا۔ میسرہ کو طنجہ واپس ہونا پڑا۔ بربری اِس بات سے بگڑ گئے۔ اَور اسے معزول کر کے خالد بن حمید کو اپنا سردار بنایا۔ اَور خالد بن حبیب سے لڑنے کے لئے چلے۔ فریقین میں ایک ایسی لڑائی ہوئی۔ جس کی مثال افریقہ کی لڑائیوں میں کم ملتی ہے۔ عربوں نے بڑے استقلال سے کام لیا۔ ابتدا میں عربوں کا پلّہ بھاری تھا کہ اچانک بربریوں کے ایک عظیم الشّان لشکر نے گھات سے نکل کر سر توڑ حملہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی جنگ کا رُخ پلٹ گیا۔ عربوں کے قدم اُکھڑ گئے۔ مگر خالد بن حبیب تن تنہا ڈٹ گیا۔ اِسے دیکھ کر عربوں نے بھی دنیا میں توڑ ڈالیں اَور بربریوں کے لشکر میں ہمیشہ کے لئے گُم ہو گئے۔ اس جنگ میں عربوں کے بڑے بڑے سردار اَور شریف لوگ مارے گئے۔ اس لئے وہ اِسے "غزوۃ الاشراف" کہتے ہیں۔

ہشّام کو یہ واقعات معلوم ہوئے تو وُہ غصّے سے

تھرّا اُٹھا۔ اَور قسم کھائی کہ عربوں کے خون کا بدلہ ضرور لُونگا۔ ابنِ حبحاب کو معزول کرکے کلثوم بن عیّاض کو ایک بڑا لشکر دے کر افریقہ بھیجا۔ مگر بربریوں نے اُسے بھی شکست فاش دی۔

کلثوم کے مارے جانے پر ہشّام نے حنظلہ بن صفوان کو بھیجا۔ بربریوں کا ایک سردار عکاشہ حنظلہ سے لڑنے کے لئے چلا۔ مگر منہ کی کھا کر پیچھے ہٹا۔ اِس کے بعد بربریوں کے دُوسرے سردار عبدالواحد سے لڑائی ہوئی۔ جس میں حنظلہ کو شکست کھا کر قیروان میں پناہ لینی پڑی۔ عبدالوحد نے تین لاکھ بربریوں کا ٹڈی دل لشکر لیکر قیروان کو گھیر لیا۔ حنظلہ مطلق نہ گھبرایا۔ بلکہ اہلِ شہر کو مسجد میں جمع کرکے ایک پُر جوش تقریر کی۔ اَور کہا "اگر بربری شہر پر قابض ہوگئے تو وہ تمہاری شریف عورتوں کو اپنی باندیاں بنا لیں گے۔ تم اِسے گوارا کرتے ہو"؟ ہر طرف سے "ہرگز نہیں" کی صدا بلند ہوئی۔ حنظلہ نے کہا "تو پھر آؤ ہم تم سب مل کر اُن کا مقابلہ کریں"۔

ساری رات انتظامات ہوتے رہے۔ عورتوں کو مسلح کرکے شہر کی حفاظت پر مقرّر کیا گیا۔ اَور صبح ہوتے ہی مُٹھی بھر منچلی فوج کو لے کر حنظلہ نے تین لاکھ کے ٹڈی دل پر ہلّہ بول دیا۔ سارا دِن خُون کی ندیاں بہتی رہیں۔ مگر عربوں کا جوش انتہا کو پہنچا ہُوا تھا۔ وہ کٹ مرنے

کا فیصلہ کر چکے تھے۔ عربوں کی یہ شجاعت دیکھ کر بربری دنگ رہ گئے۔ اُدھر سورج نے مغرب میں جا کر پناہ لی۔ اور اِدھر بربریوں کے قدم اُکھڑ گئے۔ اور ایک لاکھ اسّی ہزار لاشیں چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ شہر میں اُسی وقت شکرانے کی نماز ادا کی گئی۔

حنظلہ کی اِس عظیم الشان فتح سے بربریوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اُن کا سردار عکاشہ گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اور سارے افریقہ میں کچھ عرصے کے لئے امن و امان قائم ہو گیا۔

زید بن علی سنہ ۱۲۰ھ میں ہشّام نے خالد بن عبداللہ کو معزول کر کے اس کی جگہ یوسف بن عمر ثقفی کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ یہ خود مضری تھا۔ مگر پرلے درجے کا بیوقوف اور ظالم۔ اس نے بنی ہاشم پر ستم ڈھانے شروع کئے۔ حضرت امام حسینؑ کے پوتے زید بن علیؓ نے ہشّام سے فریاد کی۔ مگر اُس نے مطلق توجّہ نہ کی۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد زید نے لڑنے کی ٹھان لی۔ چالیس ہزار کوفیوں نے مرنے مارنے پر بیعت کی۔ مگر جب وہ لڑنے کے لئے نکلے تو سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ صرف پانسو سوار رہ گئے۔ حضرت زید نے فرمایا۔ "رَفَضْتُمُوْنِیْ" (تم نے مجھے چھوڑ دیا) یہیں سے رافضی فرقے کی ابتدا ہوئی۔ الغرض زید اپنے مٹھی بھر سواروں کو لے کر ہزاروں سے جا ٹکرائے اور

لڑتے ہُوئے شہید ہو گئے۔ اِن کے بیٹے یحیٰی نے خراسان کی طرف جا کر پناہ لی۔ بنی اُمیہ کی طرف سے لوگ پہلے ہی بدظن ہو رہے تھے۔ زید بن علیؓ کی شہادت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ ہر طرف مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اَور آخر اِسی تحریک سے بنو اُمیہ کا خاتمہ ہوُا ⁂

سنہ ۱۲۴ھ میں ہشّام بن عبد الملک نے بیس برس سلطنت کر کے وفات پائی ⁂

ولید بن یزید ہشام کی وفات کے وقت ولید اردن میں تھا۔ خبر پاتے ہی دمشق پہنچا۔ اَور چچا کے بیوی بچّوں کو محل سے نکال کر اُس پر قبضہ کر لیا۔ اِس نے تخت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت کا بازار گرم کر دیا۔ خوشامدی مصاحبوں سے دربار کی رونق بڑھی۔ اَور بادشاہ ہر وقت کھیل کوُد میں مصرُوف رہنے لگا۔ اِن باتوں سے جب اُسے فرصت ملتی تو وہ اپنے پُرانے رقیبوں یا اُن کی اولاد پر ظلم و ستم ڈھاتا۔ اِس نے ہشّام کے بیٹوں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ اُس کے اہل و عیال کی تمام جائداد ضبط کر لی۔ سلیمان بن ہشّام کو کوڑوں سے پٹوایا۔ اَور اس کا سر کاٹ کر عمّان کی طرف روانہ کیا۔ یزید بن ہشّام اَور ولید بن عبد الملک کے بیٹوں کو قید کر دیا۔ عراق کے پہلے حاکم خالد بن عبد اللہ قسری کو گرفتار کر کے موجُودہ حاکمِ عراق یوسف بن عمر کے حوالے کیا گیا۔ یوسف

کو حمیریوں سے سخت نفرت اور دُشمنی تھی۔ اُس نے خالد کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا پہنچا کر جان سے مار ڈالا۔
ولید کے اِن مظالم نے حمیریوں کو اُس کے خلاف بھڑکا دیا۔ اور ساری فوج برگشتہ ہو گئی۔ ولید نے لوگوں کے تیور بدلے دیکھے تو فوج کی تنخواہ بڑھا دی۔ مگر اُس کے ظلم و ستم نے لوگوں کے دلوں میں ناسُور ڈال رکھے تھے۔ آخر اُنہوں نے خُفیہ طور پر اُس کے بیٹے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وُہ بھی باپ کی عیّاشی سے تنگ تھا۔ چنانچہ ۱۲۶ھ میں لوگ اس کے محل میں گھُس گئے۔ یہ دیکھ کر اُس نے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اور کہا۔ "آج میرا حال خلیفۂ مظلوم حضرت عثمان رضؓ سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے"۔ مگر اس جھوٹی فریاد پر کسی نے کان نہ دھرا۔ اور اُس کا کام تمام کر دیا +

یزید بن ولید ولید کے قتل پر اُس کا بیٹا یزید تخت پر بیٹھا۔ ولید نے سپاہیوں کی تنخواہیں بہُت بڑھا دی تھیں۔ یزید نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی اُن کی تنخواہیں گھٹا دیں۔ اِس لئے اِسے یزید ناقص بھی کہتے ہیں +

حمص کے لوگوں نے عبدالملک کے پوتے مروان کے کہنے پر معاویہ بن یزید بن حصین کی سرداری میں یزید کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ یزید بن ولید نے اوّل تو

یعقوب بن ہانی کے ذریعے بہتیرا سمجھایا۔ آخر ایک بڑا لشکر بھیج کر شورش کو دبایا۔ فلسطین کے لوگوں نے بھی سر اٹھایا۔ مگر آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور سب نے یزید کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ عراق سے یوسف بن عمر کو معزول کر کے اُس کی جگہ منصور بن جمہور کو حاکم مقرّر کیا گیا۔ اُس نے خراسان سے نصر بن یسار کو معزول کرنا چاہا۔ نصر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گیا۔ مگر جلدی ہی صلح صفائی ہو گئی +

اکیّس ذی الحجہ ۱۲۶ھ کو یزید بن ولید کا انتقال ہو گیا۔ اس نے صرف پانچ ماہ بائیس دِن حکومت کی +

ابراہیم بن ولید یزید کی وصیّت کے مطابق ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ مگر عبدالملک کے پوتے مروان بن محمدّ نے جو اِس وقت آذر بائیجان میں تھا۔ اِس کی حکومت تسلیم نہ کی وہ فوج لے کر دمشق کی طرف چلا۔ ابراہیم بھاگ نکلا۔ مروان نے اس کو امان دی۔ اور ابراہیم نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کی +

مروان بن محمد ۱۲۷ھ میں ابراہیم کو نیچا دکھا کر مروان تخت پر بیٹھا۔ اِس نے مضریوں کو خوب بڑھایا۔ اور حمیریوں کو گھٹایا۔ اس وجہ سے اِن دونوں کی پُرانی دُشمنیاں چمک اٹھیں۔ اور ہر طرف شورشیں پیدا ہونے لگیں +

سب سے پہلے عبد اللہ بن معاویہ نے جو حضرت جعفر بن ابی طالب کے پرپوتے تھے۔ کوفے میں امامت کا دعویٰ کیا۔ حاکمِ عراق عبداللہ بن عمر بن عبد العزیزؒ نے انہیں عراق سے باہر نکال دیا۔

خارجیوں نے پھر سر نکالا۔ اور یمن۔ حجاز اور عراقِ عرب کو روند ڈالا۔ ان کا سردار ضحّاک بن قیس تھا۔ حاکمِ عراق عبد اللہ بن عمر کی اس آندھی کے سامنے ایک پیش نہ گئی۔ اور خارجیوں نے زبردستی لوگوں سے ضحاک کے لئے بیعت لے لی۔ مروان کو معلوم ہؤا تو ایک بڑا لشکر لے کر چلا۔ اُدھر سے ضحاک بھی بڑھا۔ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں ضحاک اور سعید بن بہلول جیسے خارجیوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ اور اُن کی جماعت بکھر گئی۔ اُن کا ایک سردار شیبان بن عبد العزیزؒ اپنی فوج کو لے کر موصل میں چلا آیا۔ مروان نے تعاقب کیا اور کئی ماہ تک لڑائی جاری رہی۔ امن قائم کر کے مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا حاکم بنایا۔ اُس نے سرکش خارجیوں کو خوب دبایا۔ اُن کی جائدادیں ضبط کر لیں۔ شیبان موصل سے نکل کر فارس کی طرف بھاگا۔ راستے میں عراق کی فوج سے مقابلہ ہؤا۔ اور شکست کھا کر سیستان کی طرف چلا گیا۔ اور اسی جگہ فوت ہؤا۔

ابو حمزہ مختار بن عوف ازدی نے بغاوت کی ۔

مروان بن عطیّہ سعدی کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا گیا۔ جس نے بغاوت کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ ابُو حمزہ مارا گیا۔ اس کے بعد اُس نے عبداللہ بن یحییٰ کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور اُن کے سر کو اتار کر مروان کے پاس بھیج دیا*

ادھر تو یہ واقعات ہو رہے تھے۔ اور اُدھر مضریوں اور حمیریوں میں خوُب چل رہی تھی۔ اس کش مکش نے اُن لوگوں کو جو آلِ رسولؐ کی خلافت چاہتے تھے۔ عوام کو بنی اُمیّہ کی طرف سے بدظن کرنے کا بہت اچھا موقع دیا۔ اِس تمام تحریک کا بانی ابُومسلم خراسانی تھا۔ اِس نے موقع غنیمت سمجھ کر علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ خراسان کے حاکم نصر بن یسار نے مخالفت کی۔ مگر اسے مار کر ہٹا دیا گیا۔ مواد پہلے ہی سے تیّار تھا۔ ہر طرف شورش اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور سب بنی اُمیّہ کے خلاف کمربستہ ہو گئے*

مروان کو جب یہ خبریں پہنچیں اور معلوم ہوُا کہ یہ سب فساد حضرت عبّاسؓ کی اولاد میں سے ایک شخص ابراہیم کو خلیفہ بنانے کے لئے ہو رہا ہے تو اُس نے ان کی تلاش شروع کر دی۔ آخر مروان کے جاسُوسوں نے فلسطین کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ ابُومسلم کی فوجیں برابر بڑھ رہی تھیں۔ نہاوند اور کربلا کے مقام پر مروان کی فوجوں نے اِس

سیلاب کو روکنا چاہا۔ مگر وہ ان کے سامنے تنکے کی طرح بہ گئیں۔ مروان نے غصّے میں آ کر ابراہیم کو قتل کروا دیا۔ مرنے سے پہلے اُنہوں نے اپنے بھائی ابُو العبّاس کو اپنا جانشین مقرّر کر دیا ؎

ابو مسلم کی فوجیں عبداللہ بن علی کی ماتحتی میں عراق اور شام کو پامال کر کے حجاز کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ مروان نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے اُن کا سخت مقابلہ کیا۔ دریائے فرات کے کنارے زاب کے میدان میں گھمسان کا رن پڑا۔ مروان شکست کھا کر بھاگا۔ صالح بن علی نے اس کا پیچھا کیا۔ اور دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ایک گاؤں کے چھوٹے سے گرجے میں جا کر سوتے ہوئے اُسے قتل کر ڈالا۔ عبداللہ بن علی نے جوشِ انتقام میں عمر بن عبدالعزیز کے سوا بنو اُمیّہ کے تمام بادشاہوں کی قبریں اُکھاڑ دیں۔ اور جلا کر راکھ ہوا میں اُڑا دی۔ بنو اُمیّہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا جانے لگا۔ اِن کی تلوار سے ہشام کا پوتا عبدالرحمٰن بن معاویہ بچ کر افریقہ کی طرف بھاگا۔ عبّاسی فوجیں برابر اس کا پیچھا کرتی چلی گئیں۔ مگر یہ افریقہ کا صحرائے اعظم طے کر کے ربیع الاوّل ۱۳۸ھ میں اُندلس جا پہنچا۔ اور یہاں ساز باز کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس خاندان میں تیرہ بادشاہ گزرے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:۔

عبد الرّحمٰن اوّل ۔ ہشّام بن عبد الرّحمٰن ۔ حکم بن ہشّام ۔ عبد الرّحمٰن ثانی بن حکم ۔ محمد بن عبد الرّحمٰن ۔ منذر بن محمد ۔ عبد اللہ بن محمّد ۔ عبد الرّحمٰن ثالث ۔ حکم ثانی ۔ ہشّام ثانی ۔ محمّد ثانی بن ہشّام ۔ سلیمان بن حکم ۔ ہشّام ثالث ۔ یہاں سات سَو سال حکومت کرنے کے بعد ۱۰۳۱ھ میں بنی اُمیّہ کی سلطنت کا چراغ گُل ہو گیا ؂

طارق بن زیاد سے لے کر امیر یوسف کے زمانے تک تخمیناً بیس امیر دمشق کے سلاطین بنی اُمیّہ کے ماتحت ہسپانیہ پر حکمران رہے ۔ عبد الرّحمٰن اوّل نے آ کر مستقل حکومت کی بنیاد ڈالی ۔ اَور قصر شاہی ۔ دیوانِ خاص ۔ دیوانِ عام اَور دُوسری عالی شان عمارتوں کی تعمیر نے ہسپانیہ میں تمدّنی انقلاب پیدا کر دیا ۔ عبد الرّحمٰن ثالث کے عہد میں اِس ملک کو وہ عروج حاصِل ہُوا ۔ جس کی نظیر نہیں مِلتی ؂

ہسپانیہ میں اسّی شہر اوّل درجے کے تھے ۔ جن کی سڑکیں سنگِ مَرمَر کی تھیں ۔ اَور تین سو بیس شہر دُوسرے درجے کے تھے ۔ جن پر چار سَو قاضی اَور نائب قاضی رعایا کی بہبودی کی خاطر مقرّر تھے ۔ پایۂ تخت قرطبہ میں ، سَو مسجدیں اَور نو حمام تھے ۔ جامع مسجد قرطبہ نو سو نتانوے ستونوں پر قائم تھی ۔ تین سَو آدمی صرف روشنی اَور خوشبُو کے اہتمام کے لئے مقرّر تھے ۔ مسجد میں دس ہزار بتّیاں

روشن ہوتی تھیں۔ شاہی محلات کی خوبصورتی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ❖

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ مسلمانوں کی آمد سے پہلے یہاں کے کسانوں کی کیسی بُری حالت تھی۔ یہاں کے باشندے نہایت غیر مہذب اور جاہل تھے۔ حفظانِ صحت کا یہ عالم تھا کہ مہینوں غسل نہیں کرتے تھے۔ نہ سر کے بال کترواتے۔ کپڑے جب تک پھٹ کر جسم سے خود نہ اُتر جاتے۔ کوئی نیا کپڑا نہ پہنتے۔ مگر بنی اُمیہ کے زمانے میں مسلمانوں کو زراعت کا اِس قدر شوق تھا کہ حکامِ اعلیٰ اور اُمرائے سلطنت شوقیہ اپنے ہاتھوں سے کاشت کرتے تھے۔ تمام ملک میں کوئیں کھودے گئے۔ کُل سلطنت کی آمدنی ایک کروڑ بیس لاکھ طلائی مثقال یعنی تقریباً سات کروڑ بیس لاکھ روپیہ تھی ❖

اس زمانے کے عربوں کی علمی ترقیاں تاریخِ عالم کے اوراق پر زرّیں الفاظ میں پڑی جگمگا رہی ہیں۔ جن کا کُل دُنیا بالخصوص یورپ پر احسان ہے۔ عربوں نے اہلِ یورپ کو جو اُس وقت وحشی اور جاہل تھے۔ تمدّن کے ابواب پڑھائے۔ اُنہوں نے ہسپانیہ میں علوم وفنون رائج کرکے اس کو ایک نئی زندگی بخشی۔ پُرانے علوم کا مطالعہ کرکے اُنہیں ایسے سانچے میں ڈھالا کہ نقل اصل کو مات کرنے لگی۔ علومِ طبعیات سے اُن کو

خاص لگاؤ تھا۔ یونانی۔ مصری۔ لاطینی۔ ایرانی اور ہندستانی علوم و فنون کی بے نظیر کتابوں کا ترجمہ کیا جاتا تھا۔ دار السلطنت قرطبہ میں بے شمار کتب خانے تھے۔ خاص شاہی کتب خانہ کل دنیا کے کتب خانوں سے سبقت لے گیا تھا۔ اس کتب خانے میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔ ہیئت و ہندسہ۔ علمِ سیاستِ مدن۔ فلسفہ اور دینیات کے علمی شعبوں کو فروغ دیا۔ عرق نکالنے کا رواج اُسی وقت سے ہوُا۔ "قرعنبیق" خاص ہسپانیہ کے عربوں کی ایجاد ہے۔ ہر سال بادشاہ کی جانب سے گماشتے اعلیٰ قسم کے درخت اور خوبصورت پھولوں کے پودے لانے کے لئے مختلف ممالک میں بھیجے جاتے۔ اس کی اس قدر کوشش اور دوڑ دھوپ سے سارا مُلک ایک دل کش گلزار بن گیا تھا۔

صنعت و دستکاری میں بھی ہسپانیہ تمام ملکوں سے ممتاز تھا۔ ریشم کا کام بہت خوبصورت بنایا جاتا تھا۔ صرف قرطبہ میں تیس ہزار ریشم باف تھے۔ زربفت اور تاش بادلے کا کام بھی عمدہ بنایا جاتا تھا۔ کوزہ گر مٹی کے نہایت ہلکے اور نازک برتن بناتے تھے۔ اور ان برتنوں پر سونے اور چاندی کی ایسی جلا دیتے تھے کہ اصل اور نقل میں تمیز نہ ہو سکتی تھی۔ کانچ۔ پیتل اور لوہے کا کام بھی بہت خوب ہوتا تھا۔ ہاتھی دانت

پر بہت باریک پھول بُوٹے بنائے جاتے تھے۔ طلیطلہ
کی تلواریں دُنیا بھر میں مشہُور تھیں۔

یہ سب رونق عربوں کے دم سے تھی۔ بنی اُمیّہ
کے بعد مسلمان ۸۹۷ھ تک اندلس پر قابض رہے۔
منصُور۔ مظفّر۔ یوسف بن تشفین ابُوالحسن الزّاجل اَور ابُو
عبداللہ اِس دَور کے مشہُور بادشاہ گُزرے ہیں۔ آخر ۸۹۷ھ
میں غرناطہ کے آخری بادشاہ ابُوعبداللہ نے شہر خالی کر
دیا۔ اَور اُندلس اِن عربوں سے جنھوں نے اِسے جنّت
کا نمونہ بنایا تھا۔ ہمیشہ کے لئے خالی ہوگیا۔

عیسائی حکمران فرڈیننڈ اَور اُس کی ملکہ ازبیلا نے
جنہیں ہر ایک خوبصُورت چیز سے نفرت تھی۔ شہروں کی
اینٹ بجادی۔ ہر طرف ویرانوں اَور کھنڈروں کے
سوا کچُھ نظر نہ آتا تھا۔ لاکھوں مسلمانوں کو محض اِس جُرم
میں بکروں کی طرح ذِبح کیا کہ اُنھوں نے عیسائی مذہب
کیوں اختیار نہیں کیا۔ یا وہ عربی زبان کیوں بولتے
ہیں۔

بنی اُمیّہ پر ایک نظر

بنواُمیّہ کی سلطنت کا زمانہ کم و بیش بانوے سال
ہوتا ہے۔ اِس عرصے میں امیر معاویہ سے مروان ثانی تک

اِس خاندان کے ۱۴ حکمران گزرے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے بعد خلفائے اربعہ رضؓ نے عربوں میں جو سادگی پیدا کر دی تھی۔ بنو اُمیّہ نے اُسے یک قلم موقوف کر دیا۔ عدل و انصاف کا جو معیار مقرّر ہو چکا تھا۔ اُسے تبدیل کر دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ "بہترین ایمان یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے رُو برُو سچ بات کہہ دی جائے"۔ مگر بنو اُمیّہ کے زمانے میں کُھلّم کھلاّ بادشاہوں کی خوشامد کی جاتی تھی۔ اِس سے پہلے بیت المال مسلمانوں کا مال سمجھا جاتا تھا۔ اور خلیفہ کی حیثیّت محض ایک محافظ کی تھی۔ بنو اُمیّہ کے زمانے میں یہ بادشاہ کی ملکیّت قرار پایا کہ وہ اپنی مرضی سے جس طرح چاہتا۔ اس میں تصرّف کرتا۔ امیر معاویہ نے عمروؓ بن عاص کی خِدمات سے خوش ہو کر مصر کی ساری آمدنی اس کے حوالے کر دی تھی۔ خلفائے اربعہ رضؓ کے زمانے میں ہر شخص براہِ راست اپنی شکایات خلیفہ سے بیان کر سکتا تھا۔ اِس کے لیۓ اُسے کسی خاص اہتمام یا درباں کا زیر بار احسان نہیں ہونا پڑتا تھا۔ مگر بنو اُمیّہ کے زمانے میں بادشاہ تک رسائیؐ ایک مشکل امر تھا۔ بادشاہ سے ملنے کے لیۓ ہزار جتن کرنے پڑتے تھے۔ خلفائے اربعہ رضؓ کے وقت میں خلیفہ اپنی خوراک۔ پوشاک اور رہن سہن میں انتہائیؐ سادگی اختیار کرتا تھا۔ اپنے

آپ کو رعایا کے چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے برابر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر بنو اُمیّہ نے رُومیوں کے سے محل بنوائے۔ اور زرق برق لباس اور پُر تکلّف کھانوں کو رواج دیا۔ تم پڑھ چکے ہو کہ صرف ایک شہزادے مسلمہ بن عبدالملک کے مطبخ کا خرچ ایک ہزار درہم روزانہ تھا۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مدینہ کے لوگ خلیفہ منتخب کرتے تھے۔ اور رسمِ انتخاب جامع مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ خلیفہ کو حلف اُٹھانا پڑتا تھا کہ وُہ کتاب اللہ اور سُنّتِ رسُول اللہؐ کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا۔ امیر معاویہ نے اپنا جانشین اپنے بیٹے یزید کو بنایا۔ اور اُس وقت سے یہ رواج ہو گیا کہ بادشاہ اپنا جانشین خُود اپنی اولاد یا خاندان میں سے کسی کو نامزد کر جاتا۔ اور امرائے سلطنت اُس کے سامنے حلفِ اطاعت اُٹھاتے۔

فتوحات کے سلسلے میں بنو اُمیّہ کا دَور بہت شاندار رہا۔ اُن کے زمانے میں اسلامی سلطنت ایک طرف فرانس اور دُوسری طرف ہندوستان تک پھیل چکی تھی۔ اِس بڑی سلطنت کا نظم و نسق ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ جس کا پایۂ تخت دمشق تھا۔ سلطنت کو ذیل کے سات بڑے صُوبوں میں بانٹا گیا تھا:۔

حجاز۔ عراق۔ آرمینیا۔ شام۔ مصر۔ شمالی افریقہ اور

اُندلس ؛

بنی اُمیّہ کے زمانے میں فوج کا انتظام بہت اچھا تھا - ہر عرب کے لئے فوج کی ملازمت ضروری تھی - پیادے کو ایک ہزار درہم سالانہ اور سوار کو اِس سے دُگنی تنخواہ ملتی تھی - اِس زمانے میں بڑے بڑے نامور سپہ سالار پیدا ہوئے - جن کی بہادری اور تدبیر نے افریقہ - ہسپانیہ آرمینیا - سِندھ اور مُلتان میں اسلامی پرچم لہرایا - مہلّب بن ابی صفرہ - موسیٰ - طارق - عقبہ - قتیبہ اور محمّد بن قاسم وغیرہ کا حال تم پڑھ چکے ہو ؛

بنی اُمیّہ نے بحری طاقت بڑھانے کی طرف توجّہ کی - امیر معاویہ نے اپنے زمانے میں سترہ سَو کِشتیاں تیّار کرائی تھیں - آہستہ آہستہ شام اور مصر کی بندرگاہوں میں جہاز بھی بننے لگے تھے - جنگی جہازوں کے عِلاوہ تجارتی جہاز بھی ہر وقت بندرگاہوں میں لنگر انداز رہتے تھے ؛

بنی اُمیّہ کا اکثر زمانہ فتوحات میں گزرا - پھر بھی اِس زمانے میں بڑے بڑے علماء گزرے - امام جعفر صادق رحؒ کا درس مشہور تھا - اِن کے شاگردوں میں حسن بصری رحؒ اور امام ابُوحنیفہ رحؒ جیسے بڑے بڑے بزرگ شامل ہوتے تھے - تاریخ کی طرف مسلمانوں نے اِسی زمانے میں توجّہ کی - حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں آنحضرت ؐ

کی حدیثیں جمع کی گئیں۔ شاعری اور موسیقی نے بھی خوب ترقی کی۔ جریر اور فرزدق جیسے شاعر اسی زمانے میں ہوئے*

بنی اُمیّہ کے زمانے میں شہروں نے خوب رونق پائی۔ دمشق جو پایۂ تخت تھا سجا کر دُلہن بنا دیا گیا تھا۔ ہر گھر میں حوض اور فوّارے کا رواج تھا۔ ولید نے ایک ایسی جامع مسجد بنائی جو دُنیا کے عجائبات میں شمار ہوئی۔ بادشاہ کا محل کروڑوں روپے خرچ کر کے برسوں میں بنایا گیا تھا۔ محل کی چھتّیں سونے کی تھیں۔ جس میں جا بجا ہیرے جگمگا رہے تھے۔ حبشی غلام ریشمی وردیاں پہنے غلام گردشوں میں پھرتے نظر آتے تھے*

لوگ عام طور پر بڑے ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے تھے۔ دولت کی کوئی اِنتہا نہ تھی۔ سخاوت اور مہمان نوازی عام تھی۔ عربوں کے لباس میں بنو اُمیّہ کے عہد تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ کھانا کھانے کے چار وقت تھے۔ صبح کو ناشتہ۔ دوپہر کو کھانا۔ سہ پہر کو ہلکا سا ناشتہ۔ عشا کی نماز کے بعد پیٹ بھر کر کھانا*

اسبابِ زوال بنی اُمیّہ کا زوال دنیا کے لئے ایک سبق آموز کہانی ہے۔ خاندانِ مروان کا ایک ممبر جو ممتاز عہدے پر مامور تھا۔ بنی اُمیّہ کی تباہی کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے "ہم وہ تمام وقت جو سلطنت کے معاملات میں خرچ ہونا چاہئے تھا۔ عیش و عشرت میں

ضائع کر دیتے۔ بھاری محصول لگانے سے رعایا کو ہم سے نفرت ہونے لگی۔ ہمارے اور ہمارے عاملوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر وہ ہماری تباہی کی دُعائیں مانگتی تھی۔ ہماری حکومت عیّاش ہو گئی۔ خزانہ خالی ہو گیا۔ ہم رعایا کے معاملات سے بے خبر رہنے لگے۔ وزیروں پر غیر معمولی اعتبار نے ہمیں سخت نقصان پہنچایا۔ اور آخر گرد و پیش کے واقعات سے بے خبری نے حکومت کے محل کو جلا کر راکھ کر دیا"۔

بنی امیہ نے لوگوں کی رضامندی کے بغیر تلوار کے زور سے سلطنت حاصل کی تھی۔ اِس کے بعد اُنھوں نے رائے عامہ کو اپنے ساتھ مِلانے کی کبھی کوشش نہ کی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہُوا کہ وُہ اُن کے خلاف سازشیں اور اُن کی سلطنت کو تباہ کرنے کی خُفیہ تدبیریں کرنے لگے۔ جب کبھی ان سازشوں کا ظہُور ہُوا تو خون کی ندّیاں بہا کر بغاوتوں کو دبا دیا گیا۔ اِس طرح کچھ عرصے کے لئے شورش تو مٹ جاتی۔ مگر حکومت کی طرف سے لوگوں کی نفرت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔

حمیریوں اور مضریوں کی دشمنی جو عرصے سے دبی ہوئی تھی۔ بنی اُمیّہ کے وقت میں پھر چمکی شاعروں نے اِس آگ کو خوب بھڑکایا۔ بادشاہ عام طور پر اِن دو گروہوں میں سے کسی ایک کا طرف دار ہوتا تھا۔

وہ اسی گروہ کے لوگوں کو بڑے بڑے عہدے سونپتا۔ اور ہر طرح کی عزّت سے نوازتا۔ یہ لوگ دُوسرے گروہ پر سخت ظلم و ستم ڈھاتے۔ یزید بن مہلّب بن ابی صفرہ نے حجّاج کے خاندان پر بڑی سختی کی۔ چونکہ یزید بن عبدالملک کی بیوی حجّاج کی بھتیجی تھی۔ اس لئے یزید بن عبدالملک نے بادشاہ ہوتے ہی مہلّب بن ابی صفرہ کے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اِس سے بھی قبائل میں آگ لگ گئی۔ سلیمان نے اس غصّے میں کہ حجّاج نے اُسے ولیعہدی سے برطرف کرانے میں ولید کی مدد کی تھی۔ اُس کے نہ صرف تمام عزیزوں بلکہ اُس کے مقرّر کئے ہُوئے عاملوں تک کو سخت سزائیں دیں۔ محمّد بن قاسم فاتح سندھ کو قتل کیا گیا۔ موسیٰ بن نصیر پر بھاری جُرمانہ کرنے کے بعد اُسے قید میں ڈال دیا گیا۔ جہاں اُس کے بیٹوں کے سر طشت میں رکھ کر اُس کے سامنے پیش کئے گئے۔ بُوڑھا سپہ سالار اِس صدمے کو برداشت نہ کر سکا۔ اور جان دے دی ٭

بنی اُمیّہ کے زمانے میں ملکوں پر ایسے ایسے حاکم مقرّر ہُوئے۔ جن کے ظلموں کی داستان سُن سُن کر کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ اُن کے ظلم و ستم نے عوام کو اُن سے برگشتہ کر دیا۔ اور بنی اُمیّہ کے بادشاہوں نے مختلف وجُوہ کی بنا پر اُن حاکموں کو جنھوں نے اِن کی سلطنت

پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ سخت زیادتیاں کیں۔ اس وجہ سے عوام اور اُمرا دونوں اُن سے بیزار ہو گئے تھے ؛

بنو عباسؓ

حضرت عباسؓ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا تھے - جب یہ اسلام لے آئے تو آنحضرتؐ نے ان کے حق میں ایک لمبی دُعا مانگی تھی - جس کا ایک ٹکڑا یہ بھی تھا کہ "خدایا! اس کے خاندان میں سلطنت کو باقی رکھ"۔ اس دُعا کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت عباسؓ کے پوتوں پڑپوتوں نے تقریباً پانچ سو سال تک حکومت کی +

حضرت عباسؓ کے کئی بیٹے تھے - جن میں عبداللہ بن عباسؓ اپنے علم و فضل کی وجہ سے بڑے مشہور تھے حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت میں اُن کے زبردست ہمدرد اور خیر خواہ رہے - اُن کے پوتے محمد بن علی کے دل میں خلافت کا خیال پیدا ہوا - اس وقت مختلف لوگ اندر ہی اندر حضرت علیؓ کی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کی سازشیں کر رہے تھے - اُنھوں نے مختلف تدبیروں سے اس تحریک میں اپنے آپ کو بھی شریک کر لیا - اور جا بجا اپنے آدمی مقرر کر دئے - جو لوگوں کو بنو اُمیہ کے خلاف اُبھارنے لگے +

ان کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے ابراہیم اُن

کے جانشین ہُوئے۔ اُن کے باپ کے غلاموں میں خراسان کا ایک نوجوان ابُومسلم بھی تھا۔ اُنھوں نے خراسان میں اپنے ہم خیال پیدا کرنے کے لئے ابُومُسلم کو اسی طرف روانہ کیا۔ ابُومُسلم نے اِس قابلیّت سے کام کیا کہ کِسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اَور جب اُس نے دیکھا کہ مواد تیّار ہو رہا ہے تو خراسان میں بغاوت کا اِعلان کر دیا۔ وہاں کا حاکم نصر بن یسار مارا گیا اور خراسان پر قبضہ کر کے عراق پر چڑھائی کر دی۔ عراق کے حاکم ابنِ ہبیرہ نے بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر بھاگا۔ مروان نے شورش کو دبانے کے لئے ابراہیم امام کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ انھوں نے موت سے پہلے اپنے بھائی ابُوالعبّاس کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔

۱۳۲ھ کو کُوفے میں ابُوالعبّاس سفّاح خلافت کے لئے منتخب ہوُا۔ کچھ عرصہ بعد بنی اُمیّہ کا آخری بادشاہ مروان بھی مارا گیا۔ اَور تیس سال کی اَنتھک کوششوں کے بعد سلطنت بنُوعبّاس کے ہاتھ آئی۔

ابوالعباس محمد سفاح سلطنت کا تبدیل ہونا بہت بڑا انقلاب ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ بغاوتوں اَور شورشوں کا ایک تانتا بندھ جاتا ہے۔ ابُوالعبّاس کا سارا زمانہ اِنھی بغاوتوں کو مٹانے میں گزرا۔ اِس نے اِس قدر آدمیوں کو قتل کیا کہ لوگوں نے اِسے "سفاح" کا خطاب دیا۔

جس کے معنی ہیں "خون بہانے والا"۔ اِس کے چچا داؤد بن علی نے مکّہ اَور مدینہ میں بنی اُمیّہ کے ایک ایک فرد کو چُن چُن کر قتل کر ڈالا۔ سلیمان بن علی نے بصرہ میں خون کی ندیاں بہا کر بغاوتوں کو مٹایا۔ سفّاح کے چچا عبد اللہ بن علی نے دریائے ابو فطرس کے کنارے بے شمار مروانیوں کو امان کا وعدہ دے کر جمع کیا۔ اَور پھر قتل کر دیا۔ اِس پر بھی جب اُن کا غصّہ ٹھنڈا نہ ہوُا تو عمر بن عبد العزیز کے سوا باقی تمام شاہان بنی اُمیّہ کی قبریں اُکھاڑ کر لاشوں کو جلا دیا÷

حبیب بن مرّۃ المری مروان کے فوجی افسروں میں سے تھا۔ اُس نے اوّل تو سفّاح سے بیعت کر لی تھی۔ مگر بعد میں بغاوت کر دی۔ عبد اللہ بن علی نے فوج کشی کر کے اُسے سیدھا کر دیا÷

بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد سفّاح نے سلطنت کے انتظام کی طرف توجّہ کی۔ کوُفہ اَور سواد پر اپنے چچا داؤد بن علی۔ یمن پر محمد بن یزید بن عبد اللہ کو مقرر کیا۔ بصرہ پر سفیان بن معاویہ مہلبی اَور پھر اس کی جگہ سلیمان بن علی کو مقرّر کر کے بحرین کی حکومت بھی اُس کے سپرد کی۔ اہواز پر اسمٰعیل بن علی۔ شام پر عبد اللہ بن علی۔ مصر پر ابو عون عبد الملک بن یزید۔ خراسان پر ابو مسلم خراسانی اَور فارس پر عیسٰی بن علی کو مقرّر کیا۔

انبار کے قریب ہاشمیہ ایک شہر بسا کر اُس مقام کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اسی جگہ ۴ سال آٹھ ماہ حکومت کرکے فوت ہو گیا ÷

ابو جعفر عبداللہ منصور

اس کے انتقال کے بعد ابو جعفر عبداللہ منصور کوفے میں آیا۔ اور یہاں سے انبار پہنچ کر ۱۳۷ھ میں بادشاہ منتخب ہؤا +

عبداللہ بن علی کی بغاوت

منصور کا چچا عبداللہ بن علی بڑا بہادر سپاہی اور تجربہ کار جرنیل تھا۔ وُہ منصور سے زیادہ اپنے آپ کو سلطنت کا حق دار سمجھتا تھا۔ جب اُسے منصور کے بادشاہ بننے کی خبر ہوئی تو شام سے ایک بڑی فوج لے کر چلا۔ منصور نے ابو مسلم خراسانی کو اُس کے مقابلے پر بھیجا۔ ابو مسلم نے عبداللہ کو ایسی شکست دی کہ وہ بصرے میں اپنے بھائی سلیمان کے گھر جا چھپا۔ آخر پکڑ کر کوفے کے قریب قید کیا گیا۔ اِس کے بعد ایک ایسے مکان میں قید کیا گیا۔ جس کی بُنیاد نمک پر رکھی گئی تھی۔ مکان پہلی ہی بارش میں زمین پر آ رہا۔ اور وُہ نیچے دب کر مر گیا +

ابو مسلم خراسانی کا انجام

منصور اپنی ولیعہدی کے زمانے سے ہی ابو مسلم کا دُشمن تھا۔ جب وُہ دیکھتا تھا کہ ابو مسلم کا اثر و رسُوخ بہت بڑھتا جاتا ہے تو اُس کے سینے پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ اِدھر ابو مسلم بھی کسی کو خاطر

میں نہ لاتا تھا۔ بادشاہ بننے کے بعد اُسے یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح ابُومسلم کا خاتمہ کیا جائے۔ عبداللہ کو شکست دے کر ابُومسلم نے خراسان جانے کا ارادہ کیا۔ منصُور نے سوچا کہ ابُومسلم خراسان پہنچ گیا تو پھر ہاتھ آنا مشکل ہے۔ فوراً قاصد روانہ کیا کہ تمہیں شام کا حاکم بنایا جاتا ہے۔ ابُومسلم نے اِس کی کچھ پروا نہیں کی اَور خراسان کی طرف چل دیا۔ آخر ایک ایسے شخص کو ابُومسلم کے پاس بھیجا کہ جس نے اپنی چرب زبانی سے ابُومُسلم کو منصُور سے ملنے کے لئے آمادہ کر لیا۔ اَور تین ہزار آدمی لے کر دربار کا رُخ کیا۔ منصُور کے سامنے پیش ہُوا تو اُس نے اُس کے جرم گنوانے شروع کئے۔ ابُومسلم نے اپنے اِحسانات جتانے شروع کئے۔ منصُور نے پہلے ہی چار آدمیوں کو پردوں کے پیچھے چھُپا رکھّا تھا۔ اَور حکم دے رکھّا تھا کہ جب مَیں تالی بجاؤں تو نِکل کر ابُومسلم کو قتل کر دینا۔ گفتگو کرتے کرتے منصُور کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اَور وہ غصّے سے کانپنے لگا۔ آخر اُس نے تالی بجائی۔ اَور غلاموں نے نِکل کر ابُومسلم پر حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر ابُومسلم نے کہا "امیر المومنین! مجھے قتل نہ کیجئے۔ مَیں آپ کو دُشمنوں سے بچاؤں گا۔" منصور نے کہا "اگر مَیں ایسا کرُوں تو خدُا مجھے غارت کرے۔ تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہو گا۔" آخر غلاموں نے ابُومسلم کا

کام تمام کر دیا۔

سنباذ | ابُو مسلم کے قتل کی خبر خراسان پہنچی تو ایک کہرام مچ گیا۔ ابُو مسلم کے جتھّے کا ایک آدمی سنباذ اس کے خُون کا بدلہ لینے کے لئے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ ہزاروں آدمی اُس کے ساتھ ہو گئے۔ اُن کی شورش دبانے کے لئے منصُور نے ایک فوج روانہ کی۔ جس نے جاتے ہی حالات پر قابُو پا لیا۔ سنباذ قتل ہُوا۔ اَور اُس کے باقی ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اِس جھگڑے سے فارغ ہُوا ہی تھا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ نے لڑائی چھیڑ دی۔ مگر آخر شکست کھائی۔ طبرستان اَور ویلم کے لوگوں نے کچھ سرکشی کی مگر اُن کو زیر کر لیا گیا۔ اِن فتوحات نے منصُور کی دھاک بٹھا دی۔ اَور ہر طرف امن و امان ہو گیا۔

راوندیہ | ۱۴۱ھ میں ایک خراسانی فرقہ ظاہر ہُوا۔ جس کے خیالات عجیب و غریب تھے۔ اِن لوگوں کا خیال تھا کہ آدمؑ کی رُوح رہیں شرطہ عثمان بن نہیک میں حلول کر گئی ہے۔ اَور اللہ تعالیٰ منصُور میں اَور جبرئیلؑ ہیثم بن معاویہ میں حلول کر گئے ہیں۔ منصُور نے اِس فرقے کے دو سَو آدمیوں کو قید کر دیا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ برگشتہ ہو گئے۔ اَور اِن کی شورش نے خطرناک صُورت اختیار کر لی۔ معن بن زید نے اِن کے سب آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

بغداد فرقۂ راوندیہ کی بغاوت نے منصُور کو ہاشمیہ سے دِل برداشتہ کر دیا۔ اَور وہ نئے دار الخلافہ بنانے کی فکر میں مُلک کے دَورے پر روانہ ہُوا۔ آخر اُس نے بغداد کو منتخب کیا۔ اَور ۱۴۵ھ میں راہبوں سے اُس کی ساری زمین خرید کر تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ محکمۂ عمارت حجاج بن ارطاۃ اَور امام ابُو حنیفہ رح کے سپُرد ہُوا۔ یہ شہر دائرے کی صورت میں بنایا گیا۔ بُنیاد کی گہرائی پانی تک رکھّی گئی۔ دیوارو کا عرض نیچے سے پچاس ہاتھ رکھّا گیا۔ مگر سطح خاک پر آکر صرف بیس ہاتھ کافی سمجھا گیا۔ شہر کے بیچ میں قصرِ شاہی تعمیر ہُوا۔ اس کے پہلُو میں جامع مسجد بنائی گئی۔ سڑکیں چالیس ہاتھ چوڑی بنائی گئیں۔ بغداد کی تعمیر پر دو کروڑ دینار صرف ہوئے +

کہتے ہیں۔ یہاں ایک باغ تھا۔ جس میں نوشیرواں بیٹھ کر اِنصاف کِیا کرتا تھا۔ اُس دِن سے یہ باغ داد مشہُور ہے۔ جو بعد میں بگڑتے بگڑتے بغداد ہو گیا +

محمد اَور ابراہیم ابُو مسلم حضرت علی رض کے خاندان کا نام لے کر لوگوں کو بنو اُمیّہ سے برگشتہ کرتا رہا تھا۔ اَور اکثر لوگ اسی خیال میں تھے کہ بنی اُمیّہ کے بعد حضرت علی رض کی اَولاد میں سے کوئی خلیفہ بنایا جائے گا۔ مگر عین وقت پر عبّاسیوں نے کچھ ایسے جوڑ توڑ سے کام لیا کہ سلطنت اُن کے ہاتھ میں آگئی +

جب ابُومسلم نے خراسان میں علمِ بغاوت بلند کیا تھا تو خاندانِ بنی ہاشم کے لوگ مدینہ میں ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔ اَور اُنھوں نے حضرت حسنؓ کے پڑوتے محمّد سے جنہیں مہدی (راہ بتانے والا) بھی کہتے تھے۔ بیعت کی تھی۔ لیکن جب ابُوالعباس پر سب لوگوں کا اِتّفاق ہو گیا تو محمّد نے یہ خیال دل سے نکال دیا۔

اِس تمام واقعے کی اِطّلاع منصُور کو بھی تھی۔ اَور گو محمّد الغرض تھے۔ مگر منصُور کو اُن کی طرف سے زبردست خطرہ تھا اَور اُس نے محمّد اَور اُن کے خاندان کی نگرانی کے لیئے بہُت سے جاسُوس مقرّر کر رکھّے تھے۔ اِن جاسُوسوں کی اُلٹی پُلٹی اِطّلاعات سے مُتاثّر ہو کر منصُور نے محمّد اَور اُن کے رشتہ داروں کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ محمّد اَور اُن کے بھائی ابراہیم کو جب یہ معلُوم ہُوا تو دونوں رُوپوش ہو گئے۔ منصُور نے اوّل تو بہُت تلاش کیا۔ اَور جب نہ ملے تو جھُنجھلا کر اُن کے بُوڑھے باپ عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ ساتھ ہی حضرت عثمانؓ کے پوتے محمّد العثمانی کو جن کی بیٹی سے محمد مہدی کی شادی ہوئی تھی۔ کوڑوں سے اِتنا پیٹا کہ اُن کا اِنتقال ہو گیا۔ اِس کے علاوہ خاندانِ بنُو ہاشم کے گیارہ آدمیوں کو پکڑ کر ایک تنگ قید خانے میں بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے سب وہیں دم گھُٹ کر مر گئے۔

محمدؐ کو جب اِس ظُلم و ستم کا پتہ چلا تو اُن کا خُون کھولنے لگا۔ اپنے بھائی ابراہیم کو یہ کہہ کر بصرے بھیجا کہ "جس دِن مَیں مدینے میں علمِ خلافت بلند کرُوں تم بصرے میں اُٹھ کھڑے ہوتا"۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یہ تدبیر کامیاب ہو جاتی تو منصور کو سلطنت سے ہاتھ دھونے پڑتے۔ لیکن اس شورش کے لئے جو دِن مُقرّر ہؤا تھا۔ اُس دِن ابراہیم بیمار ہو گئے۔ اَور اِس طرح محمدؐ نے تنہا مدینے پر قبضہ کر لیا۔ سارا مدینہ اُن کے ساتھ تھا۔ امام ابُو حنیفہؒ اور امام مالکؒ جیسے بڑے بڑے علما نے اُن کا ساتھ دِیا۔ منصُور کو خبر ہوئی تو اس نے عیسٰی کو بہُت بڑی فوج دے کر مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ اِس فوج کے مقابلے میں محمدؐ کے ہمراہی تعداد میں کم تھے۔ جب کامیابی کے آثار نظر نہ آئے تو محمدؐ نے لشکر میں پُکار دیا کہ جو شخص نہ لڑنا چاہے وہ واپس جا سکتا ہے۔ یہ سُن کر اکثر لوگ لڑائی سے ہاتھ اُٹھا بیٹھے۔ اَور اُن کے ساتھ صرف تین سَو سوار رہ گئے۔ اُن کو لے کر اُنھوں نے ٹڈّی دل فوج کا مقابلہ کیا۔ صرف محمدؐ کے ہاتھ سے ایک سَو سوار قتل ہوئے۔ آخر سب کے سب شہید ہو گئے ؏

اُدھر ابراہیم نے ایک بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ وہ ابھی پُوری طرح تیّار نہ ہُوئے تھے کہ محمدؐ کی شہادت

کی خبر سُن کر اُنہیں وقت سے پہلے لڑنے کے لئے آمادہ
ہونا پڑا۔ شروع شروع میں اِن لوگوں نے وُہ زور
باندھا کہ جو سامنے آیا۔ مار کر ہٹا دیا۔ آخر منصُور نے
عیسیٰ کو بڑی فوج دے کر بھیجا۔ دریائے فرات کے
کنارے غضب کا رن پڑا۔ عباسیوں کی فوج شکست
کھا کر بھاگی۔ ابراہیم نے اُن کا پیچھا نہیں کِیا۔ جس کا
نتیجہ یہ ہُوا کہ وُہ پھر پلٹ پڑے۔ اَور اِس زور سے حملہ
کیا کہ ابراہیم کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ عین معرکے
میں ابراہیم شہید ہوئے۔ انہیں گِرتا دیکھ کر باقی فوج
بھی بکھر گئی۔ منصُور نے ابراہیم کا سر اُن کے باپ
عبداللہ کے پاس قید خانے میں بھجوا دیا۔ بُوڑھے باپ
نے جوان بیٹے کا سر دیکھ کر قاصد سے کہا" جا اپنے
آقا سے کہہ دے کہ تیرے اقبال کے دِنوں کی طرح ہماری
مصیبت کے دِن بھی جلد گزر جائیں گے۔ پھر ہم
عنقریب ایک بڑے حاکم کے سامنے پیش ہوں گے۔ جو
ہمارے اَور تیرے درمیان اِنصاف سے فیصلہ کرے گا"
راوی کا بیان ہے کہ یہ پیغام سُن کر منصُور کانپ اُٹھا
اَور اِس کے بعد مَیں نے کبھی اُسے خُوش نہیں دیکھا +

اِس فتح کے بعد اُس نے بنو حسنؓ اَور بنو حسینؓ
کی جائدادیں ضبط کر لیں۔ مدینہ سے تمام رعایتیں واپس
لے لیں۔ مصر کی طرف سے غلّہ کی درآمد بند کر دی

بصرے کے شرفا کو جنھوں نے ابراہیم کا ساتھ دیا تھا۔ سخت سزائیں دیں۔ اُن کے مکانات کھدوا کر زمین کے برابر کئے گئے۔ امام ابُوحنیفہؒ کو قید کیا گیا۔ امام مالکؒ کو کوڑوں سے پٹوایا گیا۔ اِن فتوحات سے منصور کی حکومت ایشیا اَور شمالی افریقہ میں مسلّم ہو گئی ٭

۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں مقام بیر میموں میں انتقال کیا۔ بائیس سال کے قریب حکومت کی ٭

منصور بہادر، عالی ہمّت۔ بیدار مغز اَور مُدبّر تھا۔ یہ کام سے کبھی نہیں گھبرایا۔ صبح سے عصر تک فوج کے انتظام اَور رعایا کے معاملات میں مصروف رہتا۔ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر گھر کے کاموں کی طرف توجّہ کرتا۔ شام کو لوگوں کے پاس بیٹھتا۔ عشا کی نماز کے بعد خطوط وغیرہ پڑھ کر سو جاتا۔ پچھلے پہر اُٹھ کر تہجّد کی نماز پڑھتا۔ اَور صبح کی نماز جماعت سے ادا کر کے دربار میں آ بیٹھتا۔ منصور کی کفایت شعاری بخل کی حد تک پہنچی ہُوئی تھی۔ مشہُور ہے کہ ایک غلام کے ذمّے صرف ۱۵ درم نکلنے پر اُسے قید کی سزا دی تھی۔ حکّام کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ تین سَو درم ماہانہ رکھّی تھی۔ منصُور کو عیش و عشرت سے بالکل رغبت نہیں تھی۔ وہ اپنے دشمنوں سے سخت سلوک کرتا تھا۔ اکثر وعدہ کر کے پھر جاتا تھا ٭

مہدی منصُور کے بعد حکومت کا حق اُس کے بھتیجے عیسی

کو پہنچتا تھا۔ مگر منصور نے عیسٰی پر دباؤ ڈال کر اُسے اِس بات پر رضا مند کر لیا تھا کہ منصور کے بعد اُس کا بیٹا مہدی بادشاہ ہو۔ اَور اُس کے بعد عیسٰی۔ چنانچہ منصور کی وفات کے بعد ۱۵۸ھ میں مہدی سے بیعت کی گئی۔

اصلاحات — اس نے تختِ سلطنت پر قدم رکھتے ہی باپ کے وقت کے بے گناہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔ مکہ مدینہ کی مراعات واپس کی گئیں۔ مصر سے غلّے کی در آمد کی اجازت دے دی۔ بنو حسنؓ و حسینؓ کی جائدادیں اُن کو واپس کی گئیں۔ ابُو مسلم کے وارثوں کو ایک بڑی جاگیر کے علاوہ بیس ہزار دینار نقد دئے۔ حرمین شریفین کی سڑکوں پر سرائیں بنوائی گئیں۔ مسافروں کی حفاظت کی غرض سے اُن میں سپاہ متعیّن کی گئی۔

مقنع — ۱۵۹ھ میں خراسان میں حکیم نام ایک شخص ظاہر ہؤا۔ جو تناسخ یعنی رُوحوں کا ایک جسم سے دُوسرے جسم میں منتقل ہو جانے کا قائل تھا۔ بہت سے آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ یہ شخص بڑا بد صورت تھا۔ اَور اپنی بد صُورتی چھپانے کے لئے مُنہ پر نقاب ڈالے رہتا تھا۔ اِسی وجہ سے اسے "مقنع" (نقاب پوش) کہتے ہیں۔

یہ شخص عالم تھا۔ نخشب کا مشہور کنُواں اِسی نے بنوایا تھا۔ جس سے ایک مصنوعی چاند نکل کر دو فرسخ تک

روشنی پھیلاتا تھا۔ اِس چاند کو دیکھ کر بھولے بھالے مسلمان اُس کے دام میں آ گئے۔ جب مہدی کو یہ خبر پہنچی تو اُس نے معاذ بن مسلم کو ایک فوج دے کر خراسان کی طرف روانہ کیا۔ مقنع نے عاجز آکر کس کے قلعے میں پناہ لی۔ جب بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو پہلے تو اُس نے اپنے تمام ساتھیوں کو زہر دے کر مار ڈالا۔ پھر ایک ناند میں تیزاب بھر کر کُود پڑا۔ یہ راز اُس کی ایک باندی نے بتایا۔ جو چھپ جانے کے باعث بچ گئی تھی۔ ورنہ بعض جاہل تو یہ سمجھتے تھے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت آسمان پر چلا گیا ہے۔

ہندوستان اسی سال مہدی نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو ایک فوج دے کر ہندوستان کی طرف بھیجا۔ یہ فارس سے جہازوں میں سوار ہو کر ہندوستان پہنچے۔ اور ۱۶۸ھ میں شہر باربد کو فتح کر لیا۔

رومی ۱۶۳ھ میں رُومیوں نے اسلامی ممالک پر حملہ کر دیا۔ مہدی موسیٰ اور ہادی کو اپنا قائم مقام کر کے خود ایک بڑی فوج کے ساتھ رُومیوں کے مقابلے پر روانہ ہوا۔ مگر پھر ہارون رشید کو فوج کا افسر بنا کر حلب سے واپس آ گیا۔ ہارون رشید نے زور شور سے حملہ کر دیا۔ اور رومیوں سے کئی شہر اور قلعے واپس لے لئے۔ ملکہ ایرینی نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ستّر ہزار اشرفیاں سالانہ ادا کرے گی۔

جہاں جہاں سے مسلمانوں کی فوجیں گزریں۔ وہاں سڑکیں بنوائے گی۔ اور واپسی کا کرایہ دے گی ٭

۱۶۹ھ میں مہدی نے وفات پائی۔ اپنے بیٹوں موسیٰ اور ہارون کو اپنا ولی عہد بنایا ٭

یہ بادشاہ بڑا رحم دل اور منصف مزاج تھا۔ سخاوت میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ ۱۶۰ھ میں جب اس نے حج کیا تو اہلِ حجاز میں تین کروڑ درہم خیرات کئے۔ بڑے بڑے شہروں میں مدارس اور مساجد تعمیر کرائیں۔ اپاہجوں اور متعدّی مرض والوں اور اُن قیدیوں کے رشتہ داروں کا جن کا کوئی وارث نہ ہو۔ سرکاری خزانہ سے وظیفہ مقرّر کیا ٭

مکّہ۔ مدینہ۔ یمن اور عراق میں ڈاک کا سلسلہ جاری کیا۔ مسجدِ نبوی از سرِ نو تعمیر کی گئی۔ قادسیہ اور ازبیلا کے درمیان تین سو میل پر جا بجا سرائیں بنی ہوئی تھیں۔ اس نے مسجدوں کے منبروں کو جو بہت اُونچے اُونچے بننے لگے تھے۔ پست کرا کے اتنا ہی کرا دیا۔ جتنا آنحضرتؐ کے وقت میں رواج تھا ٭

موسیٰ ہادی مہدی کی وصیّت کے مطابق پہلے اُس کا بڑا بیٹا موسیٰ ہادی تخت پر بیٹھا۔ اپنے باپ کی طرح یہ بھی زندیقوں کا دُشمن تھا۔ جس کا بیج مقنع نے بویا تھا ٭

تخت نشینی کے پہلے سال حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے حسین بن علیؓ نے مدینہ شریف میں بغاوت کا اعلان کیا۔ ہادی نے محمد بن سلیمان عبّاسی کو امیر الحاج مقرر کرکے حسین سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ فخ کے مقام پر ایک خونریز معرکہ ہؤا۔ جس میں حسین اور اُن کے ساتھی سب مارے گئے۔ صرف دو بھائی ادریس بن عبد اللہ اور یحییٰ بن عبداللہ بچے۔ اِن میں سے ادریس نے افریقہ کا رُخ کیا۔ اور بربریوں کو ساتھ ملاکر ادریسی خاندان کی بُنیاد ڈالی اور یحییٰ نے ویلم کی طرف جاکر پناہ لی +

ہادی نے ہارون کو حقِ سلطنت سے محروم کرکے اُس کی جگہ اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانا چاہا۔ اِس مقصد کے لئے اس نے ہارون پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ وہ سلطنت سے دست بردار ہو جائے۔ خیزران ہارون کی طرفدار تھی۔ ہادی نے اُس پر بھی سختیاں شروع کر دیں۔ تنگ آ کر ہارون نے سلطنت سے دست ہونے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کے اتالیق یحییٰ برمکی نے اُسے سمجھا بجھا کر باز رکھّا۔ ہادی نے ہر چند ہارون کو اپنے پاس بُلانا چاہا۔ مگر وہ ہر دفعہ کوئی نہ کوئی عذر پیش کرکے ٹال دیتا تھا۔ یہ معاملہ ابھی بیچ میں ہی تھا کہ ربیع الاوّل ۱۷۰ھ میں ہادی کا انتقال ہو گیا +

یہ بادشاہ دلیر۔ طاقتور۔ شہسوار۔ سخی اور ہنس مُکھ تھا۔

سلطنت کے کاموں میں بڑی سرگرمی اور دلچسپی کے ساتھ حصّہ لیتا تھا۔

ہارون رشید ہادی کی وفات کے بعد ۱۶- ربیع الاوّل سنہ ۱۷۰ھ کو ہارون رشید ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑے رعب و داب والا۔ عبادت گزار۔ نیک۔ پرہیزگار۔ اور پارسا تھا۔ ہارون رشید کا دورِ حکومت تاریخِ عبّاسیہ کا ایک سنہری ورق ہے۔ بصرے کی بندرگاہ سے مصر۔ عدن اور ابی سینیا تک جس امن و آسائش سے تجارتی قافلے آیا جایا کرتے تھے۔ وہ اس کے حُسنِ اِنتظام اور اعلیٰ قابلیّت کی روشن مثالیں ہیں۔ وہ لڑائی کے میدان میں شیر دل سپاہی۔ خُوشی کی مجلسوں میں عیش پسند بادشاہ اور رات کے آخری حصّوں میں عبادت گزار فقیر تھا۔ الف لیلہ کی دلچسپ کہانیوں نے اس کے نام سے ہر چھوٹے بڑے کو واقف کرا دیا ہے۔ خُود بہت بڑا عالم تھا۔ اور علما کا زبردست قدردان۔ اِس کے دربار میں علما و فضلا کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔

بغداد کا عروج ہاروں رشید کے زمانے میں بغداد کی شان و شوکت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ پہلے یہ شہر صرف دجلے کے بائیں کنارے پر آباد تھا۔ لیکن مہدی نے دجلے کے دائیں کنارے پر ایک نیا شہر بسایا تھا۔ جو بغداد کا ایک حِصّہ سمجھا جاتا تھا۔ اب دجلہ شہر بغداد کے

بیچ میں بہتا تھا۔ پار جانے کے لئے کشتیوں کا پُل بنا ہوُا تھا۔ اس وقت بغداد میں ۱۷ لاکھ آدمی آباد تھے۔ امیروں اُور نوابوں نے خوبصُورت عمارتیں اُور بڑے بڑے محل تعمیر کرائے۔ دجلے کے دونوں کناروں پر دُور تک خُوشنما باغات کا ایک سلسلہ پھیلتا چلا گیا تھا۔ دریا میں رات دن بجرے گھومتے نظر آتے تھے۔ جگہ جگہ سنگ مرمر کے گھاٹ بنے ہوئے تھے۔

امیروں کے محلّوں کا کیا پُوچھنا۔ ہر محل کے ساتھ ایک پائیں باغ اُور ہر باغ میں ایک حوض تھا۔ پانی کہیں فوّارے کی صُورت میں اُچھلتا اُور کہیں آبشار بنا کر گرتا تھا۔ اکثر محل سنگ مرمر کے تھے۔ مکانات عموماً دو منزلہ اُور سہ منزلہ بنے ہوئے تھے۔

علم و فضل کے لحاظ سے بھی بغداد کو ایک زبردست مرکز کی حیثیّت حاصل تھی۔ بادشاہ کی قدر دانی نے ہر فن کے کاملوں کو دُور دُور سے کھینچ کر بغداد میں لا بٹھایا تھا۔ علُوم دینیہ کے بڑے بڑے مدارس تھے۔ جہاں قابل ترین اُستاد مختلف علوم و فنون پر تقریریں کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص اُس وقت تک کسی فن میں کامل۔ نہ سمجھا جاتا تھا۔ جب تک بغداد میں جا کر تعلیم حاصل نہ کر لیتا تھا۔ قرآن۔ حدیث۔ تفسیر۔ ادب۔ صرف اُور نحو کے علاوہ طب۔ فلسفہ۔ ہندسہ۔ نجوم۔ ہیئت وغیرہ کے ماہر بھی کثرت سے

موجود تھے۔ اسی زمانے میں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ غرض اُس وقت اسلامی قلمرو میں بغداد کے پائے کا کوئی شہر موجود نہیں تھا۔

انتظام | ہارون نے سلطنت کی باگ سنبھالتے ہی یحییٰ کو اپنا وزیر مقرر کرکے سیاہ و سفید کا مالک کر دیا۔ یحییٰ ایک مُدبّر اور فیّاض آدمی تھا۔ اُس کا باپ خالد برمک ترکستان کا ایک نَومُسلم تھا۔ جب خلافت عبّاسیوں کے ہاتھ میں آئی تو خالد کا ستارہ چمکا۔ اور وہ منصور کے امیروں میں شامل ہو گیا۔ جب ہادی نے ہارُون کو سلطنت سے محروم کرنا چاہا تو یحییٰ کی تدبیروں نے ہی ہادی کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

یحییٰ کے چار بیٹے تھے۔ فضل۔ جعفر۔ محمد اور موسیٰ۔ یہ چاروں بڑے لائق۔ قابل اور حکومت کا اعلیٰ سلیقہ رکھتے تھے۔ ہارُون نے فضل کو خراسان کا حاکم بنایا۔ اِس نے شریر سرداروں کو ایسا دبایا کہ اُنہیں پھر سر اُٹھانے کی جُرأت نہ ہوئی۔ شام میں حمیریوں اور مضریوں میں فساد پھُوٹ پڑا تو جعفر نے اِس شورش کو دبانے میں اپنی قابلیّت کا پُورا ثبُوت دیا۔ اس نے بجائے خون خرابہ کرنے کے دونوں گروہوں میں صلح کرا دی۔

برامکہ کا عروج | ہارُون رشید کے زمانے میں برامکہ نے بڑا عروج پایا۔ یحییٰ برمکی وزیرِ اعظم تھا۔ اور اُس کے چاروں

بیٹے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ ہارُون نے انہیں اِس کے علاوہ بڑی بڑی جاگیریں دے رکھّی تھیں۔ دولت اَور مرتبہ حاصل کرنے کے بعد باپ بیٹوں نے سخاوت کے دریا بہا دئے۔ اِن کی دریا دلی کے قصّے پڑھو تو حاتم طائی کے افسانے پھیکے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ کنگال سے کنگال کی بھی اگر ایک دفعہ برامکہ تک رسائیُ ہو جاتی تو وہ کروڑوں کا مالک بن جاتا۔ اُن کے پروردہ نعمت ساری سلطنت میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور ہر طرف برامکہ کا طوطی بول رہا تھا ÷

یحییٰ بن عبداللہ تم پڑھ چکے ہو کہ حضرت حسنؓ کے دو پڑپوتے ادریس اَور یحییٰ عباسیوں کے ہاتھ سے بچ کر مدینہ سے بھاگ نکلے تھے۔ ادریس نے تو افریقہ میں جاکر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اَور یحییٰ دیلم پہنچ کر لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے لگے۔ ہارُون کے زمانے میں انہوں نے جنگ کا اعلان کر دیا۔ اُن کے مقابلے پرفضل بن یحییٰ کو بھیجا گیا۔ فضل نے خونریزی کی بجائے صلح کر لی۔ یحییٰ نے کہا کہ اگر ہارُون امان کا وعدہ کرے تو مَیں بغداد چلا آؤں گا۔ ہارُون نے امان کا پروانہ لکھ دیا۔ وہ بغداد آئے تو انہیں یحییٰ برمکی کے سپُرد کر دیا۔ یحییٰ کو حضرت علیؓ کی اولاد سے خاص اُنس تھا۔ اس نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ اور یحییٰ آرام چین سے زندگی بسر کرنے لگے ÷

خضریوں کا حملہ

بحیرۂ خضر کے کنارے جو قومیں آباد تھیں۔ اُنھوں نے پھر سر اُٹھایا۔ اَور آرمینیا میں لُوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اِن وحشیوں نے ایک لاکھ مُسلمانوں کا خُون بہایا۔ ہارون کو پتہ چلا تو اُس نے دو بہترین جرنیل اُس طرف روانہ کیئے۔ جنھوں نے جاتے ہی شورش پسندوں کو سختی سے دبایا۔ اَور مسلمانوں کے خُونِ ناحق کا پُورا پُورا بدلہ لیا۔

خارجیوں نے بھی سر اُٹھایا۔ مگر ہر بار مُنہ کی کھائی۔ ایک مرتبہ خارجیوں کی کمان ایک نوجوان لڑکی لیلےٰ کے ہاتھ میں تھی۔ وہ مدّتوں ہارُون کے مقابلے پر ڈٹی رہی۔ در اصل یہ لڑائی اُس کے بھائی ولید بن طارق نے چھیڑی تھی۔ اَور بھائی کے مرنے کے بعد بہن نے اُس کے خیالات کو پُورا کرنے کی ٹھانی۔ آخر میں ہارُون نے اُسی کے ایک رشتہ دار کو اس کے مقابلے میں بھیجا۔ جس نے لیلےٰ کو ہتھیار ڈال دینے پر مجبُور کر دیا۔ اُس کے جرائم معاف کیئے گیئے۔ اَور شاہی خزانے سے وظیفہ مقرّر کیا گیا۔

رُومی

سنہ ۱۸۶ھ میں رومیوں نے پھر بغاوت کر دی۔ ہارون نے اپنے بیٹے قاسم کو قسطنطنیہ پر چڑھائی کا حکم دیا۔ قاسم ایک طرف سے خُود بڑھا۔ اَور دوسری طرف سے عبّاس بن جعفر کو بڑھایا۔ اِن دونوں نے قلعہ قرہ اَور سنان کو گھیر لیا۔ اُس وقت قسطنطنیہ پر ملکہ ایرینی کی حکومت تھی۔ اُس نے اپنے میں مقابلے کی طاقت نہ دیکھ کر صلح کر لی۔ اَور

ایک بڑی رقم بطور خراج دینا منظور کر لیا۔
کچھ عرصہ کے بعد ایرینی کی جگہ نقفور تخت پر بیٹھا۔ اُس نے ہارُون کو لکھا کہ" ایرینی ایک کمزور عورت تھی۔ اُس کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر جو روپیہ تم نے وصول کیا ہے اُسے واپس کر دو۔ ساتھ ہی اپنی گستاخیوں کا جرمانہ بھی ادا کرو۔ ورنہ ہمارے اَور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔"
یہ خط پڑھ کر ہارُون مارے غصّے کے کانپ اُٹھا۔ اَور اِس خط کی پشت پر اُس نے اپنے قلم سے جواب تحریر کیا۔ "اے سگِ رُوم! تُو اِس کا جواب کانوں سے نہیں سُنے گا بلکہ آنکھوں سے دیکھے گا۔" اَور اسی روز بڑی فوج لے کر اُڑا۔ اَور بجلی کی طرح قلعہ ہرقلہ کے سامنے جا پہنچا۔ ایک دو لڑائیاں ہوئیں۔ آخر نقفور نے خراج دینا منظور کیا۔ بادشاہ نے اسے معاف کر دیا۔ لیکن ابھی ہارون واپس ہو کر برقہ تک ہی پہنچا تھا کہ نقفور نے تمام وعدے وعید بھلا کر غدر مچا دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اِس سردی میں ہارُون خُود آنے کی ہمّت نہیں کرے گا۔ مگر اُس نے اپنے دشمن کا اندازہ غلط لگایا۔ کیونکہ اطّلاع ملتے ہی ہارون کڑکتے جاڑوں میں کوہِ اراراٹ کے برف کے تودوں پر سے گزرتا ہوُا دشمن کے سر پر جا پہنچا۔ نقفور نے مقابلہ کیا۔ چالیس ہزار سپاہیوں کو کٹا کر اَور خُود بھی بُری طرح زخمی ہو کر بھاگا۔ ہارُون نے تعاقب کیا۔ جب سلطنت

ہاتھ سے نکلتی نظر آئی تو پھر صلح کر لی۔ ہارون نے اس دفعہ بھی اُسے معافی دے دی۔ لیکن نقفور اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ وہ ہر بار عہد و پیمان توڑ ڈالتا۔ آخر ہارون نے ایک لاکھ پینتیس ہزار کے لشکر سے چڑھائی کر دی۔ اور قلعہ ہرقلہ کے علاوہ کئی شہر فتح کر لئے۔ تنگ آکر نقفور نے پھر صلح کا پیغام بھیجا۔ اور ایک بڑی رقم سالانہ خراج دے کر جان چھڑائی +

ہارون کی طاقت کا حال سُن کر فرانس کے بادشاہ شارلمین نے اُس کی خدمت میں تحفے بھیجے۔ ہارُون نے ان تحفوں کے جواب میں جو عجیب و غریب چیزیں بھیجیں۔ اُن میں ایک گھڑی بھی تھی۔ جو عرب صنعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی تھی۔ گھنٹہ پُورا ہوتے ہی گھڑی کے اندر سے پیتل کے چند سوار گھوڑے دوڑاتے نکلتے۔ ساتھ ہی گھنٹی بجتی جاہل اَور اُجڈ فرانیسی اِسے جادُو سمجھے۔ اُن کا خیال تھا کہ اس میں کوئی جن گھُسا ہؤا ہے +

افریقہ منصُور کے وقت سے افریقہ میں ایک افراتفری پڑی ہوئی تھی۔ اب تک افریقہ سے ایک پیسے کی آمدنی نہیں تھی۔ بلکہ ہر سال افریقہ کی حکومت چلانے کے لئے ایک لاکھ دینار خزانۂ شاہی سے دئے جاتے تھے۔ منصُور سے ہارون تک افریقہ میں جو جو انقلاب ہوئے۔ ان کی داستان لمبی ہے۔ ہارُون کے زمانے میں ایک شخص ابراہیم بن

اغلب نے بادشاہ کی خدمت میں درخواست کی کہ "اگر افریقہ کی حکومت ہمیشہ کے لئے اُس کے اور اُس کی اولاد کے لئے وقف کر دی جائے تو نہ صرف یہ کہ وہ خزانۂ شاہی سے کچھ نہ لے گا۔ بلکہ چالیس ہزار دینار سالانہ بغداد کے خزانہ میں داخل کرے گا۔" ہارُون نے اس کی یہ درخواست قبول کر لی۔ اُس دن سے افریقہ نیم مختار ہوگیا۔ ابراہیم کی اولاد میں بہُت سے بادشاہ گزرے۔ آخر میں عبّاسیوں کا اثر بہت کم ہوگیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اُنہیں برِّ اعظم افریقہ کی حکومت سے دست بردار ہونا پڑا۔

برامکہ کی تباہی برامکہ کے عروج کی کہانی تو تم پڑھ ہی چکے ہو۔ ان کی تباہی کی داستان بھی سُنو:۔

ہارون رشید کے وزیروں میں ایک شخص فضل بن ربیع بھی تھا۔ یہ شخص برامکہ کے عروج کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتا تھا۔ اُس نے اُن کے خلاف ہارون کے کان بھرنے شروع کیے۔ اور اس سے کہا "یحییٰ اندر ہی اندر آپ کو تختِ سلطنت سے اُتار کر یحییٰ بن عبداللہ کو خلیفہ بنانے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ اِن باتوں سے مُتاثّر ہوکر ہارُون نے یحییٰ بن عبداللہ کو جعفر کی قید میں دے دیا۔ جعفر نے اُنہیں قید سے رِہا کر کے اپنے مکان میں رکھ لیا۔ فضل بن ربیع نے یہ خبر ہارُون کو پہنچائی۔ ہارون نے جعفر سے پُوچھا۔ اُس نے اوّل انکار کیا۔ لیکن جب

اُس سے قسم کھانے کو کہا گیا تو صاف صاف بات بتا دی۔ کہ "چونکہ اُن سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں تھا۔ اِس لئے میں نے اُنہیں رہا کر دیا ہے"۔ ہارُون چپکا تو ہو رہا۔ مگر وہ اس سے یہی سمجھا کہ فضل بن ربیع سچ کہتا ہے۔ آخر ایک رات اچانک سرور کو جعفر کے قتل کا حکم صادر ہُوا۔ یحییٰ اَور فضل قید خانے میں ڈال دئے گئے۔ اَور صبح کو یہ حال تھا کہ ہارُون کے ڈر کے مارے کوئی شخص برامکہ کا نام تک زبان پر نہیں لاتا تھا۔

اوّل اوّل یحییٰ اَور فضل سے قید خانے میں اچھا سلوک کیا گیا۔ مگر حاسدوں نے پھر خلیفہ کے کان بھرے کہ یہ لوگ اب بھی آپ کے خلاف خفیہ سازشیں کر رہے ہیں۔ اِس کے بعد سے اُن پر سختی ہونے لگی۔ اَور آخر سنہ ۱۹۰ھ میں یحییٰ اَور اس کے تین سال بعد فضل نے قید خانے میں ہی وفات پائی۔

ہارُون کا زمانہ علم و فضل کے لحاظ سے خاص طور پر مشہور ہے۔ امام مالکؒ۔ اِمام شافعیؒ۔ اِمام محمدؒ۔ امام موسیٰ کاظمؒ اِسی زمانے میں گزرے ہیں۔ اِمام ابُو یوسفؒ قاضی القضاۃ تھے۔ یہ عہدہ ہارُون کے زمانے میں نیا تجویز ہُوا تھا۔ فضیل بن عیّاض اِسی زمانے کے مشہور صوفی ہیں۔

اس کی بیگم ملکہ زبیدہ ایک پارسا خاتون تھی۔ مکہ مکرمہ میں پانی کی قلت دیکھ کر اُس نے ایک نہر کھدوائی۔ جو نہر زبیدہ

کے نام سے آج تک موجود ہے ÷

برامکہ کی تباہی کے بعد ہارون کا باقی زمانہ بے لُطفی سے گزرا۔ خراسان میں ایک امیر نے بغاوت کر رکھی تھی کئی مہمیں ناکام واپس آگئی تھیں۔ آخر ہارون خود ایک بڑی فوج لے کر چلا۔ طوس پہنچا کہ طبیعت بگڑ گئی۔ اور تین دن بیمار رہ کر ۱۹۳ھ میں تیئیس سال دو ماہ حکومت کر کے ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی ÷

وہ اپنی زندگی میں ہی اپنی سلطنت امین اور مامُون کے درمیان تقسیم کر گیا تھا۔ اور وصیت کر گیا تھا کہ میرے بعد امین اور اس کے بعد مامُون بادشاہ ہوگا ÷

محمد الامین ہارون رشید کی وفات کے وقت محمد الامین بغداد میں تھا۔ اور مامُون مرو میں۔ جس وقت ہارون کی وفات کی خبر امین کو ملی۔ اس نے بغداد کی جامع مسجد میں لوگوں سے اپنے ہاتھ پر بیعت لی ÷

۱۹۴ھ میں حمص والوں نے امین کے مقرر کئے ہوئے حاکم اسحٰق بن سلیمان کے خلاف بغاوت کر دی۔ ان کی جگہ عبد اللہ بن سعید الحرسی کو حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ عبداللہ نے جاتے ہی شریروں کو دبایا۔ مفسدوں کو زیر کیا۔ اور کچھ اس طرح جوڑ توڑ سے کام لیا کہ سارے حمص میں اُس کی دھاک بیٹھ گئی ÷

ابھی یہ فساد مٹا ہی تھا کہ اگلے سال امیر معاویہ

کی اولاد میں سے ایک شخص علی بن عبداللہ سفیانی نے سر اُٹھایا۔ مُلکِ شام میں بس ایک یہ ہی بنی اُمیّہ کا نام لیوا رہ گیا تھا۔ علی بن عبداللہ نے اپنے کو خلافت کا مستحق بتایا۔ کچھ لوگ اُس کے ساتھ ہو گئے۔ امین نے اُن کے مقابلے پر لشکر بھیجا۔ علی لڑ بھڑ کر کہیں روپوش ہو گیا۔

بھائیوں میں فساد فضل بن ربیع کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ اسی شخص نے خاندانِ برامکہ کو تباہ کرایا۔ اب اُس نے امین سے کہا کہ "مامون کو ولیعہدی سے برطرف کرکے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد بنا دیجئے۔" امین اوّل تو اِنکار کرتا رہا۔ مگر آخر میں اُس نے بھی جوڑ توڑ شروع کر دئے۔ اَور ایک دِن مامُوں کی برطرفی کا اِعلان کرکے اپنے بیٹے کو النّاطق بالحق کا خطاب دے کر ولی عہد کر دیا۔ مامون اُس وقت مرو میں تھا۔ اُسے بھی اِن سب واقعات کی اطّلاع ہوئی۔

بیٹے کو ولیعہد بنانے کے بعد امین کو مشورہ دیا گیا کہ وہ کسی صُورت مامون کو ٹھکانے لگائے۔ امین نے جس میں خود کسی بات کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیّت نہیں تھی۔ اپنے ایلچی مامون کے پاس بھیج دئے۔ اُن کے ذریعے سے مامون کو بغداد آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن مامون نے بغداد آنے سے اِنکار کر دیا۔

جب یہ ایلچی ٹکا سا جواب لے کر واپس بغداد گئے تو

امین نے علی بن عیسٰی بن ماہان کو ایک فوج دے کر مامون کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ مامون کے طرف داروں نے یہ اطلاع اُسے پہنچائی۔ اُس نے خراسان کے بہادروں سے اپنی فوج مرتب کر کے طاہر بن حسین کو سپہ سالار بنایا۔ طاہر ایک بہادر مگر حد سے زیادہ سنگ دل جرنیل تھا۔ جب امین کی فوج سے اُس کا مقابلہ ہُوا تو اُس نے زور شور سے حملہ کر کے صفوں کی صفوں کو اُلٹ دیا۔ امین کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ علی بن عیسٰی مارا گیا۔ جس کا سر اُتار کر مامون کے پاس بھیجا گیا۔ مامون طاہر کی خدمات سے بہت خوش ہُوا۔ اَور ایک فوج اَور اُس کی مدد کے لئے بھیجی ×

امین کو اِس شکست کی خبر ملی تو اُس نے ایک بڑی فوج دو جرنیلوں کے ماتحت روانہ کی۔ خانقین نام ایک مقام پر پہنچ کر اِن دونوں افسروں میں جھگڑا ہو گیا۔ اَور دونوں مقابلہ کئے بغیر واپس آ گئے۔ طاہر کی فوجیں برابر بغداد کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ رفتہ رفتہ اُس نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ سال بھر تک سخت ناکہ بندی رہی۔ اِس کے بعد اس نے شہر پر زور شور سے حملہ کر دیا۔ اَور اشتہار دے دیا کہ جو شخص لڑائی میں شامل نہ ہوگا۔ اُسے امان دی جائے گی ×

امین نے جب رنگ بدلا دیکھا تو قلعے میں محصُور ہو کر

بیٹھ رہا۔ طاہر نے محاصرہ میں سختی کی۔ آخر امین نے امان مانگی۔ طاہر نے تو اِنکار کر دیا۔ مگر مامون کے دوسرے سپہ سالار ہرثمہ نے وعدہ کر لیا۔ اور رات کے وقت کشتی لے کر امین کو لینے چلا۔ طاہر کے آدمیوں نے جو پہلے ہی گھات میں تھے۔ پتھر مار مار کر کشتی کو اُلٹ دیا۔ ہرثمہ کو تو لوگوں نے بچا لیا۔ اور امین اپنے زرّیں بوجھل لباس کو پھاڑ کر تیرتا ہوُا کنارے پر پہنچا۔ مگر پہنچتے ہی پکڑا گیا۔ طاہر نے اُسے قید خانے میں بند کر دیا۔ جہاں وہ اسی رات قتل ہوُا ؏

امین نے ساڑھے چار سال حکومت کی۔ اور ۱۹۸ھ میں شہید کیا گیا۔ یہ بڑا خوبصُورت اور بانکا جوان تھا۔ وُہ کانوں کا کچّا تھا۔ ہر سُنی سُنائی بات پر بہت جلد اعتبار کر لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس نے فضل بن ربیع کے کہنے پر باپ کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔ اور مامون اور موتمن کو ولی عہدی سے برطرف کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنا دیا؏

مامون امین کے بعد اُس کا بھائی عبد اللہ المامون تخت پر بیٹھا۔ اِس وقت سلطنت کے کاروبار پر مامون کا وزیر فضل بن سہل چھایا ہوُا تھا۔ اُس کا منشا تو یہ تھا کہ مامون بجائے بغداد کے مرو کو ہی دار السّلطنت بنا لے۔ تاکہ مامون ایک کٹھ پُتلی کی طرح فضل کے ہاتھ میں رہے۔ لیکن عراق میں طاہر اور ہرثمہ جیسے قابل جرنیلوں کے ہوتے

ہوئے اُس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اُس نے طاہر کو موصل بھیج دیا کہ تم وہاں جا کر نصر کا مقابلہ کرو۔ اور اپنے بھائی حسن بن سہل کو فارس۔ اہواز۔ بصرہ۔ کوفہ۔ حجاز اور یمن کا حاکم بنا کر بغداد بھیج دیا +

دُوسرا فرمان ہرثمہ کے نام جاری ہوُا۔ جس میں اُسے خراسان کی طرف جانے کی تاکید کی گئی تھی۔ چنانچہ وہ خراسان کی طرف روانہ ہو گیا +

عراق کی بغاوتیں عراق سے طاہر اور ہرثمہ کے بیکایک چلے جانے سے عراقیوں نے ہر طرف شورش پھیلا دی۔ بات یہ تھی کہ سلطنت پر فضل بن سہل کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھ کر عربوں کا دل مامون سے بیزار ہو گیا تھا۔ وُہ دیکھ رہے تھے کہ عربوں کا زور رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ اور ایرانی سلطنت کے سیاہ و سفید کے مالک بنتے جا رہے ہیں۔ یہ بھی عام طور پر مشہور تھا کہ فضل کسی کو مامون سے ملنے نہیں دیتا۔ اور حکومت کے تمام معاملات اپنی مرضی کے مطابق فیصل کرتا ہے +

سب سے پہلے حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ایک شخص محمدؐ بن ابراہیم بن اسمٰعیل نے مامون کے خلاف علم اُٹھایا۔ ابُو اسرایا منصور بن شیبانی ان کی مدد پر کمربستہ ہو گیا۔ عراق کے حاکم حسن بن سہل نے اس کے مقابلے پر کئی فوجیں بھیجیں۔ لیکن ابُو اسرایا نے سب کو شکست

دے کر بھگا دیا۔ اور کوفے کے حاکم سلیمان بن ابی جعفر المنصور کو نکال کر سارے کوفے پر قبضہ جما بیٹھا۔ اب کیا تھا۔ بصرہ۔ حجاز اور یمن میں ایک آگ لگ گئی۔ ہر جگہ علویوں کے طرف دار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ابو اسرایا نے متعدّد شہروں پر قبضہ کر لیا۔ حسن نے دیکھا کہ یہ کام اُس کے بنائے بنے گا نہیں۔ ہرثمہ کو منّت سماجت سے لکھا۔ وُہ شیر کی طرح گرجتا ہُوا خراسان سے چلا۔ اُس کے آتے ہی عراقیوں کی جلائی ہُوئی آگ پر اوس پڑ گئی۔ ابُو اسرایا جس کے دم سے یہ سب فساد تھا۔ مارا گیا۔ اُس کے مرتے ہی حجاز۔ یمن اور بصرہ میں بھی امن امان قائم ہو گیا*

عراق کی آگ کو ٹھنڈا کرکے ہرثمہ مرو کی طرف چلا۔ تاکہ خلیفہ کو فضل اور حسن کی شرارتوں سے آگاہ کرے۔ کیونکہ عراق میں کچھ دنوں رہ کر اُسے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی تھی کہ رعایا اِن دونوں سے حد درجہ تنگ ہے۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اُسے مامُون کا ایک فرمان ملا کہ "خراسان میں تمہاری ضرُورت نہیں۔ تم جا کر شام اور حجاز کا اِنتظام کرو۔" ہرثمہ سمجھ گیا کہ یہ سب فضل کی شرارت ہے۔ اُس نے اس حکم کی کوئی پروا نہیں کی۔ اور برابر بڑھتا رہا۔ فضل کو مامون کے کان بھرنے کا موقع ہاتھ آیا۔ اُس نے کہا کہ "ہرثمہ نے آپ کے حکم کی پروا تک نہیں کی۔ وہ آپ کے

خلاف ہے۔ عراق کی تمام شورشیں بھی اُسی کے اِشارے سے ہوئی تھیں:۔ اِن باتوں کا نتیجہ یہ ہؤا کہ جب ہرثمہ مرو میں پہنچا تو مامون نے اُسے قید کر دیا۔ فضل نے کچھ آدمیوں کو قید خانے میں بھجوا کر ہرثمہ کو اِس طرح قتل کرا دیا کہ کِسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ اَور جب مامون نے ہرثمہ کا حال پُوچھا تو فضل نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ وہ بیمار ہو کر انتقال کر گیا ہے*

امام علی رضا

مامون کو حضرت علیؓ کے خاندان سے خاص اُنس تھا۔ ویسے بھی جب اُس نے دیکھا کہ علوی بار بار خلافت حاصل کرنے کی کوشِش کرتے ہیں تو اُس کے دل میں خیال پیدا ہؤا کہ علویہ میں سے کسی کو اپنا جانشین بنا جائے۔ آخر اُس نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے پوتے حضرت امام علی رضاؑ کو اپنا ولیعہد بنا دیا۔ اِس کا اعلان سارے مُلکوں میں کر دیا گیا۔ اَور ساتھ ہی اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ عبّاسیوں کے سیاہ لباس کو چھوڑ کر علویوں کا مخصوص سبز رنگ اختیار کریں*

یہ خبریں جب بغداد میں پہنچیں تو عبّاسیوں میں ایک کہرام مچ گیا۔ مامون کا وزیر فضل بن سہل ان سب میں پیش پیش تھا۔ اُس نے خفیہ سازشیں شروع کر دیں۔ اور اندر ہی اندر ابراہیم بن مہدی کو بغداد میں بادشاہ بنا دیا۔ لوگوں نے مامون کی بیعت توڑ کر ابراہیم کے

کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ابراہیم نے بغداد سے بڑھ کر کوفہ پر قبضہ جمایا۔ اور مدائن میں چھاؤنی ڈال کر پڑ رہا۔

مُلک میں یہ طوفان برپا تھا۔ مگر مامون کو اِن تمام واقعات کی مطلق خبر نہیں تھی۔ کیونکہ فضل کسی کو مامون تک پہنچنے ہی نہ دیتا تھا۔ اور اِن تمام شورشوں میں سب سے بڑا ہاتھ اسی کا تھا۔ آخر حضرت امام رضا رح نے خُود ہی مامون کو تمام واقعات سے خبردار کیا کہ ہرثمہ کو فضل نے ہی قتل کرایا۔ اور آپ کو اُس کے بیمار ہو کر مر جانے کی جھوٹی خبر سُنا دی۔ جب امام علی رضا رح نے بغداد میں ابراہیم کی بیعت کا ذکر کیا تو مامون ششدر رہ گیا۔ کیونکہ فضل نے تو اسے یہ بتایا تھا کہ ابراہیم کو محض بغداد کا حاکم بنایا گیا ہے۔ یہ سب باتیں معلوم کر کے مامون نے بغداد جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور کوچ کا اعلان کر دیا۔

فضل کو جب معلوم ہُوا کہ اس کا سارا راز طشت از بام ہو گیا تو اُس نے جس جس پر شبہ ہُوا۔ اُنہیں سخت سزائیں دیں۔ کسی کو کوڑوں سے پٹوایا۔ کسی کو قید کر دیا۔ کسی کی داڑھیاں نچوا ڈالیں۔ مامون نے سرخس کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں ایک دن فضل بن سہل کسی حمام میں گیا۔ وہاں کچھ لوگ پہلے ہی گھات میں بیٹھے تھے۔ جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا۔ اُنہوں

نے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ مامون نے قاتلوں کو موت کی سزا دی۔ اور یہاں سے بڑھ کر طوس پہنچا۔ کچھ دن ہارون کی قبر پر ٹھہر گیا۔ حضرت امام علی رضاؑ نے اِسی جگہ انتقال کیا۔ مامون کو اُن کے انتقال کا بے حد ملال ہوا۔

مامون سے کچھ لوگ تو اس لئے ناراض تھے کہ اُس نے فضل بن سہل کو بے حد اختیارات دے رکھے تھے۔ اور کچھ اس لئے کہ حضرت امام علی رضاؒ کو ولیعہد بنا دیا تھا۔ اب یہ دونوں شخص دُنیا میں رہے ہی نہیں تھے۔ اِس لئے لوگ خُود بخُود ٹھنڈے پڑ گئے۔ مامون بغداد میں داخل ہوا تو امن و امان ہو چکا تھا۔ ابراہیم لڑ بھڑ کر رُو پوش ہو گیا تھا۔ اب تک عبّاسی فوجوں کا لباس سبز تھا۔ مگر طاہر کے کہنے سے پھر سیاہ کر دیا گیا۔

آذر بائیجان کے ایک شخص بابک خُرمی نے سر اُٹھایا اور تمام کوہستان پر قبضہ جما لیا۔ اس کی لُوٹ مار نے مُسافروں اور سوداگروں کے لئے وُہ راستہ بالکل بند کر دیا۔ مامون نے کئی مرتبہ فوج بھیجی۔ مگر ہر مرتبہ شکست کھا کر واپس آئی۔

ابراہیم جو رو پوش ہو چُکا تھا۔ آخر آٹھ سال کے بعد گرفتار ہو کر مامون کے سامنے پیش ہوا۔ سب نے اس کے قتل کی صلاح دی۔ مگر مامون نے اُسے معاف کر دیا۔

فتنۂ خلق قرآن

سنہ ۲۱۲ھ میں مامون کی بڑے بڑے علما سے مخالفت ہو گئی۔ اُس نے اپنی طاقت کے بل پر لوگوں سے اپنے عقیدے کو منوانا چاہا۔ مگر امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوحؒ جیسے رُوحانی رہنما پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ اگرچہ اس کی پاداش میں اِن بزرگوں کو طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ مگر انہوں نے حق سے قدم نہیں ہٹایا۔

بوران سے شادی

بوران حسن بن سہل کی بیٹی تھی۔ مامون سے اُس کی منگنی مرو میں ہو چکی تھی۔ مگر شادی کی رسم بغداد میں آکر ادا ہوئی۔ سنہ ۲۱۰ھ میں مامون برات لے کر مقام فم الصّلح میں پہنچا۔ حسن نے براتیوں کو اُنّیس دن تک مہمان رکھّا۔ اور ان کی خاطر مدارات میں بے دریغ دولت لٹائی۔ اُس نے کاغذ کے پرچوں پر گاؤں، گھوڑے درہم کی رقمیں لکھ کر اور مُشک میں اُن کی گولیاں بنا کر بنو ہاشم۔ ارکین اور اُمرائے سلطنت پر نچھاور کیں۔ کہ جس کے ہاتھ میں جو پرچہ آئے۔ اُس میں لکھی ہوئی رقم خزانچی سے وصُول کر لے۔ اِس کے علاوہ درہم۔ دینار اور مُشک وعنبر بکھیرے گئے۔ ڈُولھا کو جس مسند پر بٹھایا گیا۔ وہ سونے کے تاروں سے بنی ہوئی تھی۔ اور اس میں لعل۔ یاقُوت اور ہیرے ٹکے ہُوئے تھے۔ سونے کے شمعدانوں میں عنبر کی شمعیں جلتی تھیں۔ اِن شمعدانوں کا وزن چالیس چالیس سیر کے قریب تھا۔ برات رُخصت ہونے

لگی تو مامون نے دُلہن کے سر پر ایک ہزار بڑے بڑے موتی نچھاور کیئے۔ جن کی قیمت کا اندازہ لگانے سے جوہری عاجز رہ گئے ٭

بوران بڑی عقل مند۔ حسین اور فیاض خاتون تھی۔ اُس نے بغداد میں عورتوں کے لئے شفا خانے اور مدرسے بنوائے۔ اور بہت سے مفید کام سر انجام دِئے ٭

فتوحات ۲۱۵ھ میں رُومیوں نے پھر سر نکالا۔ اور سرحدوں پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو بغداد میں اپنا قائم مقام کیا۔ اور خود فوجیں لے کر موصل کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے قلعۂ قرہ کو فتح کر کے اُسے ڈھا دیا۔ پھر عجیف اور جعفر کو فوج دے کر قلعۂ سنان کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ وہاں کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد وہ شام کی طرف واپس آگیا۔ جہاں اُسے اطلاع ملی کہ قیصرِ رُوم نے طرسوس اور مصیصہ پر حملہ کر کے چھ ہزار چھ سو مسلمانوں کو بے رحمی سے ذبح کر ڈالا۔ مامون نے بھاری فوج لے کر رُوم پر چڑھائی کر دی۔ پہلے مقام انطیفو پر قبضہ کیا۔ اپنے بھائی معتصم کو فوج دے کر آگے روانہ کیا۔ معتصم کڑکتا گرجتا فتح کے پرچم لہراتا اُڑا چلا گیا۔ اور تیس قلعے فتح کر کے دم لیا۔ یحییٰ بن اکثم کو جو بڑے فقیہہ تھے۔ ایک فوج دے کر طوانہ کی طرف روانہ کیا۔ یحییٰ نے فتح کر کے

شہر کو مسمار کرا دیا۔ ۲۱۶ھ میں مامُون نے دمشق کا دَورہ کیا۔ مصر میں کچھ بد امنی ہو رہی تھی۔ اُسے دُور کیا۔ اس سے فارغ ہو کر پھر رُوم پر چڑھ دوڑا۔ اَور لولوہ کا مشہُور قلعہ فتح کر لیا۔ اِس جگہ عجیف کو حاکم مقرر کر کے خوُد واپس ہوُا۔ مگر راستے ہی میں اِطلاع ملی کہ قیصر ایک بڑی فوج لے کر عجیف کے مقابلے کے لئے آ رہا ہے۔ مامون بھی عجیف کی مدد کے لئے روانہ ہوُا۔ قیصر نے مامون کی روانگی کا حال سُنا تو چڑھائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ مامون نے قلعے والوں کو امان دی۔ اَور خوُد واپس ہوُا۔

طوانہ کا شہر جو کھنڈر ہو گیا تھا۔ مامُون نے اپنے بیٹے عبّاس کو اُسے پھر آباد کرنے پر متعیّن کیا۔ عبّاس نے پُرانے کھنڈروں پر ایک میل لمبے اَور ایک میل چوڑے شہر کی بنیاد رکھّی۔ اَور مختلف لڑاکا قوموں سے اِس شہر کو آباد کیا۔

۲۱۸ھ میں مامون نے پھر رُوم پر چڑھائی کی۔ بذندون پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ اَور ۱۸ رجب کو انتقال کیا۔ طرسوس میں دفن ہوُا۔

اخلاق و عادات مامون بڑا عالم و فاضل اَور ہوشیار بادشاہ تھا۔ اُس نے اپنی رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے علاوہ جاسوس مردوں کے کئی سَو بُوڑھی عورتیں بھی ملازم رکھّی ہوئی تھیں۔

مامون سخی بھی انتہا درجے کا تھا۔ بوران سے شادی کے ذکر میں اُس کی سخاوت کا کچھ حال پڑھ چکے ہو۔ قصور معاف کرنے میں اُسے خاص لُطف آتا تھا۔ بڑے سے بڑا دشمن جب اُس کے سامنے پیش ہُوا تو اُس نے اُس کی خطا معاف کر دی۔ فضل بن ربیع اور ابراہیم بن مہدی جیسے شخصوں کی خطائیں بھی اُس نے بڑی فراخ دلی سے معاف کر دیں۔ اُس کا قول تھا کہ "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مجھے قصوُر معاف کرنے میں کس قدر لطف آتا ہے تو وہ میرے پاس خطاؤں کے ہی تحفے لائیں"۔

اس کے زمانے میں علم و فضل نے بڑی ترقّی پائی۔ سارا کرۂ ارض ناپ ڈالا گیا۔ طب۔ ہندسہ۔ ہیئت۔ کیمیا۔ نجوم۔ صرف و نحو۔ علوم فقہ۔ غرض ہر فن میں وُہ ترقی ہوئی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے دربار میں معتزلہ علما کا بڑا رسُوخ تھا۔ یہ خوُد بھی معتزلہ کے خیالات رکھتا تھا۔

معتصم باللہ مامون کے بعد جو بادشاہ ہوئے وُہ اپنے نام سے زیادہ اپنے لقب سے مشہوُر ہیں۔ مامون کی وفات پر اس کا بھائی جس کا نام محمّد اور کُنیت ابو اسحٰق تھی معتصم باللہ کے لقب سے ۲۱۸ھ میں تخت پر بیٹھا۔

سب سے پہلا کام جو اُس نے کیا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے بھتیجے کے آباد کئے ہوئے شہر طوانہ کو جو بعد میں زبردست

چھاؤنی بنایا گیا تھا۔ پھر مسمار کرا دیا۔ جو لوگ وہاں آباد کئے گئے تھے۔ اُنہیں اپنے اپنے گھروں کو بھیج دیا گیا۔ سنہ ۲۲۰ھ میں اُس نے ایک نیا شہر بسایا۔ اُس کا نام "سَرَّ مَنْ رَآی" رکھا۔ جو کثرتِ اِستعمال سے سامرہ ہو گیا۔ اُس نے ترکوں کی ایک بڑی فوج تیار کی۔ افشین۔ ایتاخ اَور اشناس ترک فوج کے بڑے بڑے سپہ سالاروں کے نام ہیں۔

بابک خرّمی بابک خُرّمی کا نام پہلے بھی آ چکا ہے۔ اِس شخص نے مامون کے زمانے میں سر اُٹھایا تھا۔ یہ تناسخ کا قائل تھا۔ اَور ماژندران کے دُشوار گزار علاقوں میں ایک قلعہ بُذ کو اپنا مرکز بنا کر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ بابک کو بوڑھوں۔ بچّوں اَور عورتوں پر ذرا رحم نہ آتا تھا۔ وہ راہ چلتے قافلوں پر بجلی کی طرح ٹُوٹ پڑتا۔ خوب مار دھاڑ کرتا دولت سمیٹتا اَور سیکڑوں کو قتل کر کے چلتا بنتا۔ مامون نے اُس کے دبانے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ معتصم کے زمانے میں تو اُس کا وہ زور بندھا کہ ہمدان اَور اصفہان تک کا علاقہ اُس کے قبضے میں آ گیا۔ آخر معتصم نے افشین کو ایک بڑی فوج دے کر بھیجا۔ افشین نے اپنی تدبیر اَور بہادری سے بابک کو نیچا دکھایا۔ اُس کا قلعہ جس کا نام بُذ تھا منہدم کر دیا۔ بابک بھاگ کر رُومیوں کے مُلک میں جانا چاہتا

تھا۔ مگر افشین نے گرفتار کر کے سامرہ میں معتصم کے پاس بھیج دیا۔ اِس فتح سے معتصم اتنا خوش ہؤا کہ ہر منزل پر افشین کے لئے گھوڑا اور جوڑا بھیجتا تھا۔ کچھ دن بابک قید رہا۔ اور پھر سارے شہر میں تشہیر کرانے کے بعد دار پر لٹکا دیا گیا ؛

محمد بن قاسم | حضرت علیؓ کی اولاد میں سے محمد بن قاسم بن علیؓ نے کوفے سے طالقان پہنچ کر خراسانیوں میں اپنی امامت کی تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ تھوڑے عرصے میں ایک بڑی جمعیّت اُن کے ساتھ ہوگئی۔ اور اُنہوں نے اپنی خلافت کا اِعلان کر دیا۔ معتصم نے خراسان کے حاکم عبد اللہ بن طاہر کو لِکھا۔ عبد اللہ نے ایک بڑی فوج اُن کے مقابلے پر روانہ کی۔ محمدؔ نے کچھ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر طالقان سے کُوچ کرنے کی ٹھان لی۔ عبد اللہ نے کِسی نہ کِسی طرح اُنہیں گرفتار کر کے معتصم کے پاس بھیج دیا۔ جہاں اُنہیں قید کر دیا گیا۔ اور آخر قید خانے میں انہوں نے وفات پائی ؛

رُوم کی فتوحات | توفیل قیصر رُوم ماموں سے شکست کھا کر بھاگا تو پھر مُدّتوں مسلمانوں کے مُنہ نہ آیا۔ لیکن آخر طبیعت نے جوش مارا۔ اور ایک لاکھ فوج سے مسلمانوں کے علاقے پر چڑھ آیا۔ شہروں کو لُوٹا گھسُوٹا۔ ہزاروں کو بے رحمی سے قتل کیا۔ بعض مسلمانوں کی آنکھوں میں

نیل کی سلائی پھروا کر انہیں اندھا کر دیا۔ اور ایک ایک عضو کاٹ کر تکلیفیں دے دے کر مار ڈالا۔ ملطیہ سے ایک ہزار مُسلمان عورتوں کو گرفتار کیا۔ زبطرہ کو جو معتصم کی جائے پیدائش تھی۔ لوٹ کر ویران کر دیا +

معتصم کو یہ خبریں پہنچیں تو وہ آگ بگولا ہو گیا۔ اُسی وقت چڑھائی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی فوج جب زبطرہ میں پہنچی تو رُومی لوٹ مار کر کے جا چکے تھے۔ معتصم کو معلوم ہؤا کہ رُومیوں کا سب سے مضبوط مقام قلعۂ عموریہ ہے۔ نوفیل اِسی جگہ پیدا ہؤا تھا۔ معتصم نے قسم کھائی کہ جس طرح نوفیل نے میری جائے ولادت زبطرہ کو ویران کیا ہے۔ اِسی طرح عموریہ کو کھنڈروں میں تبدیل کر دُوں گا۔ یہ عہد کیا۔ اَور ایک جرّار لشکر لے کر روم پر چڑھائی کر دی۔ نوفیل بھی تیار تھا۔ بڑے زور کا معرکہ ہؤا۔ آخر رومیوں کو شکست فاش ہوئی۔ مگر نوفیل نے اپنی بکھری ہوئی فوج کو پھر سمیٹا۔ اَور معتصم کے مقابلے پر لا کھڑا کیا۔ عموریہ میں گھمسان کا رن پڑا۔ مگر مُسلمان ترک سپاہیوں نے اِس طرح وار کئے کہ رُومی دنگ رہ گئے۔ پچپن دِن تک خون کے دریا بہتے رہے۔ آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ معتصم نے اِس فتح کی خوشی میں بڑا جشن منایا۔ جس میں شعرا نے اُس کی تعریف میں قصیدے پڑھے +

معتصم ایک بہادر اَور اُولو العزم بادشاہ تھا۔ اُس

نے آذر بائیجان - طبرستان اور سیستان وغیرہ کے بادشاہوں کو گرفتار کر لیا تھا - اسے غیر آباد زمینوں کے آباد کرنے کا بڑا شوق تھا - اس نے اپنے وزیر سے کہ دیا تھا کہ "اگر کسی غیر آباد زمین پر دس روپے خرچ ہوں - اور کچھ دن کے بعد اُس سے گیارہ وصُول ہونے کی امید ہو تو اس کے آباد کرنے کے لئے مجھ سے منظوری لینے کی ضرُورت نہیں - تم خُود ہی اُس کے آباد کرنے کا حکم دے دو ؛

معتزلہ فرقے کا ایک عالم قاضی احمد بن داؤد اس کے دربار پر چھایا ہوا تھا - اس کے خیالات بھی اپنے بھائی کے سے تھے - اس نے احمد بن حنبلؒ کو کوڑوں سے پٹوایا - یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا - ان کے جنازے کے ہمراہ آٹھ لاکھ مرد و زن کا ہجُوم تھا - اس قدر ہجُوم اس سے پہلے کسی جنازے کے ساتھ دیکھنے میں نہ آیا تھا ؛

۱۸ ربیع الاوّل ۲۲۷ھ کو اُس نے ۸ سال ۸ ماہ حکومت کر کے سامرہ میں انتقال کیا ؛

واثق باللہ ابُو جعفر ہارُون بن معتصم اپنے باپ کی وفات پر ۱۹ ربیع الاوّل ۲۲۷ھ میں تخت نشین ہوا - اس کے تخت پر بیٹھتے ہی موصل میں خارجیوں نے طوفان برپا کر دیا - ایران میں کُردوں نے سر اُٹھایا - تاہم ان بغاوتوں کو کامیابی کے ساتھ دبا دیا گیا

عرب قبائل کی بغاوت واثق بھی اپنے باپ کی طرح دل سے

ایرانیوں کا حامی تھا۔ عرب سردار جو پہلے ہی بددل تھے بھڑک اُٹھے۔ اَور جگہ جگہ شورشیں ہونے لگیں۔ سب سے پہلے بنو سلیم نے مدینے کے اطراف میں بغاوت کی۔ واثق نے بنو سلیم کے رئیس عزیز بن خطاب اَور بائلہ پر حملہ کر دیا۔ اَور اُن کے بے شمار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ حماد بن جریر طبری کو دو سَو سپاہیوں کے ساتھ مدینے کی حفاظت پر متعیّن کیا۔ حاکمِ مدینہ محمد بن صالح نے حماد کو عزیز کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ مگر حماد شکست کھا کر مارا گیا۔ بنو سلیم نے حماد کی فوج کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اَور مدینے پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ واثق نے بغا کبیر کو ترکی اَور ایرانی فوج دے کر بھیجا۔ بغا نے جاتے ہی حملہ کر دیا۔ بنو سلیم کے پچاس آدمی گرفتار اَور پچاس قتل ہوئے۔ بنو مرہ اَور بنو فزارہ کے پاس جو فدک پر قبضہ جمائے بیٹھے تھے۔ بغا نے فزاری رئیس کو یہ کہہ کر بھیجا کہ انہیں امان دے کر لے آؤ۔ یہ رئیس جس وقت وہاں پہنچا تو وہ ڈر کر پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ اب بغا نے بنو اشجع اَور غطفان کو بھی امان دے دی۔ پھر بنو کلاب کے ایک ہزار شریروں کو گرفتار کر کے مدینے کے قید خانے میں بند کر دیا۔

بنو نمیر نے بلادِ یمامہ میں بغاوت کر دی۔ واثق نے ان کے مقابلے کے لئے بھی بغا کو بھیجا۔ بنو نمیر نے مقابلہ

کیا۔ اور اپنے پچاس سپاہی کٹا کر اور چالیس گرفتار کرا کے ٹھنڈے پڑ گئے۔ پھر بنو تمیم نے اپنی بستی "مراۃ" میں واثق کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ بغا نے اوّل کئی بار پیغام بھیجا کہ تم فساد سے باز آ جاؤ۔ لیکن جب وہ کسی طرح باز نہ آئے تو بغا نے اُن کا تعاقب کیا۔ بنو تمیم بھاگے چلے گئے۔ آخر مقام روضۃ الابان میں جا کر وُہ بھی ڈٹ گئے۔ کچھ دیر مقابلہ رہا۔ بغا نے ایک مرتبہ پھر محمد بن یوسف جعفری دراِن کے سمجھانے کے لئے بھیجا۔ لیکن تمام کوششیں بیکار گئیں۔ اگلے دِن بنو تمیم نے اچانک بغا پر حملہ کر دیا۔ بغا نے ہر چند فوج کو سنبھالا۔ مگر حملہ ایسا اچانک تھا کہ فوج کے اُکھڑے ہوئے قدم پھر نہ جم سکے۔ بغا خُود بھی ایک طرف کو بھاگ نکلا۔ اتنے میں دو سَو ترکوں کا ایک دستہ جو بنو نمیر کے مقابلے سے واپس آ رہا تھا۔ آن پہنچا۔ اُنہوں نے آکر جو یہ حالت دیکھی تو زور زور سے نقّارہ بجانا شروع کر دیا۔ بنو تمیم یہ سمجھے کہ ترکوں کو کمک پہنچ گئی۔ اُن کے سوار بے دل ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ البتّہ پیدل فوج کے سپاہی مقابلے پر ڈٹ گئے۔ اور ایک ایک کر کے سب کٹ مرے۔ بغا نے انہیں گرفتار کر کے بصرے بھیج دیا۔ ان لڑائیوں میں عربوں کے سیکڑوں خاندان مٹ گئے۔ یہ خونریزی دراصل اُسی حکمتِ عملی کا نتیجہ تھی جو مامُوں

معتصم اور واثق نے اختیار کی تھی۔ یعنی عربوں کا زور گھٹا کر ترکوں کا زور بڑھانا۔ جس سے عرب قبائل حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ٭

احمد بن نصر احمد بن نصر بغداد کا ایک نامی رئیس تھا۔ معتزلیوں کا زور اور ترکوں کا اقتدار دیکھ کر اُس کے سینے پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ آخر اُس نے واثق کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ عربوں کے دل پہلے ہی واثق سے برگشتہ تھے۔ اُنہیں اتنا سہارا ملا تو وہ سب احمد بن نصر کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ رائے یہ ہوئی کہ رات کو واثق کے محل پر حملہ کرکے اُس کا کام تمام کر دیا جائے۔ مگر قبل از وقت یہ راز فاش ہو گیا۔ اور پکڑ دھکڑ شروع ہوئی۔ احمد بھی گرفتار ہؤا۔ اُس نے واثق کے سامنے نہایت بے باکی سے گفتگو کی۔ سارا دربار اُس کی بے باکی پر عش عش کر رہا تھا۔ واثق نے اُسے قتل کر دیا ٭

واثق نے پانچ برس نو مہینے حکومت کرکے ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کو استسقا کے مرض میں انتقال کیا۔ واثق بڑا سخی بادشاہ تھا۔ اِس کے زمانے میں بھی بہت سی دُوسری زبانوں کا ترجمہ عربی میں کیا گیا۔ مذہبی خیالات اِس کے بھی وہی تھے۔ جو مامون اور معتصم کے تھے۔ اِنتظام حکومت بھی بہتر تھا۔ البتہ جانچ پڑتال نہ ہونے کے باعث عاملوں اور کاتبوں نے ایک اندھیر مچا رکھا تھا۔

تاہم اُس نے اِس کی روک تھام کے لئے مؤثّر تدابیر اختیار کیں ؎

واثق کے زمانے تک عبّاسی سلطنت کا عروج رہا۔ اور اس کے بعد زوال شروع ہو جاتا ہے۔ بعد کے بادشاہ محض ایک کٹھ پتلی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنہیں اُمرا اور وزرائے سلطنت اپنی مرضی کے مطابق جس طرف چاہتے پھیر لیتے تھے ؎

متوکّل علی اللہ

واثق کے بعد معتصم کا دُوسرا بیٹا ابُو الفضل جعفر متوکّل علی اللہ کے لقب سے ۲۳۲ھ میں تخت نشین ہؤا۔ یہ بادشاہ سیّدوں کا بڑا دُشمن تھا۔ چنانچہ اُس نے ۲۳۶ھ میں حضرت امام حسینؑ اور اُن کے اِرد گرد کی قبروں کو مسمار کرا کے کاشت کا حکم دیا ؎

متوکّل نے واثق کے مشہور وزیر عبد الملک زیّات کو موقوف کر کے اُس کی تمام جائداد ضبط کر لی۔ دُوسرے فوجی افسر ایتاخ نامی کو حج کے راستے میں قتل کرا دیا ؎

آرمینیا کے پادریوں نے وہاں کے حاکم یوسف بن محمد کو اُن کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ قتل کر دیا۔ اُن کی سرکوبی کے لئے بغاء الکبیر کو بھیجا۔ بغا نے جاتے ہی قفقاز کے دارُ السّلطنت طفلس کا محاصرہ کر لیا۔ بغا نے تیل چھڑک کر شہر میں آگ لگا دی ؎

۲۳۸ھ میں رومیوں نے امباط پر حملہ کر کے اُسے

خوب لوٹا۔ مصر کا حاکم عنبسہ بن اسحٰق اِس طوفانِ بے تمیزی کا جواب نہ دے سکا۔ رومیوں نے آگے بڑھ کر بہت سے با رونق اور خوبصورت شہروں کو کھنڈروں میں تبدیل کر دیا۔

اس کے بیٹے منتصر کو سیّدوں سے بہت محبت تھی۔ اُس نے چند ترکی غلاموں کو اپنے ساتھ مِلا لیا۔ اور ایک ترکی غلام باغر کو اس کے قتل کے لئے تیّار کیا۔ اُس نے ایک روز موقع پا کر محل ہی میں اُس کا کام تمام کر دیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ بادشاہ کے مصاحب فتح نام ایک شخص نے بادشاہ کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ فتح کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اس کی موت ۴ شوّال ۲۴۷ھ میں واقع ہوئی۔

منتصر باللہ ابُو جعفر منتصر باللہ بن متوکّل اپنے باپ کے مرنے پر ۲۴۷ھ میں تخت نشین ہوُا۔ اس وقت بغاء الکبیر ساری سلطنت پر چھایا ہُوا تھا۔ منتصر کے وزیر احمد بن الخصیب اور بغا کی آپس میں ٹھنتی تھی۔ منتصر نے بغا کو ایک فوج کا سپہ سالار بنا کر رُومیوں کے مُلک کی طرف بھیج دیا۔

اس نے صرف چھ ماہ سلطنت کی۔ ترکوں کی ساز باز نے اسے زہر دلوایا۔ ۲۵ ربیع الاوّل ۲۴۸ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ موت کے وقت اس کی عمر چھتّیس سال کی تھی۔

مستعین باللہ ابُو العبّاس احمد بن معتصم منتصر کے مرنے پر

۸۴۸ء میں بادشاہ بنا۔ اِسے ترکوں کے غلبے نے بادشاہ بنایا تھا۔ مگر بہت جلد ترک اِس سے بگڑ گئے ؛

۱۵ رجب ۲۵۱ھ میں ترکوں نے بغداد کا محاصرہ کیا۔ بغدادی فوج کے سپہ سالار ابن طاہر نے نکل کر ترکوں کا مقابلہ کیا۔ اور اس بہادری سے لڑا کہ ترکوں کے منہ پھر گئے۔ مگر یہ کامیابی عارضی تھی۔ ترکوں نے فوراً ہی سنبھل کر ایسا حلہ بولا کہ ابنِ طاہر کو بغداد میں محصُور ہونا پڑا۔ کاؤس بن افشین نے صلح کی کوشش کی۔ مگر کوشش ناکام رہی۔ اِس کے بعد بہت سے فساد ہوئے۔ جھگڑا اِس بات پر طے ہؤا کہ مستعین سلطنت سے دست بردار ہو جائے۔ اور ۵۰ ہزار دینار نقد اور پچاس ہزار کی قیمت کا غلّہ اس کے لئے مقرّر کر دیا جائے۔ مستعین اِس شرط کو مان گیا۔ اور ۶ محرّم ۲۵۲ھ کو اُس نے سلطنت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ ترکوں نے اُس کی جگہ متوکّل کے ایک بیٹے محمد کو معتز باللہ کے لقب سے تخت پر بٹھایا ؛

مستعین کی قسمت کا فیصلہ اِس طرح ہؤا کہ اوّل اُسے حسن بن سہل کے مکان میں بھیج دیا۔ جب معتز نے سلطنت کا کاروبار سنبھالا تو سب سے پہلے مستعین کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہا۔ اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کو لکھا کہ وُہ کسی تدبیر سے مستعین کو ہلاک کر دے۔ اُس نے مستعین کو سعید حاجب کے سپُرد کر دیا۔ کہتے ہیں کہ

سعید نے مستعین کو اس بے دردی سے پیٹا کہ اُس کی رُوح نکل گئی۔ ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ سعید نے اس کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈبو دیا۔ اس کے عوض میں سعید کو پچاس ہزار کی ذلیل رقم بطور انعام دی گئی۔ مستعین کی موت ۳ شوال ۲۵۲ھ میں واقع ہوئی۔ موت کے وقت اُس کی عمر ۳۱ سال کی تھی ؛

معتز باللہ محمد بن متوکل مستعین کی علٰحدگی کے بعد ۶ محرم ۲۵۲ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیر حسن بن مخلد اور بغا کا بیٹا صالح اِس پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے ؛

اس کے زمانے میں بھی ترکوں کا زور تھا۔ اُنھوں نے اِسے مجبُور کیا کہ صالح کو قتل کر دے۔ مگر یہ اُس سے بُری طرح ڈرتا تھا۔ اِس پر غضب یہ ہوُا کہ ترک سپاہیوں کو کئی مہینے سے تنخواہ نہیں ملی تھی۔ اِس بات سے بگڑ کر ترکوں نے معتز کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں دے دے کر مار ڈالا ؛

مہتدی باللہ ابُو اسحٰق محمد بن واثق ۲۹ رجب ۲۵۵ھ میں تخت نشین ہوُا۔ یہ بادشاہ بڑا عابد و زاہد تھا۔ اِس کی خوُراک نہایت سادہ تھی۔ خشک روٹی۔ نمک۔ سرکہ اور کچھ روغن زیتون اس کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ اس نے کچھ اصلاحات کا ارادہ کیا تھا۔ مگر ترکوں نے ہر طرف ایک آفت مچا رکھی تھی۔ انہوں نے تنخواہوں کا مطالبہ کیا۔ خزانہ

خالی تھا۔ اِس لئے کچھ تاخیر ہو گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ ترک بگڑ گئے۔ اور ۲۵۶ھ میں اُسے معزول کر کے مار ڈالا ٭

معتمد باللہ | ابُو العبّاس احمد بن متوکّل کو ۱۵ رجب ۲۵۶ھ میں ترکوں نے بادشاہ بنایا ٭

۲۵۷ھ میں رُوم کے بادشاہ منجافیل بن روفیل نے جزیرۂ سسلی پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ ۲۷۸ھ میں قرامطہ کا ظہور ہُوا۔ یہ فرقہ محمّد بن حنفیہ کو خدا کا رسول مانتا تھا ٭

۲۷۰ھ میں رُومیوں نے قلعۂ اقلمیہ پر حملہ کر دیا۔ یہ قلعہ طرسوس سے ۶ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ مسلمانوں کا سپہ سالار بازیار بھی فوج لے کر مقابلے کے لئے نکلا۔ رُومیوں سے سخت ٹکّر ہوئی۔ ستّر ہزار رومی مارے گئے۔ باقی جدھر مُنہ اُٹھا بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں بے انتہا زر و جواہر ہاتھ لگا ٭

۱۹ رجب ۲۷۹ھ میں تیئیس سال حکومت کر کے اِنتقال کیا۔ اور سامرا میں دفن ہُوا ٭

معتضد باللہ | ابُو العبّاس احمد بن موفق طلحہ اپنے چچا کے بعد تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ بہادر اور صاحب تدبیر تھا ٭

بحرین میں قرامطہ میں سے ایک شخص ابُو معید نے سر اُٹھایا۔ اور آس پاس کے شہروں پر حملے کرنے لگا۔ آخر وہ قطیف کی طرف بڑھا۔ اور بصرے کو چھین لینا چاہا۔ معتضد نے بصرے کے گرد ایک فصیل بنوا دی۔ لیکن کچھ

ہی عرصے میں قرامطہ سارے شام اور کوفے میں پھیل گئے ٭

اِدھر ماوراء النّہر کے حاکم اسمٰعیل بن احمد سلمانی نے سارے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے حاکم عمرو بن لیث الصّفار کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ یہ ہنگامے برپا تھے کہ معتضد باللہ نے ۲۸۹ھ میں انتقال کیا ٭

مکتفی باللہ | ابو محمّد علی بن معتضد اپنے باپ کی وفات پر ۲۸۹ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اِس کے زمانے میں قرامطہ کا سردار یحیٰی شیخ قتل کیا گیا۔ اِس کی جگہ اُنہوں نے یحیٰی کے بھائی حسین کو اپنا سردار بنا لیا ٭

۲۹۵ھ میں مکتفی نے انتقال کیا۔ اِس نے چھ برس چھ مہینے اور اُنیس دِن سلطنت کی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۳۳ برس کی تھی ٭

مقتدر باللہ | ابُو الفضل جعفر بن معتضد ۲۹۵ھ میں بادشاہ ہُوا۔ اُس وقت اِس کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی۔ وزیر عباس نے اِسے معزول کر کے ۲۹۶ھ میں عبداللہ بن معتز کو بادشاہ بنایا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد پھر مقتدر کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اُور عبداللہ کو قید کر دیا گیا۔ ۳۱۷ھ میں اِسے پھر معزول کر کے محمد بن معتضد کو قاہر باللہ کے لقب سے بادشاہ بنایا گیا۔ مگر پھر محمد کو معزول کر کے مقتدر کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ غرض یہ کہ ترکوں نے بغداد کے نام نہاد خلیفہ کو کھلونا بنا رکھا تھا ٭

سنہ ۳۰۱ھ میں مشہور و معروف صوفی حسین حلّاج ؒ نے جو منصور کے نام سے مشہور ہیں۔ بغداد آکر "انا الحق" کا نعرہ لگایا۔ سنہ ۳۰۹ھ میں اُنہیں سُولی پر لٹکا دیا گیا ؞

سنہ ۳۲۰ھ میں مونس خادم نام ایک شخص نے بربریوں کی ایک بڑی فوج سے مقتدر پر حملہ کر دیا۔ مقتدر خُود مقابلے کو نکلا۔ ۲۷ شوّال سنہ ۳۲۰ھ میں یہ ایک بربری کا نیزہ کھا کر گرا۔ اور اُسی نے سینے پر چڑھ کر اس کا سر اُتار لیا۔ قتل کے وقت اِس کی عُمر ۳۸ برس کی تھی۔ پچّیس برس سلطنت کی۔ یہ بادشاہ بے انتہا عیش پسند تھا۔ اس کے زمانے میں سلطنت کا کاروبار نا اہل درباریوں اور عورتوں کے ہاتھ میں آگیا تھا ؞

قاہر باللہ ابُو منصُور محمد بن معتضد سنہ ۳۲۰ھ میں تخت نشین ہُوا۔ سنہ ۳۲۱ھ میں مونس خادم اور مشہور خُوشنویس ابنِ مقلّد نے جو وزیر تھا۔ اِسے معزول کرکے محمّد بن مکتفی کو بادشاہ بنانے کا اِرادہ کیا۔ قاہر نے بڑی ہوشیاری سے شریروں کو گرفتار کر لیا۔ محمد بن مکتفی کو بے دردی سے مارا۔ ابنِ مقلّد کو تلاش کیا گیا۔ مگر وہ رُوپوش تھا۔ آخر معلوم ہُوا کہ وہ ایک مکان کے اندر موجُود ہے۔ مکان کو آگ لگا دی گئی۔ اتّفاق سے اُس وقت ابنِ مقلّد وہاں مَوجُود نہ تھا۔ سنہ ۳۲۲ھ میں ابنِ مقلّد نے فوج کو پھر ورغلایا۔ تُرک سپاہی قاہر پر تلواریں سونت کر چڑھ آئے۔ اور گرفتار

کرکے اُس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں۔ جس سے بینائی جاتی رہی۔ پھر اُس سے سلطنت سے علیحدگی کے لئے کہا گیا۔ اُس نے اِنکار کیا۔ ترکوں نے اُس کی آنکھیں نِکلوا ڈالیں۔ جو حلقوں سے نِکل کر گالوں پر آ پڑیں۔ پھر اسے سلطنت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا۔

راضی باللہ ابُو العبّاس محمد بن مقتدر ۳۲۲ھ میں تخت نشین ہؤا۔ یہ بادشاہ سخی۔ عقل مند اور صاحب تدبیر تھا۔ اِس کے زمانے میں ابنِ مقلّد کو گرفتار کرکے بُری طرح مار ڈالا گیا۔ ۳۲۹ھ میں اس نے ۳۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ سات سال کے قریب حکومت کی۔

متقی باللہ ابو اسحٰق ابراہیم بن مقتدر راضی کی وفات سے اگلے روز ۳۲۹ھ میں بادشاہ ہؤا۔ اُس وقت اِس کی عمر ۳۴ سال کی تھی۔ یہ چند دنوں کے لئے ترکوں کے غلبے سے تنگ آکر موصل کی طرف بھاگ گیا۔ اور بغداد پر ابُو الحسین بریدی نے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن پھر لوگوں نے ابوالحسین کے ظلموں سے تنگ آکر اُسے اوسط کی طرف بھگا دیا۔

محرّم ۳۳۳ھ میں ایک افسر "توزون" نے اُس کی آنکھیں نِکلوا ڈالیں۔ اور بغداد پہنچ کر عبداللہ بن مکتفی کو تختِ سلطنت پر بٹھایا۔

مستکفی باللہ ابو القاسم عبداللہ بن مکتفی کو ۳۳۳ھ میں

"توزون" نے بادشاہ بنایا۔ اس کے زمانے میں بنو بویہ کا بڑا زور بندھا۔ یہ خاندان دیالمہ کے نام سے مشہور ہے۔ دیالمہ ایران کے تیسرے ساسانی خاندان سے تھے۔ ۳۳۴ھ میں جب معزّ الدّولہ بن بویہ بغداد میں داخل ہؤا تو مستکفی نے اس کے آگے سر جھکا دیا۔ معزّ الدّولہ شیعہ تھا۔ اُسے اپنی مصلحت اِسی میں نظر آئی کہ وہ بغداد کے عبّاسی بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ لیکن بعد میں معزّ الدّولہ مستکفی سے بدظن ہو گیا۔ اَور جس سال یہ بغداد میں داخل ہؤا تھا۔ اِسی سال ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہِ خراسان کے قاصد بغداد کے دربار میں آئے ہُوئے تھے۔ معزّ الدّولہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اِتنے میں معزّ الدّولہ کے اشارے سے دو دیلمی مستکفی کے ہاتھ چُومنے کے لئے آگے بڑھے۔ خلیفہ بہت خوش ہؤا۔ مگر اچانک اِن دونوں نے خلیفہ کو گھسیٹ کر تخت سے نیچے پھینک دیا۔ اَور کھینچتے ہوئے محل سے باہر نکال لے گئے۔ معزّ الدّولہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچا۔ اَور محل میں غنڈوں نے لوٹ مار مچا دی۔ مستکفی کی آنکھوں میں پہلے گرم سلائیاں پھیر ڈالی گئیں۔ اَور پھر انہیں نکلوا کر اُسے قید خانے میں بھجوا دیا۔ جہاں اُس نے ۳۳۸ھ میں ۴۶ سال کی عُمر میں انتقال کیا۔

مطیع ﷲ	ابو القاسم فضل بن مقتدر کو مستکفی کی علیحدگی کے

بعد ۳۳۴ھ میں معزّ الدّولہ نے تختِ سلطنت پر بٹھایا۔ یہ محض نام کا بادشاہ تھا۔ کیونکہ اِس کے اخراجات کے لئے ایک سُو درہم روزانہ دئے جاتے تھے۔ سلطنت کے کل کاروبار پر معزّ الدّولہ دیلمی چھایا ہُوا تھا۔

۳۶۳ھ میں اِس پر فالج پڑا۔ جس کی وجہ سے یہ بالکل بےحِس و حرکت ہوگیا۔ اس نے سلطنت کا کاروبار اپنے بیٹے عبد الکریم کے سپرُد کیا۔ اَور خوُد دشت بردار ہو گیا۔ اَور اسی سال دو ماہ زندہ رہ کر وفات پائیُ۔

طائع باللہ | ابو بکر عبد الکریم بن مطیع ۳۶۳ھ میں بادشاہ بنا۔ ۳۷۸ھ میں عضد الدّولہ کے بیٹے شرف الدّولہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کی جگہ عضد الدّولہ کا دُوسرا بیٹا بہاء الدولہ بغداد کا امیر ہوُا۔ طائع نے اُسے خلعت عنایت کی۔ مگر ایک دن اس کے اشارے سے دو دیلمیوں نے طائع کو مستکفی کی طرح تخت سے اُتار دیا۔ اَور دھکیلتے ہوئے محل سے نکال لے گئے۔ اِس کے بعد کئی گھنٹے تک محل لُٹتا رہا۔ اِس طرح بہاء الدّولہ نے اِسے معزول کرکے اپنے مکان میں قید کر دیا۔ اَور قادر باللہ کے عہد حکومت میں ۳۹۳ھ میں اس نے وفات پائیُ۔

قادر باللہ | ابو العباس احمد بن اسحٰق بن مقتدر طائع کی علحدگی پر بطیحہ سے بُلا کر تخت پر بٹھایا گیا۔ یہ روشن ضمیر اور نہایت عقلمند تھا۔ اب تک دیلمیوں نے سلطنت کو برباد کر رکھا تھا

اِس نے ان کے زور کو توڑا۔ اپنے حقوق واپس لئے۔ شریف ایسا تھا کہ طائع کو مطلق ایذا نہیں دی۔ بلکہ اُسے اپنا مصاحب بنا لیا ÷

۱۱ ذی الحجہ ۴۲۲ھ میں ۸۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۴۱ سال تین ماہ حکومت کی ÷

قائم بامر اللہ | ابو جعفر عبداللہ بن قادر ۴۲۲ھ میں خلیفہ ہؤا۔ جلوس کے پہلے ہی سال شیعوں اور سُنّیوں میں سخت ہنگامہ ہؤا۔ جس سے جانوں کے ساتھ ساتھ عمارتوں کو بھی شدید نقصان پہنچا ÷

۴۴۷ھ میں طغرل بیگ سلجوقی بغداد میں داخل ہؤا۔ قائم نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور سلطان ہونے کا پروانہ عطا کیا ÷

ارسلان بساسیری بہاء الدّولہ کا ایک غلام تھا۔ یہ شخص ترقّی کرتے کرتے سپہ سالاری کے عہدے تک جا پہنچا۔ ۴۴۱ھ میں اُس نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ آخر میں قائم سے اُس کی بگڑ گئی۔ اور اُس نے مصر کے فاطمی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ÷

ذالحجہ ۴۵۰ھ میں بساسیری نے قائم کو گرفتار کر لیا۔ اور سارے بغداد میں مستنصر علوی کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اذان میں کلمہ "حَیَّ عَلیٰ خَیرِ العَمَل" داخل کیا ÷

ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں طغرل بیگ نے بساسیری کو شکست

دے کر قتل کر دیا۔ اور قائم کو نہایت عزّت و حُرمت کے ساتھ محل تک پہنچا آیا۔ یہ بادشاہ بڑا متقی۔ عالم۔ زاہد اور خدا ترس تھا۔ خوبصورتی میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔

۱۳۔ شعبان ۴۶۷ھ میں وفات پائی۔ چونکہ اس کا بیٹا اس کی زندگی میں ہی فوت ہو چکا تھا۔ اِس لئے اُس نے اپنے پوتے کو ولیعہد بنایا۔

مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن قائم ۴۶۷ھ میں ۱۹ سال کی عمر میں تخت نشین ہُوا۔ اِس کے سامنے بڑے بڑے امیروں نے سر جھکایا۔ اور اِس کی بیعت کو اپنے لئے فخر جانا۔ اِن میں ابو اسحٰق شیرازی۔ مؤیّد الملک بن نظام الملک۔ فخر الدّولہ۔ عمید الدّولہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

۴۶۹ھ میں حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد ہو گیا۔ اور یہ اِتنا بڑھا کہ تلواریں میان سے نکل آئیں۔ اِس ہنگامے میں بہُت سے آدمی مارے گئے۔

۱۵ محرم ۴۸۷ھ میں اچانک اس کی موت واقع ہوئی۔

مستظہر باللہ ابو العبّاس احمد بن مقتدی ۴۸۷ھ میں ۱۶ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ملک شاہ سلجوقی کے بیٹے برکیارق نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس نے ۱۳ شوال ۵۱۲ھ میں ۲۵ سال حکومت کر کے انتقال کیا۔

مسترشد باللہ ابو منصور فضل بن مستظہر ربیع الآخر ۵۱۲ھ

میں تخت نشین ہؤا۔ اِس نے سلطان مسعود سلجوقی سے جنگ کی۔ مگر شکست کھائی۔ مسعود نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اس نے سالانہ خراج کا وعدہ کرکے اپنے آپ کو رہا کرایا۔ ابھی یہ رہا بھی نہ ہؤا تھا کہ دو تین باطنیوں نے جو حسن بن صباح کے مرید تھے۔ اس کے خیمے میں گھس کر ۵۲۹ھ میں اس کا کام کر دیا۔

راشد باللہ ابو جعفر منصور بن مسترشد ۵۲۹ھ میں باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہؤا۔

۵۳۰ھ میں اُمرائے سلطنت نے اس کی معزولی کا اعلان کرکے اس کے چچا محمد کو بادشاہ بنا دیا۔ راشد اِس وقت موصل میں تھا۔ یہ سُن کر ایک بڑی فوج کے ساتھ بغداد پر چڑھائی کر دی۔ مگر اصفہان پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ اور ۱۶ رمضان المبارک ۵۳۲ھ میں کچھ عجمیوں نے خیمے میں گھس کر اُس کا کام تمام کر دیا۔

مقتضی لامر اللہ ابو عبداللہ بن مستظہر۔ راشد کی علحدگی کے بعد ۱۶ ذی قعدہ ۵۳۰ھ میں لوگوں نے اس سے بیعت کی۔ اُس وقت اس کی عمر چالیس سال کی تھی۔ یہ بڑا بہادر، اور پرہیزگار بادشاہ تھا۔ یہ پہلا بادشاہ ہے۔ جس نے عراق پر بغیر کسی سلطان کی مدد کے حکومت کی۔ اِس کے زمانے میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں یہ خود شریک تھا۔ ۵۵۹ھ میں اِس نے وفات پائی۔

مستنجد باللہ | ابو المظفر یوسف بن مقتفی اپنے باپ کے مرنے پر بنایا گیا۔ ۵۶۶ھ میں بیمار ہؤا۔ اور اسی سال اسے حمام میں قتل کر دیا گیا ؏

مستضئ بنور اللہ | ابو محمد حسن بن مستنجد ۵۶۶ھ میں بادشاہ ہؤا۔ ۵۶۷ھ میں مصر کے علوی خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور مصر میں مُدّت کے بعد پھر خلیفۂ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا ؏

مستضئ نے شوّال ۵۷۵ھ میں انتقال کیا ؏

ناصر الدین اللہ | ابو العبّاس احمد بن مستضئ ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں بادشاہ بنایا۔ اس کو بادشاہ بنانے میں زیادہ تر کوشش ظہیر الدین عطّار کی تھی۔ مگر اُس نے ظہیر کو قید کر دیا۔ جہاں سے وُہ مردہ نکالا گیا ؏

تاتاریوں کا ظہور | ۶۱۶ھ میں تاتاریوں کا ظہور ہؤا۔ ان کی سلطنت کا بانی چنگیز خاں تھا۔ سرزمین چین میں طمغاج کے پہاڑوں کو تاتاریوں نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا تھا ؏

۶۲۲ھ میں ناصر کا انتقال ہو گیا ؏

ظاہر بامر اللہ | ابو نصر محمد بن ناصر اپنے والد کے مرنے پر ۶۲۲ھ میں تخت نشین ہؤا۔ یہ بادشاہ عادل اور رحمدل تھا۔ اس کی سخاوت کا بھی بہت شہرہ تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس نے صرف علما کو ایک لاکھ دینار دے ڈالے۔ ۱۳ رجب ۶۲۳ھ میں اس کا انتقال ہو گیا ؏

مستنصر باللہ ابو جعفر منصور بن ظاہر رجب ۶۲۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ ایک جواں مرد سپاہی تھا۔ اِسے عیش و عشرت سے سخت نفرت تھی۔ اِس نے ترکوں کی نئی فوج مرتب کی۔ اور جب تاتاریوں نے عراق کا قصد کیا تو اِس کی فوجوں نے انہیں مار کے پیچھے ہٹا دیا۔ اُندلس میں تقریباً پانچ سو سال کے بعد ۶۲۹ھ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس وقت وہاں کا حاکم محمدؐ بن یوسف بن ہود تھا۔

۱۰ جمادی الاولیٰ ۶۴۰ھ میں اس نے وفات پائی۔ یہ بادشاہ بڑا عالی دماغ تھا۔ یہ اس فکر میں تھا کہ تاتاریوں کے دار السلطنت پر حملہ کر کے اُن کو بالکل تھس نہس کر ڈالا جائے۔ مگر موت نے اسے مہلت نہ دی۔

مستنصر کا ایک بھائی تھا "خفاجی" وہ بھی اِس کی طرح بہادر اور جواں مرد تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں بادشاہ ہو گیا تو سارے ایران کو فتح کر کے توران میں گھس جاؤں گا۔ اور تاتاریوں کی جڑیں اکھاڑ پھینکوں گا۔ مگر مستنصر کے بعد اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔

مستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن مستنصر ۶۴۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ ایک عیش پسند۔ سادہ لوح اور بے وقوف بادشاہ تھا۔

اس وقت بغداد کے لوگ زیادہ تر دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک سُنی۔ ایک شیعہ۔ مستعصم باللہ کا

وزیر مؤید الدین بن علقمی شیعہ تھا۔ اور بغداد کے شیعوں کا زبردست سرگروہ۔ اِدھر سُنّیوں کا سرگروہ مجاہد الدین ایبک مستعصم کا سکرٹری تھا۔ ابن علقمی اور مجاہد الدین میں چلتی رہتی تھی۔ مخالفت بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچی کہ تقریبًا روزانہ شیعوں سُنیوں میں تلوار چلنے لگی۔ ایک دفعہ شیعوں نے سُنّیوں کو خوب لوٹا۔ جس پر بھڑک کر مجاہد الدین نے مستعصم پر زور دیا کہ وہ شیعوں کو دبائے۔ خلیفہ بھی متاثّر ہؤا۔ اور اُس نے اپنے بیٹے ابوبکر مجاہد الدین ایبک اور رکن الدین دوا دار کو شیعوں کے مشہور محلّہ کرخ کی تباہی کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کرخ کو لوٹا۔ اور اُسے برباد کرکے چلے آئے +

ابنِ علقمی کا خون اپنے ہم مذہبوں کی اِس تباہی سے پانی ہو رہا تھا۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ مستعصم سے اس کا بدلہ ضرور لے گا۔ چنانچہ پہلے تو اُس نے بغداد سے ترکوں کی فوج کو معزول کرایا۔ ایک دن مستعصم سے کہا کہ "اگر اس فوج کو ہٹا دیا گیا تو خزانے میں کئی لاکھ کی بچت ہوگی"۔ اِس بے وقوف نے ابن علقمی کے اِس فقرے میں آکر فوج کو برطرف کر دیا۔ یہ کارروائی کرکے ابنِ علقمی نے ہلاکو خاں کو خفیہ طور پر بغداد پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ وہ ایک ٹڈی دل فوج لے کر بغداد پر حملہ آور ہؤا۔ ۱۰ محرّم کو ہلاکو بغداد میں داخل ہؤا۔

مجاہد الدّین ایبک اور رکن الدّین نے دوڑ دھوپ کر کے بغداد کے باشندوں سے ایک فوج مرتّب کی۔ یہ سپاہی اس خوبصورتی سے لڑے کہ مغلوں کے جی چھوٹ گئے۔ اور بُری طرح شکست کھا کر بھاگے۔ بغداد میں بچّہ بچّہ مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا۔ لیکن رات کو ابنِ علقمی کی سازش سے دجلے کے بند کاٹ دئے گئے۔ جس سے اس زمین پر سیلاب آگیا۔ جس پر بغداد کی فوج کا پڑاؤ تھا۔ سارے سپاہی موت کی نیند سونے لگے۔ اُدھر سے ہلاکو پھر پلٹ پڑا۔ اور شہر پر زور شور سے حملہ کر دیا۔ ہر طرف سے پتھّروں اور آگ کا مینہ برسنے لگا۔ ۲۷۔ محرّم کی رات کو مشرقی جانب جو اہلِ بغداد نے مورچے باندھے تھے۔ تاتاریوں نے انہیں بھی توڑ ڈالا۔ اور دریا پر پُل باندھنے لگے۔

مستعصم نے یہ رنگ دیکھا تو صلح کا پیغام دے کر قاصد دوڑائے۔ صلح کی کچھ اُمید ہو چلی تھی کہ کسی نے ہلاکو کے ایک تیر کھینچ مارا۔ اِس تیر سے ہلاکو غضبناک ہوگیا۔ اور کہا اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔ ایک آدمی کو بغداد کے صدر دروازے پر بھیجا۔ اور منادی کرا دی کہ جو کوئی اپنے کو سپُرد کر دے گا۔ امان دی جائے گی۔

اِس اعلان کا سننا تھا کہ ہر طرف سے آدمیوں کا ایک ٹڈی دل نکل کر ہلاکو کے کیمپ کے سامنے جمع ہو

گیا۔ جب ایک عظیم خلقت جمع ہوگئی تو اُس نے اُن کو دس گروہوں میں بانٹ کر گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا ؃

اب مستعصم نے ابن علقمی سے صلاح کی۔ اُس نے مشورہ دیا کہ مستعصم اپنے کو ہلاکو کے سپرد کر دے۔ چنانچہ ۴ صفر کو مستعصم نے خود اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ اپنے بھائی دو بیٹوں اور تین سَو خواص شہر کو ہلاکو کے سپرد کر دیا۔ ہلاکوُ بظاہر مروّت سے پیش آیا۔ اب اُس نے مستعصم سے ایک فرمان جاری کرایا کہ اہلِ شہر ہتھیار ڈال دیں۔ اور بغداد کے پھاٹکوں کے سامنے جمع ہو جائیں۔ تاکہ عام طور پر اُن کا شمار کر لیا جائے۔ یہ اعلان سنتے ہی ہر طرف سے لوگ اُمڈ پڑے۔ اور ایک خدائی نے مغل کیمپ کو آ گھیرا۔ ہلاکو خاں کے حکم سے اِن سب لوگوں کے سر قلم کر دئے گئے ؃

اب شہر بالکل غیر محفوظ رہ گیا۔ اور مغل سپاہیوں نے شہر میں گھس کر اپنے حوصلے پُورے کرنے شروع کئے۔ شہر کا محاصرہ اس سختی سے گیا تھا کہ کوئی نکل نہ سکتا تھا۔ خطیب۔ امیر۔ فقیر۔ پردہ نشین خواتین اور لونڈیاں بے دریغ قتل ہو رہی تھیں۔ سڑکوں پر خون کی نہر جاری تھی۔ جس سے دجلہ کا پانی میلوں تک رنگین ہوگیا۔ بازار لُوٹے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کی چھ سو برس کی جمع کی ہوئی دولت یعنی کتب خانوں میں آگ کے شعلے بھڑک رہے

تھے ٭

۹ صفر کو ہلاکو نے بغداد میں ایک جشن منایا۔ تمام خزانہ شاہی مستعصم کے حکم سے ہلاکو کے سپرد کیا گیا۔ کہتے ہیں اس قدر خزانہ تھا کہ مغل کیمپ کے سامنے سونے چاندی کے پہاڑ سے لگ گئے تھے ٭

اب منظم طور پر شہر کو تباہ کیا جانے لگا۔ بڑے بڑے محل۔ مینار۔ گنبد۔ عمارتیں سب مسمار کر دی گئیں۔ جب بغداد کے باشندوں نے مغل تلوار کی پیاس کسی طرح بجھتے نہ دیکھی تو پردہ نشین عورتیں اپنے ننھے ننھے بچوں کو لے کر ننگے سر۔ ننگے پاؤں۔ سروں پر قرآن شریف رکھے ہوئے ہلاکو کی دہائی دیتی ہوئی نکلیں۔ سنگ دل ہلاکو پر اس کا بھی مطلق اثر نہ ہوا۔ بلکہ اُلٹا تاتاریوں کو حکم دیا کہ ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالو۔ اور جب تک ایک بچے کا ہاتھ ہلتا ہے۔ برابر پامال کرتے رہو ٭

غرض ۴۰ روز تک بغداد میں برابر تلوار چلتی رہی۔ اور ۱۸ لاکھ آدمی مارے گئے۔ جن کی لاشیں سارے بغداد میں بکھری پڑی تھیں۔ شہر بغداد بالکل قبرستان معلوم ہوتا تھا ہر طرف کتوں۔ گدھوں اور چیلوں کا ہجوم تھا۔ جو لاشوں کو چیر پھاڑ رہے تھے ٭

اس کے بعد مستعصم کی باری آئی۔ سب سے پہلے باپ کے سامنے بیٹے کا سر جدا کیا گیا۔ پھر تمام ہمراہیوں کو

قتل کیا۔ اور مستعصم کو بورے میں لپیٹ کر اس قدر پیٹا کہ اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں ؁

ہلاکو جب بغداد سے گیا تو بغداد میں سوائے راکھ کے ڈھیر کے کچھ نہ تھا۔ وہ محل جہاں رات کے دو دو بجے تک قہقہوں کی گونج سنائی دیتی تھی۔ سُونے پڑے تھے۔ اب وہاں چغدوں کا بسیرا تھا یا چمگادڑوں کا ٹھکانا۔ گرے ہوئے محلّات کے کھنڈروں میں جنگلی مُردار خوار جانوروں اور گیدڑوں کے غول نے اپنا مسکن بنا لیا تھا؁

بغداد اس تباہی کے بعد پھر کبھی نہ سنبھلا۔ نہ صرف بغداد بلکہ عام طور پر مسلمانوں کے عروج کو زبردست دھکّا لگا۔ بغداد کی تباہی پر عربی مرثیوں کی تو کچھ انتہا نہیں۔ ایک مرثیہ شیخ سعدیؒ نے بھی لکھا تھا۔ جس کا ایک ایک لفظ اثر میں ڈوبا ہُوا ہے۔ اس کو پڑھ کر جگر کا خون پانی ہو کر بہنے لگتا ہے ؁

زوال کے اسباب عبّاسی سلطنت واثق تک تو اپنے پُورے عروج پر رہی۔ اس کے بعد سے اس میں زوال کے آثار پیدا ہونے لگے تھے۔ اِس کا سبب وہ غلط حکمت عملی تھی۔ جس کو نادانی سے مامُون۔ معتصم اور واثق نے اختیار کر لیا تھا۔ انہوں نے عربوں کی طاقت کو توڑ کر ترکوں اور ایرانیوں کی طاقت کو بڑھایا۔ اِس کا انجام یہ ہوا کہ ترک سپاہی سلطنت کے سپید و سیاہ کے مالک ہو گئے۔ اور

پھر ان ترکوں نے ہی بغداد کے بادشاہوں کو وہ ناک چنے چبوائے کہ انہیں چھٹی کا دُودھ یاد آگیا۔ تم پڑھ ہی چکے ہو کہ واثق کے بعد ترکوں نے بغداد کے بادشاہوں کا ستیاناس کر رکھا تھا۔ کسی کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں کسی کو کوڑوں سے پٹوایا۔ اور کسی کو ستا ستا کے جان سے مار ڈالا ؏

اِن باتوں نے خلفا کی عظمت کو خاک میں ملا دیا تھا۔ اِس کے علاوہ جو بہادری اور منچلا پن عربوں میں تھا۔ وُہ ایرانیوں اور ترکوں میں کہاں؟ عربوں نے انہی ایرانیوں اور ترکوں کے تو تخت اُلٹ دئے تھے۔ اِن میں سلطنت کی حفاظت کا دم کہاں؟ غرض عربوں کی سی بہادری ایرانیوں میں نہیں تھی۔ تم پڑھ چکے ہو کہ افریقہ میں مٹھی بھر عربوں نے ٹڈی دل بربریوں کو شکست دے دی۔ مہلّب بن ابی صفرہ نے ہمیشہ ترکوں کے غول کو تھوڑی سی فوج سے زیر کیا۔ قتیبہ نے جب کاشغر تک فتوحات کے پرچم لہرائے تو ترک لاکھوں کے غول بنا کر آئے۔ مگر کائی کی طرح پھٹتے چلے گئے۔ اب یہی ترک سلطنت پر قبضہ جمائے بیٹھے تھے۔ انجام اِس کا یہ ہُوا کہ عبّاسیوں کے ہاتھ سے حقیقی طاقت جاتی رہی ؏

ترکی اور ایرانی سلاطین ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ اس نے بھی اِسلام کی طاقت کو بہت نقصان پہنچایا۔

سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ایرانیوں اور ترکوں کو عربوں سے کبھی دلی محبت نہ ہوئی۔ وہ ہمیشہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کی فکر میں رہتے۔ اس کے علاوہ اندرونی فساد نے ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ خاندان عباس میں عیش و عشرت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ معتصم سال میں ایک بار محلسرا اور عورتوں کے جھرمٹ سے باہر آتا۔ اور عید کے چاند کی طرح اس کی زیارت کر لی جاتی۔ ملک میں ہر طرف بد امنی اور بد حالی کا دورہ تھا۔ تاہم بغداد کو خود مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں تباہ کرایا۔ جیسا کہ تم ابن علقمی کے حال میں پڑھ چکے ہو۔

پرانی عظمت کی یاد۔ بنی عباس کے زمانے میں بغداد ایک گلزار معلوم ہوتا تھا۔ ایرانیوں کے ٹھاٹ باٹ میں عربوں کی جدتوں نے وہ وہ نفاستیں پیدا کی تھیں کہ دیکھ کر عقل حیران ہو جاتی تھی۔ مقتدر کے زمانے میں جب رومی سفیر بغداد میں آئے تو دربار کی شان دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ دو طرف بادشاہ کے تخت تک ترک سپاہی وردیاں پہنے کرچیں لگائے تصویر بنے کھڑے تھے۔ دروازوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ نفیس قالین سارے دربار میں بچھے ہوئے تھے۔ سپاہیوں کی سونے کی پیٹیاں اور خلیفہ کے تاج کے جواہرات سے دربار جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔

بنی عباس کے زمانے میں ڈاک کا سلسلہ نہایت اچھا

تھا۔ منزلوں پر تیز رفتار گھوڑے رہتے تھے۔ سوار اِس منزل پر پہنچ کر ڈاک دُوسرے سوار کو دے دیتا تھا۔ اِس طرح ساری سلطنت میں خطوط بھیجے جاتے تھے۔ صرف ڈاک کے ملازموں کی تنخواہیں صُوبۂ عراق میں ایک لاکھ چوّن ہزار دینار سالانہ تھیں۔ محکمۂ ڈاک کا افسرِ اعلیٰ صاحب البرید کہلاتا تھا۔

عبّاسیوں کے زمانے میں صنعت و حرفت کو خوب ترقّی ہوئی۔ سلطنت کی معدنی چیزوں کو خوب نشو و نما ہوئی۔ خراسان کی لوہے اَور کرمان کی سیسے اَور چاندی کی کانوں میں اعلیٰ اَور قابل انجینئروں کی زیر نگرانی کام ہوتا تھا۔ تبریز میں چینی اَور سنگ مرمر۔ شمالی ایران میں نمک اَور گندھک اَور جارجیا میں تیل کے ذخیرے معلوم کرکے ان میں کام شروع کیا گیا۔

بصرے میں صابون بنانے کے کارخانے تھے۔ یہاں کا صابن ساری دُنیا میں مشہور تھا۔ معتصم نے بغداد اَور سامرہ میں بڑے بڑے کارخانے کھولے۔ جن سے صنعت و حرفت کو بڑا فروغ ہوا۔ معتصم نے کاغذ بنانے کے کارخانے بھی جاری کئے۔ ان کے کاریگر مصر سے بُلائے گئے۔ اُن دنوں مصر کاغذ سازی میں مشہور تھا۔ ایران کے مشہور شہروں میں زردوزی کے کارخانے موجود تھے۔ کُوفہ ریشمی اَور نیم ریشمی پٹکوں کے لئے مشہور تھا۔ سوس کے کمخواب اَور زربفت

کے تھان دنیا بھر میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ خراسان میں کمخواب۔ غالیچے۔ نمدے۔ پردے۔ چادریں اور ہر قسم کا قیمتی اُونی مال تیار کیا جاتا تھا۔ شام میں بلّور کے کارخانے تھے۔ دُوسری صدی ہجری میں وہاں چمک دار اور نقشین بلّور کا کام کیا جاتا تھا۔ بلّور کے برتنوں میں سُنہری اور دُوسرے رنگ اس اُستادی سے بھرے جاتے تھے کہ زبان اُن کی تعریف سے قاصر ہے۔ بلّور کے شمعدان اور جھاڑ فانوس نہایت خوبصورت بنائے جاتے تھے۔ یہ شمعدان مسجدوں اور شادی کی محفلوں کی زینت بنتے تھے۔ سلطنت کی آمدنی کے ذرائع حسب ذیل ہیں:۔

(۱) زمینوں کا خراج (۲) عُشر۔ زکوٰۃ اور صدقات (۳) کانوں کی پیداوار کا پانچواں حصّہ (۴) جزیہ جو غیرمسلم رعایا سے اس کی جان و مال کی حفاظت کے بدلے میں وصُول کیا جاتا تھا (۵) نمک اور ماہی گیری کا محصُول (۶) بازار کی دکانوں کا کرایہ (۷) کارخانوں کا محصُول (۸) ایک ملکیت سے دُوسری ملکیت کی طرف منتقل ہونے کا محصُول (۹) باہر کے مُلکوں سے جو سامان آتا اُس کا محصُول۔

بغداد علوم و فنون کا مرکز تھا۔ بے شمار درسگاہیں تھیں۔ نظام الملک نے مدرسہ نظامیہ۔ مستنصر نے مستنصریہ بنوایا۔ ان مدرسوں میں ساری دنیا کے طلبا آ کر دولت علم سے مالا مال ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مدرسے تھے۔

بنی عبّاس کے زمانے میں عربوں نے علم تاریخ کو درجۂ
کمال تک پہنچایا - ابن الاثیر مشہور تاریخ دان گزرا ہے -
اِس کا اصلی نام عزّ الدّین تھا - اس کی قیامگاہ موصل میں
تھی - جہاں اس کے مکان پر ہر وقت طالب علموں کا ہجوم
رہتا تھا - یاقوت حموی نے معجم البلدان ایک بہترین جغرافیہ
لکھا ہے - احمد بن محمد نہاوندی مشہور سائنسدان تھا - یحییٰ بن
ابی منصُور ایک بہت بڑا مہندس اور ہیئت دان گزرا ہے -
سیّاروں کے متعلق اس کی تحقیقات بلند مرتبہ رکھتی ہیں -
ابو یوسف یعقوب بن اسحٰق الکندی عرب کا مشہور فیلسوف
گزرا ہے - اس نے ریاضی - اقلیدس - فلسفہ - کُرۂ ہوائی اور
طب پر تقریباً دو سو کتابیں لکھیں - ہارون رشید کے زمانے
میں موسیٰ بن شاکر ایک بڑا انجینئر گزرا ہے - اس کے بیٹے
علمِ ریاضی اور علم الافلاک میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے -
انہوں نے زمین کی پیمائش کی - ابُو الحسن نے دوربین ایجاد
کی - مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا ترجمہ ہُوا - موسیٰ بن
شاکر کا ایک بیٹا الحسن الجبرے کا موجد ہے - بو علی سینا
مشہور امام گزرا ہے - اس کو ہر ایک فن میں کامل دستگاہ
تھی - فن طب میں جالینوس کا ہم پلہ سمجھا جاتا ہے - اُس
نے مختلف علوم و فنون پر تقریباً ایک سَو کتابیں لکھیں -
جن میں قانون اور شفا سب سے زیادہ مشہور ہیں - امام
غزالیؒ ایک بہت بڑے صوفی اور فلاسفر گزرے ہیں - احیاء العلوم

ان کی مشہور تصنیف ہے - یہ دار العلوم نظامیہ کے پرنسپل تھے۔
امام فخر الدّین رازی جو ۶۰۶ھ میں ہرات میں فوت ہوئے۔
بڑے عالم و فاضل اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے مانے ہوئے امام
تھے ۔تفسیر کبیر اُن کی مشہور تصنیف ہے۔ جب وُہ سوار ہوکر
کہیں جاتے تو تین سَو شاگرد ہمراہِ رکاب ہوتے۔ ان شاگردوں
میں سے ہر ایک اپنے وقت کا امام تھا۔ ابُوالحسن علی بن
حسین المسعودی مشہور عرب مؤرّخ اور جغرافیہ دان گزرا
ہے۔ یہ در اصل مصر کا رہنے والا تھا۔اس کی نادر تصنیف
مروّج الذّہب تاریخ کی بے مثال کتاب سمجھی جاتی ہے۔
بغداد کا کتب خانہ اتنا بڑا تھا کہ جب تاتاریوں نے اُس
کے ایک حصّے میں آگ لگائی تو اُس کی آگ تین دن تک
نہ بجھ سکی۔ اور ایک حصّے کو دجلے میں ڈبویا تو دجلے کا
پانی سیاہ ہوگیا۔ اس میں صرف امام محمد شیبانی کی ۹ سَو
ننانوے تصانیف تھیں ÷

عربوں کو سیر و سیاحت کا بڑا شوق تھا۔اُس زمانے
میں جبکہ سفر کے لئے موجودہ سہُولتیں نہیں تھیں۔ اِن میں
ایسے ایسے سیّاح گزرے۔ جنہوں نے دُنیا کے بڑے حصّے کا
چکّر لگایا۔ ان میں سے ایک سیّاح ابنِ بطوطہ افریقہ سے اُٹھا۔
اور برِّ اعظم ایشیا اور افریقہ کے ایک بڑے حصّے کا چکّر لگایا۔
وہ ایک مدّت تک ہندوستان میں بھی رہا۔ جب وہ ہندوستان
پہنچا تو تختِ سلطنت پر محمد تغلق جلوہ افروز تھا۔ محمد تغلق نے

اُس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور اُس کو بڑے بڑے عُہدے دیتے۔ وہ سالہا سال کے بعد واپس وطن کو لوٹا۔ جہاں اُس نے اپنا نادر سفر نامہ مرتّب کیا۔ جو سفر نامہ ابنِ بطوطہ کے نام سے مشہُور ہے۔ شیخ سعدی اُجڑے بغداد کی آخری یادگار تھے۔ انہوں نے ہمیشہ قافلوں کے ساتھ دُور دراز ملکوں کا سفر کیا۔ اور زمانے کے نشیب و فراز کو خوب سمجھا۔ گلستاں۔ بوستاں اِن کی مشہور تصانیف اخلاق کا خزانہ سمجھی جاتی ہیں۔ اور ہر چھوٹے بڑے کے لئے یکساں مفید ہیں؀

رہنے سہنے میں بڑا ٹھاٹ برتا جاتا تھا۔ چھوٹے سے چھوٹا گھر بھی قالین اور فرش فروش سے خالی نہ ہوتا تھا۔ مکانوں میں پائیں باغ اور حوض کا رواج تھا۔ تجارت بڑے پیمانے پر ہوتی تھی۔ تاجروں کا ایک سرگروہ ہوتا تھا۔ جسے ملک التّجار بھی کہتے تھے۔ ایرانیوں کے میل جول نے کھانوں میں عجیب نفاست پیدا کر دی تھی۔ پلاؤ۔ بریانی۔ زردہ۔ متنجن۔ شامی کباب وغیرہ سے دسترخوان کی شان دو بالا کی جاتی تھی۔ غرض مُسلمانوں کا وہ زمانہ ایسا گزرا ہے۔ جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ بغداد کے مٹتے ہی عرب تہذیب و تمدّن پر زوال آگیا۔ اور رفتہ رفتہ ہر جگہ سے اِس کا اثر مٹنے لگا؀

خلفائے عبّاسیہ مصر

تاتاری جب بغداد کو لوٹ کھسوٹ اور تباہ و برباد کر کے چلے گئے تو خاندانِ عبّاسؓ کا ایک شہزادہ جو خدا جانے بغداد کے کس کونے میں چھپا ہؤا تھا کہ ہلاکو کے دستِ ستم سے بچ گیا تھا۔ اپنی پناہ گاہ سے نکلا۔ لیکن ہر طرف کھیل بگڑا اور باپ دادا کی بنائی ہوئی سلطنت کو اُجڑا دیکھا۔ ایک آہ کی اور بغداد سے چل نکلا۔ کئی سال اِدھر اُدھر مارا مارا پھرا۔ آخر مصر میں جا کر ۶۵۹ھ میں خلافت کا رنگ ازسرِ نو جمایا۔ مصر کی یہ خلافت برائے نام تھی تاہم چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حاکموں نے خلیفہ کے ادب کو اپنا فرض سمجھا اور موصل۔ سنجر۔ جزیرہ اور حلب کے حاکموں نے اطاعت قبول کی۔ اِس خاندان میں ۱۵ بادشاہ گزرے۔ جنہوں نے تقریباً ڈھائی سَو سال حکومت کی۔ ان کی مختصر فہرست یہ ہے:-

نام بادشاہ	سنہ جلوس	نام بادشاہ	سنہ جلوس
مستنصر باللہ ثانی	۶۵۹ھ	معتضد باللہ	۷۵۳ھ
حاکم بامر اللہ بن مسترشد باللہ	۶۶۰ھ	متوکّل علی اللہ	۷۶۳ھ
		مستعصم باللہ	۷۸۸ھ
مستکفی باللہ	۷۰۱ھ	مستعین باللہ	۸۰۸ھ
واثق باللہ	۷۰۲ھ	معتضد باللہ	۸۱۵ھ
حاکم بامر اللہ	۷۴۲ھ	مکتفی باللہ	۸۴۵ھ

قائم بامر اللہ	سنہ ۸۵۸ھ	متوکّل علی اللہ	سنہ ۸۷۲ھ
مستنجد باللہ	سنہ ۸۶۲ھ	متمسک باللہ	سنہ ۹۰۳ھ

سنہ ۹۲۳ھ میں جب ترکی کے بادشاہ سلطان سلیم اوّل نے مصر کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تو مصر کی خلافتِ عبّاسیہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ خلیفہ نے خلافت سُلطان کے سپُرد کر دی۔ اِس طرح خلافت بنی عبّاسؓ سے نکل کر ترکوں میں پہنچی اور ایک عرصے تک قائم رہی۔ جنگِ عظیم کے بعد مصطفےٰ کمال پاشا نے سُلطان عبدالحمید کو معزول کر کے خلافت کا بالکل خاتمہ کر دیا۔